

مؤسس

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 2012ء

جنوری، مارچ، اپریل

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-ash-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011



وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتئ اعظم ہند جگر گوشہ مفسرِ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری**

اورخانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات وخدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

جنوری ۲۰۱۲ء

January 2012

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

امام احمد رضا اور آئینہ تجدید

مدارس اسلامیہ اور موجودہ نصاب تعلیم

مراد رضا، جانشین مفتی اعظم

فاتحہ و نیاز میں آیات مختلفہ کی تلاوت

تصانیف حضور تاج الشریعہ

جلد: ۳۲

جنوری ۲۰۱۲ء

شمارہ: ۱

مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی

مفسرِ اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیرِ عاطفت

زیرِ عنایت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ

حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشینِ مفتیِ اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک ونگراں:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

ترتین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)

آئی ٹی، ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ❁ زرسالانہ: ۱۸۰ روپے ❁ بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے ❁ لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فون: 0581-3291453, 2472166

فیکس: 0581-2458543

Visit us: www.hazrat.org

www.alahazrat.in

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)

E-mail: asjadaraza@gmail.com, atiq_shujamalik@yahoo.com, Sunniduniya@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

اشاریہ

نمبرشمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	اداریہ	یونس رضا مونس اویسی	۳
۲	تجلیات نعت	اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ	۵
۳	ضیائے قرآن	کنزالایمان	۶
۴	بہار حدیث	علامہ محمد عسجد رضا قادری	۷
۵	فتاویٰ مرکزی دارالافتاء	مرکزی دارالافتاء	۸
۶	امام احمد رضا اور آئینۂ تجدید	مولانا محمد اختر بریلوی	۱۲
۷	مراد رضا، جانشین مفتی اعظم	یونس رضا مونس اویسی	۱۷
۸	مدارس اسلامیہ اور موجودہ نصاب تعلیم	مولانا محمد رضا عبدالرشید	۲۹
۹	فاتحہ و نیاز میں آیات مختلفہ کی تلاوت	مولانا محمد ذوالفقار خان نعیمی	۳۴
۱۰	جامعہ تجھ کو سلام	محمد افضل نوری مرکزی	۳۹
۱۱	تصانیف حضور تاج الشریعہ	یونس رضا مونس اویسی	۴۲
۱۲	بم دھماکہ محروسین کی رہائی......	محمد یوسف	۴۳
۱۳			۴۷
۱۴			۴۷
۱۵			۰۰
۱۶			۰۰

جہاد بالقلم کا بیباک مجاہد

اداریہ .... یونس رضا مونس اویسی

مجدد مئۃ رابع عشر سیدنا امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت کنز الکرامت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ القوی ۱۰رشوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴رجون ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد علامہ نقی علی خاں برکاتی، غزالی زماں، بحر العلوم، امام المتکلمین اور دادا، حضرت علامہ رضا علی خاں، امام العلماء، مفتی وقت، رئیس المجاہدین تھے بلکہ اپنے دور کے اکابر علما اور اولیاء میں سے تھے۔

جملہ مروجہ علوم وفنون والد ماجد سے حاصل کیئے اور تقریباً چودہ سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کی نیز تدریس وافتاء کی مسند بھی سنبھالی۔ والد ماجد کے علاوہ حضرت شاہ آل رسول بلگرامی، مارہروی، حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری واسطی بلگرامی، مارہروی، مرزا غلام قادر بیگ، علامہ احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ، علامہ عبد الرحمن مکی، علامہ حسین بن صالح مکی سے بھی استفادہ کیا۔ بعض علوم وفنون متبحر علمائے کرام سے حاصل کی جبکہ زیادہ تر علوم وفنون، خداداد قابلیت کی بناء پر بذریعہ مطالعہ حاصل کی اور مختلف علوم وفنون پر محیر العقول مہارت حاصل کر اپنی عدیم المثال، بے نظیر کتابیں یادگار چھوڑیں۔

۱۴ررمضان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء تقریباً چودہ سال کی عمر میں علوم دینیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اسی دن سے فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا، اور آخر عمر تک مسلسل فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیتے رہے یعنی ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ مکمل چون سال تک آپ نے فتاویٰ تحریر فرمائے۔

آپ وحید عصر فقیہ، بے حد طباع اور ذہین تھے، حقانیت کے علمبردار، حامی اہل سنت، ماحی بدعت، قاطع کفر وشرک، رحماء بینھم اور اشداء علی الکفار کی عملی، علمی تفسیر تھے۔ آپ کے دور میں جن فتنوں نے جنم لیا تھا اگر وہ فتنہ غالب آجاتا تو ہندوستان میں اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کا نام لیوا نہ رہتا۔ اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے علمائے اہل سنت پر کہ انہوں نے بروقت اسلام کی حقانیت ظاہر فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا، اس دور میں سب سے نمایاں کام انجام دینے والوں میں آپ کی ذات ممتاز ہے۔ آپ کی علمی وسعت، تحقیق و تدقیق کی گہرائی وگیرائی پر علمائے عصر کو اعتماد تھا آپ کی علمی وجاہت کا سکہ اپنوں، بیگانوں سب پر بیٹھ گیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ سے استفتاء کرنے والوں میں ہر طبقہ نظر آتا ہے۔ "سلامۃ اللہ لاھل السنۃ" میں ہے "پورے عالم اسلام سے خواص وعوام، خواندہ و ناخواندہ، رائی ورعایا، سبھی طبقوں کے کثیر التعداد سوالات آپ کی خدمت میں آئے"۔ (مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم، رضا اکیڈمی)

آپ خود فرماتے ہیں "ایک وقت میں چار چار سو فتاوے جمع ہو جاتے ہیں"۔ (مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم، رضا اکیڈمی)

اعتقادیات اور فقہیات پر اعلیٰ حضرت کا اتنا وسیع کام ہے جسے سمیٹنا مشکل ترین کام ہے۔ یعنی اسلام کے اصول وفروع پر ہونے والے ہر حملے کا اصول اربعہ کی روشنی میں مجتہدانہ شان کا جواب بالتفصیل اگر کہیں ملے گا تو وہ دربار امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کا ہے اسی لئے کہنے والوں نے کہا ہے، جو شعر اعلیٰ حضرت کے علمی وادبی کام کی عکاسی کرتا ہے۔

اگلوں نے تو لکھا ہے بہت علم دین پر
جو کچھ ہے اس صدی میں تنہا رضا کا ہے

فتاویٰ رضویہ کی ضخیم ۳۰ جلدیں (جدید ترتیب) جد الممتار، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن بہت مشہور ومعروف ہیں۔ جبکہ آپ کی تحریرات مبارکہ کا سارا ذخیرہ جمع نہ کیا جاسکا اور کتنے رسائل ایسے ہیں جو منظر عام پر نہ آسکے۔ فتاویٰ کے بابت ہی یہ تحریر پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو جائیگا۔ "ابتدائی بارہ سال کے فتاویٰ کی نقل آپ نے محفوظ نہیں رکھی بعد کے فتاویٰ کا بھی دسواں حصہ محفوظ رہ سکا جو ۱۳۲۷ھ تک سات خریطوں میں جمع ہوا تھا۔ سائز ۲۶×۲۰ کے چار صفحہ اور ہر خریطہ کے

کل صفحات کی تعداد چودہ سو سے سولہ سو تک تھی۔ جلدوں کے ضخامت کا خیال کر کے احباب اور علماء کے مشورہ سے اس کو بارہ جلدوں میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد بھی آپ نے تیرہ سال تک فتاویٰ تحریر فرمائے''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، کتاب النکاح ص ر ۲۳ بحوالہ مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم)

جتنا بھی علمی ذخیرہ ہمارے درمیان آسکا ہے، اتنا ہی پڑھ کر ارباب علم و دانش کی عقلیں استعجاب کا غوطہ لگاتی ہیں اور داد و تحسین دیتی نظر آتی ہیں۔ اعتقاد پر حملے اس دور میں اس زور پر تھے کہ ان کی سرکوبی مشکل ترین امر تھا پھر بھی اعلیٰ حضرت نے ان کی بھرپور سرکوبی فرمائی اور ان کا تعاقب کیا اور امت مسلمہ کے عقائد حقہ کی حفاظت فرمائی، انہیں تحقیقی خدمات کی بنیاد پر اہل سنت والجماعت کے دانشوروں نے حقانیت کی پہچان آپ کی ذات کو قرار دیا اور مسلک اہل سنت کا مترادف مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگایا، جبکہ غیروں نے نہ جانے مسلک اہل سنت کے حامیوں، اہل سنت والجماعت کے لوگوں، سچے مسلمانوں کو کن کن ناموں سے یاد کیا، اور یہ ذہن دینے کی کوشش کی کہ یہ مسلمان نہیں ہیں، مثلاً کبھی انہیں رضاخانی کہا گیا، کبھی بدعتی کہا گیا، کبھی مشرک کہا گیا وغیرہ وغیرہ۔ اس سے ایک بات بخوبی روشن ہو گئی کہ اہل باطل جب دلائل و براہین سے عاجز ہوتے ہیں تو اہل حق کو بُرے نام سے ملقب کر کے دل و دماغ کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ اس کی متعدد مثالیں اسلام کی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حاسدین نے مرجیہ کے نام سے بدنام کیا، ایک معتزلی نے سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تنگ آکر اپنے آپ کو اہل توحید وعدل اور اہل سنت کو کیا سے کیا کہا۔ ابن تیمیہ کی پارٹی نے اہل حق کو باطل پرست اہل ہواء کے القاب سے یاد کیا، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خارجیوں نے بدعتی و مشرک گردانا، جب امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے باغیوں نے بدلہ لینا چاہا تو آپ کو بدعتی قرار دیا، جب کفار حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے مقابلہ سے عاجز ہوئے تو آپ کو صابی کے نام سے موسوم کیا۔ • (بخاری) (التحقیق الکامل)

اسی طرح ماضی قریب میں سرکار علیہ السلام کی پیشن گوئی کے مطابق نجد سے محمد بن عبدالوہاب ظاہر ہوا جس نے اہل سنت کو کافر و مشرک اور بدعتی گردانا، دیوبندی، وہابی، سلفی، مودودی، غلام خانی، اہل قرآن، اہل حدیث (فی زماننا) چکڑالوی، نیچری سارے کے سارے اسی نجدی شیخ محمد بن عبدالوہاب کے مقلد ہیں۔ انہیں کا فتنہ چودہویں صدی کا ''عظیم فتنہ'' کہلاتا ہے۔

ان فتنوں کی سرکوبی آپ نے فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک فتنہ یہ اٹھا جس کا تعلق توحید سے ہے کہ۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یہ مسئلہ امکان کذب سے موسوم ہو کر مشہور ہوا اس پر اعلیٰ حضرت نے عقیدۂ اہل سنت، نظریۂ اسلام کو دلائل و براہین سے ظاہر کیا اور مستقل کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ''سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح'' (اللہ تعالیٰ جھوٹ ایسے قبیح عیب سے پاک ہے) اس کے علاوہ امکان کذب پر پانچ رسائل اور لکھے۔ اسی طرح توحید پر ایک حملہ یہ بھی ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیت کے ساتھ مجسم ہے، تو اس پر آپ نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ''قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار'' رکھا۔ دین اسلام کے مخالف، قدیم فلاسفہ کے عقائد باطلہ پر ''الکلمۃ الملھمۃ'' لکھا، اولیائے کاملین، ائمہ مجتہدین، اہل بیت کرام، صحابہ عظام، انبیائے کرام، نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والوں کا سخت محاسبہ فرمایا، ماضی قریب میں نبی کا دعویٰ کرنے والے قادیان میں انگریز کے کاشتہ پودے کی بیخ کنی کی اور اس کے خلاف متعدد رسائل لکھے۔

۱۔ المبین معنیٰ ختم النبیین
۲۔ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب
۳۔ الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی
۳۔ قهر الدیان علیٰ مرتد بقادیان
۵۔ جزاء الله عدوه لابائه ختم النبوة

سرکار امام اہل سنت نے اس دور میں پائی جانے والی بدعتوں کے خلاف جہاد فرمایا، اسلام و مسلمان کے خلاف کی جانے والی سازشوں کے تار و بود بکھیر کر رکھ دئے۔ تحقیق و تدقیق کا ایسا جوہر بہایا کہ دنیائے باطل میں زلزلہ برپا ہو گیا اور حق خوب خوب اجالا ہوا۔ مختصر یہ کہ اعلیٰ حضرت نے اسلام و مسلمان کے تحفظ و بقا کی خاطر ہر محاذ پر جہاد بالقلم فرمایا اور پوری زندگی اسی میں گذار دی۔

☆☆☆



تجلیات نعت



آقائے نعمت دریائے رحمت مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیرے گلی سے جائے کیوں
رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں
بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہیں غریب کو
روئیں جو اب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں

ہم تو ہیں آپ دلفگار غم میں ہنسی ہے ناگوار
چھیڑ کے گل کو نو بہار خون ہمیں رلائے کیوں
اب تو روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں
ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزغم ساز طرب بجائے کیوں

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

نگاہ مہر جو اس مہر کی ادھر ہوجائے
گنہ کے داغ مٹیں دل میرا قمر ہوجائے

جو قاب تیرہ پہ تیری کبھی نظر ہوجائے
تو ایک نور کا بقعہ وہ سربسر ہوجائے

ہماری کشتِ امل میں کبھی تو پھل آئے
کبھی تو شجرۂ امید بار ور ہوجائے

ہمارا سر ہو خدایا حبیب کا در ہو
ہماری عمر الٰہی یونہی بسر ہوجائے

جو سچے دل سے کہے کوئی یارسول اللہ
مصیبتیں بھی ٹلیں ہر مہم بھی سر ہوجائے

خدا کے فضل سے ہر خشک وتر پہ قدرت ہے
جو چاہو تر ہو ابھی خشک، خشک تر ہوجائے

حجاب اٹھیں جو مرقد سے ان کے روضہ تک
اندھیرا قبر کا مٹ جائے دو پہر ہوجائے

چمک اٹھے مری قسمت کا تارا اے نوری
اگر وہ غیرت خورشید میرے گھر ہوجائے

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

ترے دامن کرم میں جسے نیند آ گئی ہے
جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

مجھے کیا پڑی کسی سے کروں عرض مدعا میں
مری لو تو بس انہیں کے در جود سے لگی ہے

وہ جہان بھر کے داتا مجھے پھیر دیں گے خالی
مری توبہ اے خدایہ مرے نفس کی بدی ہے

میں مروں تو میرے مولیٰ یہ ملائکہ سے کہہ دیں
کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگ گئی ہے

میں گناہ گار ہوں اور بڑے مرتبوں کی خواہش
تو مگر کریم ہے جو تری بندہ پروری ہے

تری یاد تھپکی دیکر مجھے اب شہا سلا دے
مجھے جاگتے ہوئے یوں بڑی دیر ہوگئی ہے

اے نسیم کوئے جاناں ذرا سوئے بدنصیباں
چلی آ کھلی ہے تجھ پہ جو ہماری بے کسی ہے

ترا دل شکستہ اختر اسی انتظار میں ہے
کہ ابھی نوید وصلت ترے در سے آرہی ہے

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمة والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۱۲۱/۱۲۴

جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جیسی چاہئے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی زیاں کار ہیں (۱۲۱) {۲۲۱} اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانے کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی (۱۲۲) اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی اور نہ اس کو کچھ لیکر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے {۲۲۲} اور نہ ان کی مدد ہو (۱۲۳) اور جب {۲۲۳} ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا {۲۲۴} اور اس نے وہ پوری کر دکھائیں {۲۲۵} فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا (۱۲۴) {۲۲۶}

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمة والرّضوان

{۲۲۱} حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت اہل سفینہ کے باب میں نازل ہوئی جو جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تھے ان کی تعداد چالیس تھی بتیس اہل حبشہ اور آٹھ شامی راہب ان میں بحیراء راہب بھی معنیٰ یہ ہیں کہ درحقیقت توریت پر ایمان لانے والے وہی ہیں جو اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف و تبدیل پڑھتے ہیں اور اس کے معنیٰ سمجھتے اور مانتے ہیں اور اس میں حضور سید کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی نعت وصفت دیکھ کر حضور پر ایمان لاتے ہیں اور جو حضور کے منکر ہوتے ہیں وہ توریت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں {۲۲۲} اس میں یہود کا رد ہے جو کہتے تھے ہمارے باپ دادا بزرگ گزرے ہیں ہمیں شفاعت کر کے چھڑالیں گے انہیں مایوس کیا جاتا ہے کہ شفاعت کافر کے لئے نہیں {۲۲۳} حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سرزمین اہواز میں بمقام سوس ہوئی پھر آپ کے والد آپ کو بابل ملک نمرود میں لے آئے یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب سب آپکے فضل و شرف کے معترف اور آپ کی نسل میں ہونے پر فخر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے وہ حالات بیان فرمائے جن سے سب پر اسلام کا قبول کرنا لازم ہوجاتا ہے کیوں کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر واجب کیں وہ اسلام کے خصائص میں سے ہیں {۲۲۴} خدائی آزمائش یہ ہے کہ بندے پر کوئی پابندی لازم فرما کر دوسروں پر اس کے کھرے کھوٹے ہونے کا اظہار کردے {۲۲۵} جو باتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش کے لئے واجب کی تھیں ان میں مفسرین کے چند قول ہیں قتادہ کا قول ہے کہ مناسک حج ہیں مجاہد نے کہا اس سے وہ دس چیزیں مراد ہیں جو اگلی آیات میں مذکور ہیں حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ وہ دس چیزیں یہ ہیں: مونچھیں کتروانا، کلی کرنا، ناک میں صفائی کے لئے پانی استعمال کرنا، مسواک کرنا، سر میں مانگ نکالنا، ناخن ترشوانا، بغل کے بال دور کرنا، موئے زیر ناف کی صفائی، ختنہ، پانی سے استنجا کرنا یہ سب چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھیں اور ہم پر ان میں بعض واجب ہیں بعض سنت {۲۲۶} مسئلہ: یعنی آپ کی اولاد میں جو ظالم (کافر) ہیں وہ امامت کا منصب نہ پائیں گے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا پیشوا نہیں ہوسکتا اور مسلمانوں کو اس کا اتباع جائز نہیں۔

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، حضرت مولانا ابوحسام محمد عسجد رضا خاں قادری بریلی شریف

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے اور میں نے ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے جب اسے ملاحظہ فرمایا تو دروازہ پر ہی رک گئے اور اندر تشریف نہیں لائے، میں نے آپ کے چہرۂ اقدس میں ناگواری کے اثرات دیکھ کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں اللہ و رسول کے حضور توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا؟ ارشاد فرمائیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن سخت عذاب میں ہوں گے پھر ان سے کہا جائے گا ان کو زندہ کرو جن کو تم نے بنایا تھا۔ اور ارشاد فرمایا: جس گھر میں تصویر ہو رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور صورتوں کے بارے میں حکم دیں ان کے سر کاٹ دیئے جائیں کہ پیڑ کی طرح رہ جائیں، اور تصویر دار پردہ کے لئے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈال کر پاؤں سے روندی جائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ سے عرض کیا: ہم ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ سے حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا: تین چیزیں ہیں کہ جب تک ان تین سے ایک بھی گھر میں ہوگی کوئی فرشتہ رحمت و برکت کا اس گھر میں داخل نہ ہوگا، کتا، یا جنب یا جاندار کی تصویر۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی کھانے کی دعوت کی۔ حضور تشریف لائے لیکن تصویریں دیکھ کر واپس تشریف لے جانے لگے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر نثار، کس سبب سے حضور واپس ہوئے؟ فرمایا: گھر میں ایک پردے پر تصویریں تھیں اور ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ جس چیز میں تصویر ملاحظہ فرماتے اس کو بے توڑے نہ چھوڑتے۔

☆☆☆

(جامع الاحادیث، ج اوّل، ص ۱۴۵)

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

(۱) باپ کے سامنے اگر بیٹے کا انتقال ہوگیا تو کیا اس کی بیوی کو اس گھر سے حق ختم ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اور ان کے بچے کا بھی حق ختم ہوجاتا ہے یا نہیں۔

(۲) مکان اگر وقف ہے دادا سسر کا باپ کے سامنے بیٹا کا انتقال ہوگیا تو کیا اس گھر سے ان کی پوتے کی بیوی اور بچے کا حق ختم ہو جاتا ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی اس کا جواب قرآن وحدیث کی رو سے عنایت فرمائیں۔

سائلہ:- پروینہ بیگم محلہ ذخیرہ بریلی شریف

الجواب:(۱) دادا کے ترکہ سے بہو یا پوتے کو کچھ نہیں ملے گا جب کہ دادا کے لڑکے موجود ہوں صحت واقعہ لکھ کر معلوم کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) وقف نامہ کاغذات کی نقل پیش کریں پھر جواب ہو سکے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ
مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کی بیوی ہندہ مہمانی کرنے کے لئے میکے گئی تھی چند روز کے بعد زید اپنی بیوی ہندہ کو لانے کے لئے گیا وہاں رات کا قیام کیا پھر دو پہر کو تناول طعام کے بعد زید نے خوشگواری میں ہندہ سے کہا کہ آج رکنا نہیں ہے تم چلو یہ سنتے ہی ہندہ نے کہا تمہاری داڑھی جلا دوں گی یہ سن کر زید چلا گیا پھر چند روز کے بعد ہندہ کو گھر لایا ہندہ کا شوہر سنی عالم بھی ہے داڑھی جو کہ شعار اسلام سے ہے اس کی توہین کی اس وجہ سے کیا نکاح پر بھی اثر پڑتا ہے اس کے متعلق شریعت مطہرہ سے جو حکم ہو عنایت کریں۔

المستفتی:- محمد اسیر الاختر رضوی
انجمن بلڈنگ نزد بس اسٹینڈ اے پی

الجواب: صورت مسئولہ میں ہندہ سخت گنہگار حرام کار مستحق عذاب نار ہے اس پر اپنے قول بدتر از بول سے توبہ لازم ہے توبہ کرے بعد توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح بھی کرے اور اپنے شوہر سے معافی چاہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی
مرکزی دارالافتا ۸۲ء رسوداگران بریلی شریف

صح الجواب: واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہندہ کی شادی آج سے دس سال قبل بکر کے ساتھ ہوئی تھی اچانک بکر پانچ سال سے غائب ہے اس کے والدین

اور میرے رشتے داروں نے لاکھ تلاش کیا لیکن آج تک اس کا پتہ نہیں چل سکا میرے سر سے والد کا سایہ اٹھ چکا ہے والدہ سے اخراجات ناممکن ہیں لڑکے کے والدین نے اخراجات دینے سے منع کر دیا اور کہا کہ دوسری شادی کر لو میں تلاش کر کے تھک چکا ہوں میں تمہارا بوجھ اٹھاؤں یا دیگر اولاد کا؟ میرے سسر نے خوشی سے دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے دوسرے نوجوانی کی بناء پر قدم پھسلنے کا خطرہ ہر وقت لگا رہتا ہے اور دوسری زندگی گذارنے کے لئے اور خوف خدا کی بناء پر دوسری شادی کرنا چاہتی ہوں کیوں کہ یتیمی اور گھر پر والدین کے کوئی جائیداد بھی نہیں ہے جس سے گذر اوقات ہو سکے لہٰذا حضور والا سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ شرعی حکم صادر فرمائیں۔

المستفتی: عبدالحمید مستری اجمیر والے

آدرش نگر چوراہا مقام ہرسور ضلع ناگور شریف (راجستھان)

الجواب: صورت مسئولہ میں وہ عورت اسی گمشدہ مرد کی حسب دستور بیوی ہے اور جب تک اس کی موت یا طلاق کی خبر نہ آجائے وہ اسی کی بیوی رہے گی حدیث میں ہے: **امراۃ المفقود امراته حتی یأتیها البیان** اور ہمارے ائمہ حنفیہ کے نزدیک اسے دوسرا نکاح اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ اس گمشدہ کی عمر کے ۷۰ رسال نہ گذر جائیں یعنی اگر وہ چالیس برس کی عمر میں گما تو عورت پر تیس سال انتظار میں گذارنا ضروری ہے، جب اتنی مدت گذر جائے گی تو حاکم شرع اس کی موت کا حکم فرمائے گا اور عورت کو عدت وفات گذارنے کے بعد دوسرا نکاح حلال ہو گا مگر جب کہ ضرورت شرعیہ ملجۂ متحقق ہو کہ (بے نکاح کوئی چارہ نہیں) تو سیدنا امام مالک کے مذہب پر عمل کی اجازت ہے ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے یہاں استغاثہ کرے وہ بعد تحقیق چار سال کی مدت مقرر کرے گا اس مدت میں شوہر کو طاقت بھر تلاش کیا جائے پھر جب نہ ملے تو عورت دوبارہ حاکم کے یہاں حاضر ہوں اب حاکم عدت وفات چار ماہ دس دن ہے گذارنے کا حکم دے گا جس کے بعد عورت مختار ہو گی اس دور میں اعلم علماء بلد سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ حاکم شرع کے قائم مقام ہے حدیقہ ندیہ میں ہے: **اذا خلی الزمان فی سلطان ذی کفایة فالامور مفوضة الی العلماء ویصیرون ولا ۃ لهم واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہ: محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی مرکزی

دارالافتاء ۸۲ء رسوداگران بریلی شریف

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے ایک کمیٹی کے اندر چرم قربانی کی قیمت جمع کر رکھی ہے جس میں سے مدرسہ اور غرباء وغیرہ کو تقسیم کیا جاتا ہے کچھ رقمیں باقی ہیں کمیٹی والے یہ چاہتے ہیں کہ اہل سنت کی خانقاہ میں جس خانقاہ سے کمیٹی والے بیعت ہیں اس رقم کا ایک دیگ خرید کر دے دیا جائے تاکہ عرس کے موقع پر لنگر خانہ وغیرہ کا کھانا اسی دیگ میں تیار کیا جائے۔

کیا چرم قربانی کی رقم سے دیگ خرید کر خانقاہ کو دیا جا سکتا ہے تحریر کریں۔

(**نوٹ**) خانقاہ کا دیگ وغیرہ غریبوں کے یہاں شادی وغیرہ کے موقع پر بلا معاوضہ دیا جاتا ہے۔

المستفتی: محمد مختار احمد

پوسٹ مقام جونکا ضلع صاحب گنج (بہار)

الجواب: چرم قربانی صدقات نافلہ سے ہے اسے ہر جائز نیک کام میں صرف کرنا جائز ہے اور اس کی رقم سے لنگر خانہ

کے لئے دیگ بھی لا سکتے ہیں اور شادی بیاہ میں مسلمانوں کے لئے دے سکتے ہیں اور خانقاہ میں بھی دے سکتے ہیں بلکہ چرم قربانی کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں بھی لانا جائز ہے جیسے مصلی، ڈول وغیرہ بنالے ہاں اگر چرم کو اپنے لئے بیچ دیا تو اب اس رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے نہ اپنے استعمال میں اس رقم کا لانا جائز نہ ہی دیگ وغیرہ کسی کام میں لانا جائز ہوگا اب وہ غرباء ومساکین کو دینا واجب ہے بے حیلۂ شرعی کسی کام میں لگانا جائز نہ ہوگا لہٰذا چرم کو لنگر خانہ وغیرہ کو دینے کے لئے بیچ کر دیگ خرید کر لنگر خانہ ومسلمانوں کے آرام کے لئے دے سکتے ہیں یہ بھی ثواب کا کام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی

مرکزی دارالافتا ۸۲ ء رسوداگران بریلی شریف

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید دس سال قبل امام ومدرس منتخب کیا گیا تھا تقریبا دو سال تک زید نے اپنے فرائض انجام دیئے اس کے بعد یہاں سے استعفیٰ دے کر دوسری جگہ منتقل ہوگیا اور وہیں اپنے فرائض انجام دے رہا ہے اس کے بعد زید کی جگہ باتفاق من جانب المسلمین عمرو کو امام ومدرس منتخب کرلیا گیا اور عمرو کو امام وتدریس کے فرائض انجام دیتے آٹھ سال ہوگئے اور زید کا یہاں کوئی تعلق نہ رہا مستقل امام عمرو ہی ہے وقت مقرر کرکے اعلان بھی کیا تھا کہ نماز بقرعید ساڑھے آٹھ بجے ادا کی جائیگی لیکن زید آج امامت کا دعویٰ کرکے خالد سے جابرانہ طور پر بذریعہ گارڈ صرف نماز بقرعید پڑھوائی یہاں مقرر کردہ مستقل امام عمرو نے بھی دوبارہ نماز بقرعید پڑھائی اور آج تک پڑھا رہا ہے کس کی نماز درست ہوئی؟

نیز مقرر کردہ مستقل امام عمرو کے اس خیال کی بناء پر زید ہمنواؤں نے عمرو کو کافر، مشرک اور شیطان کہا اور نکاح ٹوٹ جانے کا بھی اعلان کیا اور یہ بھی کہا کہ عمرو کے پیچھے نماز جنازہ درست نہیں واضح بیان فرمائیں ایسا کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۲) عمرو کے آنے سے قبل زید کے ہمنوا بکر نے چند آدمیوں کو لے کر جامع مسجد چھوڑ کر کبھی میدان اور کبھی مکان میں بھی نماز جمعہ پڑھی ہے اور بکر ہی نے جھگڑے کی بنیاد پر الگ ایک کچی مسجد بھی بنوالی تھی اور کچھ دنوں تک اس مسجد میں زید کے ہمنواؤں نے نماز جمعہ بھی پڑھی فتویٰ لگائے جانے پر بکر کی نئی تعمیر شدہ مسجد میں نماز جمعہ رک گئی تھی اور آج کہ ڈھائی مہینے سے دوبارہ نماز جمعہ وعیدین بکر اور اس کے ہمنواؤں نے اسی مسجد میں پڑھنی شروع کردیا ہے جب کہ جامع مسجد میں کافی جگہ خالی رہتی ہے از روئے شرع مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد الدین انصاری

برداہ تیرا سیدھی (ایم۔پی)

الجواب: (۱) اگر خالد نماز پڑھانے کا ماذون تھا تو اس کی نماز ہوگئی اور عمرو امام معین تھا تو اس کی بھی نماز ہوگئی۔ نماز جمعہ وعیدین مثل ایام دیگر نمازوں کے نہیں کہ جسے چاہا امام کردیا نماز ہوگئی ان کے لئے ضروری ہے کہ امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا مقرر کردہ اور یہ نہ ہوں تو بضرورت وہاں کے عام مسلمانوں نے جسے امامت جمعہ وعیدین کے لئے متعین ومقرر کیا ہو درمختار میں ہے: **الجمعة يشترط لصحتها السلطان او ماموره باقامتها ونصب العامة غير معتبرمع وجود من ذكر اما مع عدمه فيجوز انفراده** زید کو یہ حق نہیں تھا کہ جسے چاہے امام بنادے اور جب امام معین تھا تو ضرورت نہ تھی بلا وجہ شرعی تفریق بین المسلمین ناجائز وحرام وگناہ ہے زید نے ایسا کیوں کیا وہ وجہ تحریر

کر کے معلوم کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کسی مسلمان کو بے وجہ شرعی کافر مشرک کہنا حرام اشد حرام ہے بخاری و مسلم وغیرہما میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے واللفظ لمسلم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایما امرئ قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والا رجعت علیه یعنی جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقۃً کافر جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔ علماء فرماتے ہیں یوں ہی کسی کو مشرک یا زندیق یا ملحد یا منافق کہنا بھی ہے حدیقہ ندیہ میں ہے: من دعاء رجلا بالکفر باللہ تعالیٰ اوالشرک به وکذٰلک با لزندیقة والالحاد والنفاق الکفری جن لوگوں نے عمرو پر بے وجہ معقول ومقبول کافر مشرک کہا وہ گنہ گار ہوئے اور حقیقت میں عمرو پر کفر ثابت نہ تھا تو ان لوگوں پر توبہ وتجدید ایمان، تجدید نکاح کا حکم ہے وہ توبہ کریں اور تجدید ایمان بھی اور جو بیوی والے ہوں وہ تجدید نکاح بھی کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) جب جامع مسجد میں جگہ کافی ہے تو بے وجہ شرعی دوسری جگہ جمعہ قائم کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے اور اس سے مقصود اگلی مسجد کو ضرر پہنچانا ہو اس کی جماعت کو متفرق کرنا ہو تو یہ ناجائز و حرام ہے مگر بے ثبوت کافی ایسی فاسد ملعون نیت کی نسبت نہ کریں گے کہ مسلمان پر بدگمانی ناجائز وحرام ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ آپس میں جو اختلاف ہے وہ دور کریں اور سب ملکر رہیں اور نماز ادا کریں سوال میں یہ نہیں ہے کہ کس بناء پر ان لوگوں نے ایسا کیا؟ اسے لکھ کر کر معلوم کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) میں جہانگیر خان عمر ۶۵ رسال اپنی بیوی زیتون النساء عمر ۵۰ رسال کو ڈرانے کے لئے لوگوں کے سامنے طلاق دیا کئی بار کہا لیکن میں نے صدق دل سے نہیں کہا ہمارے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) ہم خدا اور اس کے رسول کو حاضر وناظر سمجھ کر گواہی دیتے ہیں کہ مذکورہ شخص جہانگیر خان نے اپنی بیوی زیتون النساء کو تین طلاقیں دیں لیکن ایک ماہ کے بعد وہ انسان کہتا ہے کہ میں نے تین طلاقیں نہیں دیں اب شریعت کا کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: اسحٰق محمد ابن فیض محمد

بی کو ملے مقام و پوسٹ چاونڈ ضلع ادے پور۔

الجواب: طلاق کا ثبوت اقرار شوہر یا گواہان شرعیہ کی شہادت شرعیہ سے ہوتا ہے لہذا جب شوہر نے تین طلاقیں دینے کا اقرار کر لیا تھا تو اب اس کے جھوٹے انکار سے دی ہوئی طلاقیں مٹ نہ جائیں گی اور نہ وہ اس کے لئے بے حلالہ کبھی حلال نہ ہوگی قال تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره۔ جو بات صحیح ہو اس کا اقرار کرے جھوٹ بول کر حرام حلال نہ ہوگا عورت کا بھی بیان لکھیں دونوں کا صحیح بیان لکھ کر جواب حاصل کریں اور اگر گواہان شرعیہ ہوں تو وہ بھی لکھیں کہ طلاق کے وقت کتنے لوگ تھے ان کا بھی بیان لکھیں واللہ تعالیٰ اعلم طلاق کا لفظ کہا تھا یا طاق اور کتنی بار کہا تھا وہ تحقیق کر کے لکھیں اور دوبارہ معلوم کریں فقط۔

کتبہ:۔ محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی مرکزی

دارالافتا ۸۲ء رسوداگران بریلی شریف ۱۷ ذی قعدہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

☆☆☆

امام احمد رضا اور آئینۂ تجدید

از: مولانا محمد اختر بریلوی استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف

ہر سو سال پر فکر و مزاج میں تبدیلی ہونے لگتی ہے ہوش و خرد کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہونے لگتا ہے نت نئے خیالات ور جحانات جنم لینے لگتے ہیں جنکے پیش نظر ہمہ گیر قیادت و رہنمائی کا فریضہ بسا اوقات ایک نہایت دشوار امر بن جاتا ہے اس لیے علمائے کرام کی تشریحات کے مطابق علم و فضل، دین و دیانت، زہد وورع ،فکری استعداد اور عزیمت و استقامت جیسی اہم صفات کی حامل شخصیات کو اللہ تعالیٰ صفحۂ ہستی پر نمودار فرماتا ہے جو اپنی تجدیدی شعاعوں سے دین کو روشن و تابناک اور دنیا کو فیضیاب کرتی ہیں ایسی شخصیات کو مجدد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

شریعت کا درک رکھنے والے حضرات نے مجدد کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں انہیں اجمالاً یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) ایک صدی ہجری کا آخر اور دوسری صدی کا ابتدائی دور پائے۔

(۲) پہلی صدی کے اختتام تک علمی اور تحقیقی میدان میں اتنا معروف ہو جائے کہ دینی مسائل و احکام کی گتھیاں سلجھانے والے علمائے شریعت بھی رجوع کرنے لگیں۔

(۳) دینی علوم وفنون میں مہارت تامہ اور جامعیت اور کمال حاصل ہو۔

(۴) سنت کا پاسبان اور بدعات و منکرات کی بیخ کنی میں سرگرم ہو۔

(۵) ہر ممکن تدبیر سے دین کی حفاظت اس کی فطرت ہو اور اسلام مخالف طاقتوں سے مقابلے کے لیے کمر بستہ رہے۔

اگر چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ہر صدی میں کچھ ایسی باکمال شخصیات ضرور نظر آئیں گی کہ جو نہ صرف مذکورہ بالا صفات کی حامل تھیں بلکہ انہوں نے دنیا ے رنگ و بو میں اپنے زریں کارناموں کے ایسے روشن اور انمٹ نقوش چھوڑے جو تا خندۂ صبح قیامت تاریخ انسانیت کا قیمتی سرمایہ بنے رہیں گے۔

انہیں یکتائے روزگار نفوس قدسیہ کے سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں، جنہیں علمائے اسلام نے چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا۔

آنے والی سطور میں مجدد اہل سنت کے افکار و نظریات، تعلیمات و خدمات کے چند پہلوؤں پر اجمالی طور سے روشنی ڈالنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس سے آپ کے دل و دماغ بھی اس حقیقت کا برملا اعتراف کریں گے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا۔

(۱) آپ کی ولادت بروز شنبہ بتاریخ ۱۰؍شوال

المکرم ۱۲۷۲ھ میں ہوئی اور بروز جمعہ بتاریخ ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو جان جاں آفریں کے سپرد کر دی، اس طرح تیرہویں صدی ہجری میں اٹھائیس سال دو ماہ بیس دن اور چودہویں صدی میں انتالیس سال ایک ماہ پچیس دن آپ نے اپنی زندگی کے لمحات گذارے یعنی ایک صدی کا آخری اور دوسری صدی کا اول زمانہ پایا۔

(۲) مجدد اہل سنت کی عمر کے ابھی پورے ۸ رسال بھی نہیں ہوے تھے کہ رشحات قلم سے کاغذ آراستہ ہونے لگے جب کہ عموماً اس عمر میں بچے ٹھیک سے چشم طفولیت کھولنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں مگر مجدد اہل سنت نے آٹھ سال کی عمر میں وراثت کا مسئلہ تحریر فرمایا، دس سال کی عمر میں ہدایۃ النحو کی عربی شرح لکھی، ۱۲۸۶ھ میں علوم درسیہ سے فراغت کے بعد تیرہ سال کی عمر میں فتویٰ نویسی کی پوری ذمہ داری قبول فرمالی اور اسی کم سنی میں ریاست رامپور سے ایک استفتاء آیا جس کے جواب پر وہاں کے تمام علماء دستخط کر چکے تھے، آپ نے تحقیق کے بعد ان کے جواب سے اختلاف کرتے ہوے اپنا فتویٰ صادر فرمایا ریاست رامپور کے علماء بالخصوص مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی رامپوری (متوفی ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء) یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے اور انہیں اس تحقیق انیق کو ملاحظہ فرمانے کے بعد اپنے قول سے رجوع کرنے میں کوئی تأمل نہ ہوا اور صحیح جواب وہی ثابت ہوا جو آپ نے صادر فرمایا تھا۔

تیرہویں صدی کے آخری مراحل طے کرنے کے ساتھ ہی آپ کی نوک قلم سے بے شمار علمی و تحقیقی کتابیں نکل چکی تھیں کہ جنھوں نے اپنے سرمایۂ مواد سے کج فکر اور کوتاہ اندیش باطل فرقوں کے ایوان میں زلزلہ برپا کر دیا انہیں کتب سے چند اسماء قارئین ملاحظہ کریں:

(۱) السعی المشکور، ضوء النہایہ (کلام)
(۲) اعتقاد الاحباب (عقائد)
(۳) حسن البراعۃ (فقہ)
(۴) نفی الفئ، سلطنۃ المصطفیٰ (فضائل)
(۵) انفس الفکر (رد ہنود)
(۶) مطلع القمرین (رد روافض)
(۷) اقامۃ القیامۃ (رد وہابیہ)

ابھی آپ کے تحقیق و تدقیق اور نکتہ آفرینی کے میدان میں ایک قدم اور آگے بڑھ کر دیکھا جائے تو آپ کی علمی گہرائی اور اصابت رائے کے ساتھ ساتھ زود نویسی پر شاہد ایسے واقعات بھی سامنے آئیں گے جن سے جمال حقیقت اور بے نقاب ہو جاتا ہے انہیں میں سے ایک واقعہ ذیل کی سطور میں لکھا جاتا ہے۔

۱۲۹۵ھ تیئس سال کی عمر میں جب آپ نے حج و زیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل کیا تو وہاں شیخ حسین ابن صالح جمل اللیل مکی شافعی (متوفی ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء) کے اشارے پر ان کے ایک وقیع رسالے کی آپ نے نہایت جامع و مانع شرح صرف دو دن میں لکھ کر اس کا نام النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوھرۃ المضیۃ (۱۲۹۵ھ) رکھا، جسے علمائے حجاز نے بڑی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا، شیخ موصوف ایک روز حرم شریف سے آپ کو اپنے دولت کدے پر لے گئے اور آپ کی پیشانی کے نقوش سعادت و ارجمندی دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے

''انی لاجد نورا للہ فی ھذا الجبین''۔

اسی سفر کے موقع پر حضرت سید احمد بن زینی دحلان مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ (متوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) اور

حضرت شیخ عبد الرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ (متوفی ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء) ودیگر اکابر وشیوخ حرمین نے تفسیر وحدیث اور فقہ واصول فقہ وغیرہ کی سندوں سے آپ کو نوازا۔

(ص ۹۹ رتذکرۂ علمائے ہند از مولوی رحمٰن علی)

مذکورہ دینی اور علمی تصنیفات اور علمائے حجاز کی نوازشات سے یہ بات خوب روشن ہو جاتی ہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر تک آپ کے علم وفضل کا شہرہ سرزمین ہند سے لے کر ارض حجاز تک پہونچ چکا تھا اور مشاہیر علمائے اسلام بھی اہم معاملات ومذہبی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرنے لگے تھے۔

(۳) مجدد ہونے کے لئے دینی علوم وفنون میں مہارت تامہ اور کمال حاصل ہونا ضروری ہے اگر ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علوم وفنون کے آئینے میں دیکھیں تو آپ کی متعدد علوم وفنون میں ایک ہزار سے زائد تصنیفات (جو میدان تحقیق میں اپنی مثال آپ ہیں) آپ کی شخصیت کی آئینہ دار ہیں، جن میں آپ نے داد تحقیق دے کر اپنی جامعیت وعبقریت کا لوہا منوایا ان تصنیفات میں کچھ تو وہ ہیں جن کی بنا کا سہرا آپ ہی کی فکر عالی کے سر جاتا ہے، جس کا اعتراف مشاہیر علماء وفضلاء کو بھی ہے ؎

اے مفسر، اے محدث، اے فقیہ بے مثال
ہمسر اوج ثریا ہے تیرا علمی مقام

آپ کی تصنیفات کا جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اس دور میں مروجہ جملہ علوم وفنون میں آپ کو دسترس تامہ حاصل تھی جن میں سے کچھ زیر نظر ہیں۔

علم قرآن، علم حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد وکلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، عروض، قوافی، فلسفہ، علم فرائض، جدل، تکسیر، ہیئت، ادفاق، ہندسہ، حساب، قرأت، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب، ارثماطیقی، جبر ومقابلہ، حساب ستینی، لوگارثم، توقیت، مناظرہ، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیئت جدیدہ، مربعات، جفر، زائرجہ، نظم ونثر، (عربی، فارسی، اردو) خط نستعلیق خط نسخ وغیرہ۔

(۴) جس طرح مجدد کے لئے علوم وفنون میں مہارت وجامعیت شرط ہے ویسے ہی ان علوم کی روشنی میں سنت رسول پر عمل اور اس کی مدد ونصرت اور ناموس رسالت کی پاسبانی بھی اس کی اہم ذمہ داری ہے، اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات بابرکات بڑی ممتاز نظر آتی ہے بلکہ سنت نبوی کی نصرت وحمایت آپ کی زندگی کا اولین مقصد بنا رہا آپ نے کئی ختم ہوتی ہوئی سنتوں کو زندہ فرمایا اور امت مسلمہ میں پیدا شدہ بدعات ومنکرات کا زبان وقلم سے استیصال کیا، کیوں کہ خلاف شرع باتوں کو دیکھ کر یا سن کر ان کی تردید اور ان کا بروقت سد باب کرنا آپ کی عادت تھی۔

یہ میرا زبانی ہی دعویٰ نہیں بلکہ اس پر شاہد ذیل کی وہ تصنیفات ہیں جن کا مطالعہ مفید اطمینان ہوگا۔

فتاویٰ رضویہ اول تا جلد ثانی عشر، جلی الصوت لنهی الدعوة امام الموت، مروج النجا لخروج النساء، هادی الناس فی رسوم الاعراس، ماحی الضلالة فی انكحة الهند و بنجالة، مواهب ارواح القدس لكشف حكم العرس، جمل النور فی نهی النساء عن زيارة القبور۔

(۵) بایں ہمہ مجدد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دین متین کی حفاظت ہر ممکن تدبیر سے کرے اور اسلام مخالف طاقتوں کا دنداں شکن جواب اور ان کے مقابلے کے لیے مستعد رہنا اس کی فطرت ثانیہ ہو، اور مسلک حق کی اشاعت وترویج اس کی زندگی کا جز ولاینفک ہو، اس تناظر میں بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت ایک منفرد حیثیت کی حامل ہے کیوں کہ حفاظت دین متین اور اشاعت مسلک حق کی خاطر آپ نے ہر چہار سو عالم میں بے شمار خلفاء وتلامذہ کو پھیلایا جنہوں نے اپنی بیش بہا اور گراں قدر علمی خدمات کے ذریعے ہر گوشۂ زمین پر رہنے والے مسلمان کے دل میں ایمانی غیرت وحمیت کے ساتھ ساتھ ناموس رسالت کے تحفظ کا جذبۂ بیکراں پیدا کر دیا اور آپ بذات خود بریلی شریف کی سرزمین پر رہ کر عالم اسلام کے قلوب کو علم وفضل اور عشق وایمان کی باران رحمت سے مستفیض فرماتے رہے۔ مثلاً

(الف) شرعیات سے متصادم فلسفۂ قدیمہ کے اصول ونظریات پر جب مجتہدانہ بحث کی تو وہ نظریات جو صدیوں سے ماہرین کی تحقیقات کے دلائل و براہین اور تسلیمات مقلدین کو اپنے گلے کا ہار بنائے چلے آرہے تھے ان کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں، اور جب مزعومات فلسفۂ جدیدہ کی طرف نظر اٹھائی تو کلک رضا سے ان کے ایوان میں ایسا زلزلہ برپا ہوا کہ آج تک قرار نصیب نہ ہو سکا، جس کے شواہد الکلمۃ الملھمۃ اور فوز مبین در رد حرکت زمین کے ورق ورق پر بکھرے ہوئے ہیں۔

(ب) اور رفض وتشیع کا سر اٹھتا دیکھا تو ان کے عقائد و اعمال کو واشگاف انداز میں تحریر فرما کر ان کے تقیہ وتبرا کی قلعی کھول دی اور دفعة البأس، لمعة الشمعة، الأدلة الطاعنة اور رد الرفضة جیسی کتابیں لکھ کر ان کا ناطقہ بند کر دیا۔

(ج) رسوائے زمانہ فتنہ وہابیہ کے مقابل محاذ آرا ہوئے تو اس کے باطل عقائد ونظریات بے حجاب کرتے ہوئے درجنوں کتابیں لکھ کر کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کو لٹنے سے بچایا اور قوم مسلم کو ان کے دام فریب سے بچانے کی ہر ممکن تدبیر عمل میں لاکر اس طوفان بلا خیز کے سامنے اس طرح سد سکندری بن کر حائل ہوئے کہ علماء وصوفیائے ہند نے انہیں اپنا نمائندہ اور ترجمان تسلیم کر کے "امام اہل سنت" کے عظیم لقب سے یاد کرنا شروع کیا اور سرزمین حجاز سے انہیں یہ نشان امتیاز ملا کہ بقول حضرت شیخ سید علوی مالکی مکہ مکرمہ (وصال ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) "حبه علامة السنة وبغضه علامة البدعة" یعنی امام احمد رضا کی محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے بغض بد مذہبی کی علامت ہے۔

(د) اسی طرح جب قادیانیت نے سر اٹھانے کی کوشش کی اور ادعائے نبوت کی مہمل صدائیں بلند کرنا چاہیں تو بروقت السوء العقاب، ختم النبيين، جزاء الله عدوه، جیسی کتابیں تحریر فرما کر اس کی سرکوبی کی علاوہ ازیں سرزمین بریلی شریف سے ایک مستقل رسالہ بنام "قهر الديان على مرتد بقاديان" شائع فرمایا۔

(ہ) ندویت نے جب تجدد کے بال و پر نکالے اور نیچریت وصلح کلیت کو پروان چڑھانے کی سعی لاحاصل کی تو آپ نے تحریر وتقریر کے ذریعہ اس کی ایسی بولتی بند فرما دی کہ نصف صدی تک کے لیے صوتیاتی زیر و بم سے ناآشنا ہو گئی، اور متعدد کتب ورسائل کے علاوہ "فتاوی

الحرمین برجف ندوۃ المین" لکھا جس کی مشاہیر علمائے حجاز نے تصدیق وتائید کی۔

اسی طرح سے وہ تمام تحریکیں جن کے نظریات، شرعیات سے متصادم نظر آئے، اور وہ گروہ جن کی گمراہیاں حد سے بڑھ رہی تھیں خواہ وہ متصوفہ کا گروہ ہو یا سیاسی پارٹیاں ہوں، یا ہم وطن ہندوؤں کی ریشہ دوانیاں ہوں، یا نصاریٰ کے تبلیغی مشن کا زور ہو، یا مغربی تہذیب وتمدن، فرنگی فکر ومزاج اور غاصب انگریزوں کی تنظیمیں ہوں اس طرح کی ہر تحریک وتنظیم کی شناعت وضلالت کی نشاندہی کر کے قوم مسلم کو ان کے دام فریب سے بچاتے رہے اور ان کی سخت مخالفت کرتے رہے ان تنظیموں سے کبھی بھی نہ مصالحت کی اور نہ ہی ان کے لیے دل میں کوئی نرم گوشہ رکھا۔

آپ کی حمیت ملی اور غیرت علمی بھی قابل رشک تھی کہ امیروں اور نوابوں کے دربار میں حاضری اور ان سے میل جول کبھی گوارہ نہ کیا اور دین کے خاطر یہ بے مثال ایثار و قربانی بھی ان کی عظمت کا برملا اعلان کرتی ہے کہ تنخواہ اور بدل خدمت تو بڑی چیز ہے، عقیدت کیشوں کی نذر قبول کرنا بھی آپ کے لیے عموماً ناگوار خاطر تھا۔

ان بے مثال خصوصیتوں اور یکتائے روزگار کارناموں کی روشنی میں آپ کی زندگی کا یہ نقش پائدار ابھر کر سامنے آجاتا ہے کہ درحقیقت آپ ایسے جلیل القدر مجدد ہیں کہ جن کی پوری زندگی اسلام و ایمان کی پاسبانی اور باطل افکار و تحریکات سے پنجہ آزمائی میں گزری۔

مجدد کا پتہ ہم کو چلا جس ذات بالا سے
مجدد دین وملت کے وہ ایسے رہنما تم ہو

☆☆☆

(...... بقیہ ص ۳۸ / کا) جن کے بغیر کسی واسطہ کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے کی وجہ سے ان کی حدیث مرسل ہے، کیونکہ وہ تابعی ہیں، اور بغیر واسطہ کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تابعی کی روایت مرسل ہوتی ہے جسے جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف کا درجہ ملا ہے۔ اس کے بر خلاف محمد بن عمرو کی روایت کردہ حدیث متصل ہے جسے کم از کم حسن کا درجہ حاصل ہے، لہٰذا جمہور محدثین کی اس رائے کے مطابق بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذکر کردہ حدیث کو علامہ عبد الحی لکنوی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ حدیث پر فوقیت حاصل ہوگی، اور اسے ہی راجح قرار دیا جائے گا۔

سطور بالا کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ فاتحہ میں سور متفرقہ وآیات مختلفہ کی تلاوت کے جائز ہونے پر اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ حدیث پاک ہی قابل قبول ہے برخلاف علامہ عبد الحی کی متدل حدیث پاک کے۔ علاوہ ازیں علامہ عبد الحی نے اپنے موقف پر اور بھی دلیلیں دین ہیں جن کا دارومدار اسی حدیث پر ہے تو جو حکم اس حدیث پاک کا ہے وہی حکم ان دلائل کا بھی ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

توجہ دیں

مضمون نگار حضرات ماہنامہ سنی دنیا کے لئے اپنے مضامین ہمارے ان ای میل ایڈریس پر میل کر سکتے ہیں۔

atiqhashmati@gmail.com
atiq_shujamalik@yahoo.com
munisuwais@yahoo.com

ماہنامہ سنی دنیا سے متعلق کوئی شکایت ہو تو اس نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں: 09259089193

مرادِ رضا، جانشین مفتی اعظم

از: محمد یونس رضا مونس اویسی ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف

یہ سوانحی تحریر ایک عظیم المرتبت شخصیت کی شان میں ہے جسے دنیا بڑے بڑے القاب وآداب سے یاد کرتی ہے، تاج الشریعہ، تاج الاسلام، تاج العارفین، شیخ الاسلام والمسلمین، فقیہ اعظم، مفتی اعظم، قاضی القضاۃ، جانشین مفتی اعظم آپ کے ایسے القاب ہیں جسے عوام وخواص سبھی استعمال کرتے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ اس کی ابتداء بھی عظیم المرتبت شخصیات کی تحریر پر تنویر سے ہو، استاذی الکریم، عمدۃ المحققین، سند المفتیین، رئیس الفقہاء، قاضی ملت حضور علامہ مفتی قاضی محمد عبد الرحیم بستوی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔

''خانوادۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے گلستاں میں حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت فیوضہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے، موصوف حضرت مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خاں نور اللہ مرقدہ کے لخت جگر اور حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں نور اللہ مرقدہ کے نور دیدہ اور حضور سیدی الکریم مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ العزیز کے نور نظر ہیں۔ بایں طور آپ کے اندران عظیم وفہیم کی نسبتوں کے اوصاف حمیدہ واخلاق وپیانہ کی جھلک جھلک رہی ہے اور سبھی حضرات گرامی کے کمالات علمی وعملی سے آپ کو گراں قدر حصہ ملا ہے، فہم وذکاء، قوت حافظہ واتقاء، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے جودت طبع ومہارت تامہ (عربی ادب) حضور حجۃ الاسلام قدس سرہٗ سے، فقہ میں تبحر واصابت، حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ سے قوت خطابت وبیان، پدر بزرگوار حضور جیلانی میاں قدس سرہٗ سے گویا مذکورۃ الصدر ارواح اربعہ سے وہ تمام کمالات علمی وعملی آپ کو وراثۃً حاصل ہوگئے ہیں جس کی رہبر شریعت وطریقت کو ضرورت ہوتی ہے اور سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی مسند رشد وہدایت بھی موصوف کی ذات گرامی سے آراستہ و پیراستہ ہے اور ہزارہاں بندگان خدا آپ ہی سے اپنی عقیدت کو وابستہ کر چکے ہیں''۔ (پیش گفتار: شرح حدیث نیت مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، بریلی ص ۴)

سلطان الاساتذہ، ممتاز الفقہاء، محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

''تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید مجدہ یگانہ روزگار محقق اور صاحب بصیرت عالم وفقیہ ہیں، علم وفضل وزہد وتقویٰ میں آپ اپنے جد امجد امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رضی تعالیٰ عنہ کے وارث منفرد ہیں، احقاق حق و ابطال باطل کا تحقیقی انداز آپ کو وراثت میں ملا ہے، آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں، اسی لئے عرب وعجم کے عوام خواص آپ سے حصول فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگی ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں اللہ تعالیٰ

نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے، زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اردو عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے، عربی زبان کے قدیم و جدید اصلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے، آپ کی خطابت و شاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے، جامع ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست، نزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ تو میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت ہی محظوظ ہوئے اور اسکی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی حضرت علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبانوں میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے"۔

(تقریظ برترجمہ معتقد منتقد مع مستند معتمد ص ۴۱، ۴۲ مطبوعہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف)

رئیس الاتقیاء، سراج السالکین، سند الکاملین حضرت علامہ مولانا سید اویس مصطفیٰ قادری رزاقی سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ چشتیہ بلگرام شریف مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔

"موصوف کو خانوادہ رضویت میں وہ مقام حاصل ہے کہ تاج الشریعہ اور قاضی القضاۃ جیسے اعلیٰ خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں"۔ (تقریظ برترجمہ معتقد ص/۴۳)

مولد و مسکن:- آپ ۱۴/ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل کاشانہ اعلیٰ حضرت محلہ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں پیدا ہوئے، آپ کے پاسپورٹ میں شمسی تاریخ یکم فروری ۱۹۴۳ء مرقوم ہے اس لحاظ سے قمری تاریخ ۲۵/محرم الحرام ۱۳۶۲ھ اور دن پیر ہوگا۔

(مسموع از محدث بریلوی حضرت تحسین میاں و حضرت حبیب میاں، مشاہدہ پاسپورٹ)

نوٹ:- آپ کی تاریخ پیدائش بعض حضرات نے ۲۴/ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء اور ۲۶/محرم الحرام ۱۳۶۲ھ مطابق ۲/فروری ۱۹۴۳ء اور ۲۵/صفر ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء لکھا ہے۔ مؤخر الذکر تاریخ پیدائش "الصحابہ نجوم الاھتداء" اور "حقیقۃ البریلویہ" کے تعریف بالمؤلف میں بایں الفاظ مرقوم ہے۔

ولد الشیخ الامام اختر رضا خان الحنفی القادری الازہری یوم الخامس والعشرین (۲۵) من شہر صفر لعام (۱۳۶۱ھ) الموافق (۱۹۴۲ء) بمدینۃ بریلی فی شمال الھند، صحیح تاریخ ۱۴/ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۲ء ہی ہے۔

اسم و نسب:- آپ کا پیدائشی نام خاندان رضا کے رواج کے مطابق محمد رکھا گیا اور چوں کہ والد ماجد کا نام "محمد ابراہیم رضا" ہے اس وجہ سے آپ کے پکارنے کا نام "اسماعیل رضا" تجویز ہوا۔ چنانچہ اس نسبت کا اثر یوں ظاہر ہوا کہ آپ والد ماجد قدس سرہ کے علمی و عملی، روحانی و نسبی دونوں اعتبار سے پرتو اور جانشین ہوئے، عرفی نام "اختر رضا" ہے اور یہی مشہور ہے حتیٰ کہ خواص کو بھی آپ کا اصل نام معلوم نہیں۔ اختر تخلص فرماتے ہیں۔ قادری مشرباً اور

ازہری علماً نام کے آگے تحریر فرماتے ہیں۔

آپ نسباً افغانی پٹھان ہیں اور شجرۂ نسب کے اعتبار سے نجیب الطرفین بڑھیچ افغانی پٹھان ہیں۔ شجرۂ پدری، علامہ محمد اختر رضا بن مفسر اعظم علامہ محمد ابراہیم رضا بن حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بن مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خاں الیٰ آخرہ۔ شجرۂ مادری، علامہ اختر رضا بن مخدومہ معظمہ ولیہ زاہدہ شہزادی حضور مفتی اعظم بنت مجدد دین وملت مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں بن مجدد اعظم علامہ شاہ امام احمد رضا بن رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خاں الخ۔

آپ کی زندگی کے ہر شعبے سے ایسی تہذیب وتمدن منسلک ہے جو خالص اسلامی شرعی ہے، دادیہال وننیہال خانوادہ ہی میں ہے اور حسن اتفاق سسرال بھی خانوادۂ رئیس المتکلمین علامہ نقی علی ہی میں ہے۔ اسلئے آپ کو ہر وقت وہ ماحول ملا جس میں ایک طرف مفسر اعظم، مفتی اعظم ہیں، تو دوسری طرف رابعہ وقت والدہ ماجدہ ولیہ زاہدہ مخدومہ نانی جان زوجہ مفتی اعظم وغیرہا ہیں۔ آپ ولی، ولیہ کی گود میں پلے بڑھے۔

والد ماجد مفسر اعظم ہند، بڑے عالم، بہترین مفسر، اچھے خطیب، شاندار قلمکار، لاجواب مصنف ہیں۔ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے، شاندار عقیقہ ہوا اور بہترین تعلیم وتربیت، ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں دارالعلوم منظر اسلام سے فارغ ہوئے اسی دن حضرت حجۃ الاسلام نے نیابت وخلافت بھی سپرد فرمادی، سرکار مفتی اعظم ہند کی بڑی صاحبزادی سے سرکار اعلیٰ حضرت نے باجازت شہزادگان عقد فرما دیا۔ پوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی نشرواشاعت میں گزاری، منظر اسلام میں درس دیتے، تبلیغی دورے فرماتے، کتابیں لکھتے، آپ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ایڈیٹر بھی رہے۔ ۵؍شہزادے، ۳؍صاحبزادیاں یادگار چھوڑیں، ۱۱؍صفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲؍جون ۱۹۶۵ء کو انتقال فرماگئے، نماز جنازہ بحر العلوم علامہ سید مفتی محمد افضل حسین مونگیری بہاری ثم پاکستانی نے پڑھائی۔

دادا حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان (۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۹۲ء، متوفی ۱۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳؍مئی ۱۹۴۳ء) ہیں اعلیٰ حضرت کے جانشین، درجنوں کتابوں کے مصنف اور سیکڑوں کے شیخ واستاذ ہیں۔ آپ کو زبان پر بڑا عبور حاصل تھا بالخصوص عربی ادب میں، دوران نماز عشاء عالم تشہد میں انتقال ہوا نماز جنازہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار علی صاحب نے پڑھائی۔

نانا حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا (۱۳۱۰ھ مطابق ۷؍جولائی ۱۸۹۳ء، متوفی ۱۴؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۳؍نومبر ۱۹۸۱ء) ہیں آپ اعلیٰ حضرت کے شہزادۂ اصغر اور جانشین ہیں لاکھوں کے پیر طریقت سیکڑوں علماء و مشائخ کے شیخ ورہنما اور درجنوں کتابوں کے مصنف ہیں، فتاویٰ نویسی آپ کا طرۂ امتیاز رہا۔ مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم عالم، مجدد ابن مجدد سے مشہور ومعروف ہیں، کلمہ طیبہ کا ورد فرماتے ہوئے وصال ہوا، نماز جنازہ میں اتنی بھیڑ تھی جسکا شمار نہیں، الغرض اخباری رپورٹ کے مطابق متحدہ ہند کے کسی بھی نماز جنازہ میں کہیں اتنی بھیڑ نہ دیکھی گئی۔ نماز جنازہ استاذ الفقہاء جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی اختر رضا صاحب مدظلہ العالی اور مولانا مختار اشرف معروف سرکار کلاں کچھوچھہ شریف نے پڑھائی۔

جبکہ مشہور صرف یہی ہے کہ سرکار کلاں صاحب نے

نماز جنازہ پڑھائی، اکابر علماء مثلاً شہزادۂ شیر بیشۂ اہل سنت علامہ مشاہد رضا حشمتی علیہ الرحمہ، قاضی ملت علامہ قاضی عبد الرحیم بستوی قدس سرہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی وغیرہ نے حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی ہے۔

پردادا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہٗ ہیں جو سو (۱۰۰) سے زائد علوم وفنون کے جامع اور ماہر، ایک ہزار کتب سے زائد کتابوں کے مصنف اور سچے عاشق رسول، محسن سنیت، علمبردار سنیت ہیں، ان کے والد ماجد علامہ نقی علی قدس سرہٗ جو امام المتکلمین ہیں دادا علامہ رضا علی قدس سرہٗ روہیل کھنڈ کے علامہ مفتی عوض عثمانی کے بعد مفتی اور مجاہد جنگ آزادی ہیں۔ مؤخر الذکر دونوں حضرات کا مزار سٹی قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔ مذکورہ بالا بزرگوں کا مزار اقدس محلہ سوداگران، بریلی میں مرجع خواص وعوام ہے۔

خانوادۂ رضویہ کی عورتیں بالخصوص حضور تاج الشریعہ کی والدہ ماجدہ، نانی جان اہلیہ حضور مفتی اعظم ہند، دادی جان اہلیہ حضرت حجۃ الاسلام، اعلیٰ حضرت کی اہلیہ محترمہ، آپ کی والدہ ماجدہ، دادی محترمہ سبھی فقہی مسائل سے واقف، صوم و صلاۃ کی پابند، عبادت گذار اور مبلغہ اسلام تھیں۔

حضور تاج الشریعہ کے خسر محترم حکیم الاسلام حضرت علامہ حسنین رضا خاں (داماد اعلیٰ حضرت) رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جو خدمت اسلام وسنیت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے بہترین نقیب ہیں کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ان کے والد ماجد شہزادۂ امام المتکلمین استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ ہیں جو بڑے عالم و فاضل، بہترین شاعر اور اعلیٰ حضرت کے دست راست اور جملہ دینی کاموں میں ان کے معین ہیں، آپکا مزار شریف بھی اسی قبرستان میں ہے اور حکیم الاسلام علامہ حسنین رضا صاحب کا مزار سوداگران میں حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے پائنتی ہے۔ آپ کے تین شہزادے امین شریعت، علامہ سبطین رضا خاں صاحب مدظلہ مقیم چھتیس گڑھ، صدر العلماء علامہ تحسین رضا قدس سرہٗ، حبیب العلماء علامہ حبیب رضا مدظلہ العالی ہیں، دو شہزادی ہیں، ایک شہزادی کا وصال ہو گیا اور ایک حضرت مولانا عسجد رضا خاں مدظلہ کی والدہ ماجدہ ہیں جسے وابستگان حضور تاج الشریعہ ''پیرانی ماں'' کہتے ہیں۔ آپ رابعۂ عصر ہیں، صوم وصلاۃ کی پابند، مہمان نوازی غریب پروری میں اپنی مثال آپ ہیں، فقہی مسائل سے واقف ہیں، مبلغہ اسلام ہیں، شاندار مضامین تحریر فرماتی ہیں، شائع شدہ دو مضمون فقیر کے پاس موجود ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

تعلیم و تربیت:-والد ماجد نے روحانی وجسمانی، ظاہری وباطنی ہر طرح کی تربیت فرمائی اور شاندار تربیت کا انتظام فرمایا، بڑے ناز ونعم سے پالا اور تمام ضرورتوں کو پورا فرمایا، جب آپ ۴ رسال، ۴ رماہ، ۴ ردن کے ہوئے تو تسمیہ خوانی کا والد ماجد نے اہتمام کیا، دار العلوم منظر اسلام کے طلبہ ومدرسین کی دعوت فرمائی، عزیز واقارب ومعززین شہر کو بھی مدعو فرمایا، حضرت مفسر اعظم ہند نے اپنے خسر محترم و چچا جان جانشین اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا کہ ''اختر میاں'' کی تسمیہ خوانی کی تقریب ہے حضور شرکت فرمائیں اور تسمیہ خوانی بھی کروائیں، چنانچہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے تسمیہ خوانی کروائی۔

آپنے والدہ ماجدہ سے ناظرہ کیا اور ابتدائی کتب خود مفسر اعظم نے پڑھائی اس کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں

داخلہ کرا دیا۔محنت ولگن کے ساتھ مروجہ درس نظامی کی تکمیل یہیں کی، آپ کو شروع ہی سے مطالعہ کا بے حد شوق رہا، امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین شیخ الحدیث دار العلوم چرہ فیض آباد فرماتے ہیں۔

''حضرت ازہری میاں کو میں نے طالب علمی کے زمانے میں دیکھا مطالعہ کے بے حد شوقین حتیٰ کہ کبھی کبھار مسجد میں آتے تو دیکھتا کہ راستہ چلتے جہاں موقع ملا کتاب کھول کر پڑھنے لگتے۔'' (مسموع منقول مفہوماً)

اسی طرح حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی قدس سرہٗ شیخ الحدیث منظر اسلام کو بھی فرماتے سنا کہ ''حضرت تاج الشریعہ کو کتابوں سے بہت شغف ہے، زمانہ طالب علمی سے ہی نئی نئی کتابیں دیکھنے، پڑھنے کا بہت زیادہ شوق حتیٰ کہ راستہ چلتے بھی کتاب پڑھتے اور اب میں دیکھ رہا ہوں وہ شوق دن دونی رات چوگنی ہے۔'' (مسموع، منقول مفہوماً)

استاذی عمدۃ المحققین حضرت علامہ قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ تو ہمیشہ آپ کے مطالعہ اور قوت حافظہ کا ذکر کرتے تھے، بعض دفعہ کسی کسی واقعہ کا بھی ذکر فرماتے تھے۔

لوگوں کے اسرار پر آپ ۱۹۶۳ء میں مشہور یونیورسٹی جامعۃ الازہر، قاہرہ مصر زبان و ادب پر مہارت حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے، کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور دین کے اصول قرآن واحادیث پر ریسرچ فرمایا اور عربی ادب کو مضبوط کیا مگر حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی سے استفسار پر معلوم ہوا کہ آپ مصر جانا نہیں چاہتے تھے بلکہ سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی بارگاہ ہی میں رہنا چاہتے تھے، چنانچہ کبھی کبھار فرماتے ہیں۔

''جو علمی وادبی فائدہ حضرت (مفتی اعظم) کے پاس رہ کر ہوا وہ مصر میں نہیں ہوا وہ تین سال بھی کاش حضرت کی خدمت میں ہی گذرا ہوتا'' پھر فرماتے ہیں ''مفتی اعظم ہند کا علم بڑا مضبوط تھا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی تبحر علمی کا تذکرہ حضرت قاضی ملت بھی اکثر کیا کرتے تھے۔

۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء میں کلیہ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث کی تکمیل فرمائی اس شعبہ میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی۔ سالانہ امتحان میں معلومات عامہ کا امتحان تقریری ہوا تھا جس میں ممتحن نے علم کلام سے متعلق سوال کیا اس میں آپ کے ہم سبق طلبہ جواب نہ دے سکے، ممتحن نے سوال دہرا کر آپ کی طرف دیکھا اور جواب طلب کیا پھر آپ نے اس کا شاندار جواب دیا، ممتحن نے پوچھا آپ شعبہ تفسیر و حدیث کے متعلم ہیں پھر بھی علم کلام میں یہ گہرائی؟ تب حضرت نے فرمایا کہ میں نے ''دار العلوم منظر اسلام'' میں علم کلام پڑھا ہے، اس سے وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کو ہم سبق طلبہ میں سب سے زیادہ نمبر دیا۔

رزلٹ کے بعد آپ کو اول نمبر پر آنے کی وجہ سے مصر کے صدر کرنل جمال عبد الناصر صاحب نے بطور تمغہ ''ایوارڈ'' پیش کیا اور بی۔اے کی سند بھی عطا کی، پھر آپ مصر سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے جب آپ بریلی جنکشن اترے، نعرہائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج اٹھی، خانوادۂ رضویہ کے افراد اور شہر کے معززین استقبال کرتے ہوئے درگاہ شریف تک لائے۔

درس و تدریس:- جب آپ جامعۃ الازہر مصر سے تشریف لائے تو منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے، یعنی آپ نے ۱۹۶۷ء سے تدریس کا باضابطہ آغاز فرمایا مسلسل جد و جہد اور محنت ولگن سے پڑھاتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۷۸ء میں آپ صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے،

منظر اسلام کا دارالافتاء بھی آپ کے سپرد ہو گیا۔تقریباً ۱۹۸۰ء میں آپ کثیر مصروفیات کی وجہ سے منظر اسلام سے علیحدہ ہو گئے۔کہ یہ وہ دور ہے جس میں سرکار مفتی اعظم بیمار چل رہے تھے۔اس وجہ سے تبلیغی دورے وغیرہ بھی درپیش ہو گئے،سرکار مفتی اعظم ہند کا ۱۹۸۱ء میں انتقال ہو گیا اس کے بعد آپ کی مصروفیت اور بڑھ گئی،فتاویٰ نویسی میں آپ مرجع ٹھہرے اس وجہ سے آپ نے ''مرکزی دارالافتاء'' قائم فرمایا جو تا ہنوز بحسن وخوبی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے،مگر آپ نے درس وتدریس،تصنیف وتالیف، تعریب وترجمہ کا کام متاثر نہ ہونے دیا تا ہنوز آپ کا درس جاری ہے اور فتاویٰ نویسی کے علاوہ تصنیفی کام بھی شباب پر ہے۔

ارادت و سلوک:-بچپن ہی میں سرکار مفتی اعظم ہند نے مرید کرلیا تھا،اسطرح ظاہری وباطنی دونوں علوم کا آغاز سرکار مفتی اعظم کے زبان فیض ترجمان سے ہوا،مروجہ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد ۱۵ر۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵رجنوری ۱۹۶۲ء میں محفل میلاد النبی ﷺ کی پرنور تقریب میں اکابر علماء کی موجودگی میں اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا،برہان ملت مفتی برہان الحق رضوی جبل پور،شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد رضوی جعفری جونپور علیہما الرحمہ کے علاوہ بہت سے حضرات علماء ومعززین شہر موجود تھے،خلیفہ اعلیٰ حضرت برہان ملت مفتی برہان الحق جبلپوری،سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ برکاتی سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ، احسن العلماء حضرت سید حسن حیدر برکاتی،سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ سے بھی اجازت وخلافت حاصل ہے،والد ماجد سرکار مفسر اعظم ہند نے مروجہ علوم وفنون کی فراغت سے پہلے ہی اپنی علالت کی وجہ سے اپنا قائم مقام یعنی جانشین بنادیا اور اجازت وخلافت بھی عطا فرمادی۔

ظاہری و باطنی علوم و فنون کے اساتذہ:-

(۱) جانشین اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت،مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری قدس سرہٗ

(۲) جانشین اعلیٰ حضرت شہزادۂ حجۃ الاسلام مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں قادری قدس سرہٗ

(۳) بحر العلوم والفنون حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری بہاری ثم پاکستانی علیہ الرحمہ

(۴) سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی قدس سرہٗ

(۵) احسن العلماء حضرت علامہ سید حسن حیدر قادری برکاتی قدس سرہٗ

(۶) خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت علامہ مفتی برہان الحق جبل پور قدس سرہٗ

(۷) والدہ ماجدہ شہزادی حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہا

(۸) ریحان ملت حضرت علامہ محمد ریحان رضا خاں رحمانی قدس سرہٗ

(۹) حضرت مولانا حافظ محمد انعام اللہ خاں تسنیم حامدی بریلوی علیہ الرحمہ

(۱۰) فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مولانا محمد محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر،جامعہ ازہر قاہرہ

(۱۱) فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مولانا عبد الغفار، استاذ الحدیث،جامعہ ازہر،قاہرہ

(۱۲) فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبد التواب مصری، استاذ منظر اسلام، بریلی شریف

(۱۳) صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خانصاحب

قادری قدس سرہٗ

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی جو سند حدیث اپنے تلامذہ کو عطا فرماتے ہیں اس میں سب سے پہلے نام صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا ہے، اس مختصر میں اساتذۂ حضور تاج الشریعہ پر روشنی ڈالنے کی گنجائش نہیں ہے۔

علمی و روحانی عہدے:- حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال فرمانے کے بعد، جانشین اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم، مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، عرب و عجم میں اسی حیثیت سے آپ کا تعارف ہے، علمی و روحانی دونوں کمالات کے اعتبار سے دانشوران اسلام نے آپ کو ''تاج الشریعہ'' و ''تاج الاسلام'' سے یاد کیا، تاج الشریعہ آپ کا ایسا لقب ہے جو فی زماننا علم کی حیثیت رکھتا ہے، علمائے اہل سنت، مفکرین اسلام مندرجہ ذیل القاب سے بھی یاد کرتے ہیں۔ مرجع العلماء والفضلاء، جامع العلوم والفنون، وارث علوم اعلیٰ حضرت، شیخ المحدثین، سراج المفسرین، تاج الفقہاء، استاذ الفقہاء، سلطان الفقہاء، فقیہ اعظم، فقیہ عصر، فخر اہل سنن، سند المفتین، بدر طریقت، جامع شریعت و طریقت، عارف حقیقت و معرفت، امیر الہند، شیخ الکل، مرشد کامل، آبروئے اہل سنت وغیرہ وغیرہ۔

عقد مسنون و اولاد امجاد:- حضور تاج الشریعہ مدظلہ کا عقد مسنون بعد تعلیم و تربیت و ارادت و سلوک شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۳؍نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار حکیم الاسلام حضرت العلام علامہ حسنین رضا خاں (داماد اعلیٰ حضرت) کی نیک خاتون صاحبزادی سے محلّہ کانکر ٹولہ پرانا شہر میں ہوا، آپ کی عرفیت ''اچھی بی'' بامسمیٰ ہے، کہ آپ کے حسن و کردار، تقویٰ و طہارت، مہمان نوازی، غربا پروری، انصاف و دیانت، سخاوت و پابندی شریعت کے چرچے ہیں، حلقۂ ارادت میں ''پیرانی ماں'' سے مشہور و معروف ہیں۔ مصروفیت کے باوجود کتابوں کے مطالعہ کی عادی ہیں، حضرت پیرانی امی متعنا اللّٰہ بطول حیاتہا نیک سیرت خاتون ہیں فی زمانا رابعہ عصر ہیں۔

آپ کے ایک صاحبزادہ پانچ صاحبزادیاں ہیں سبھی شادی شدہ صاحب اولاد ہیں۔

(۱) صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا محمد عسجد رضا قادری، ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا، بریلی شریف کی شادی اپنے بڑے ماموں امین شریعت علامہ سبطین رضا خانصاحب کی چھوٹی شہزادی سے ہوئی چار شہزادیاں اور دو شہزادے حسام احمد رضا، ہمام احمد رضا سلمہما ہیں۔

(۲) بڑی صاحبزادی، عالی جناب انجنئر محمد برہان رضا صاحب بیسلپوری کو منسوب ہیں، ایک صاحبزادہ محمد علوان رضا اور ایک صاحبزادی ہیں۔

(۳) دوسری صاحبزادی عالی جناب الحاج محمد منسوب علی خاں کو منسوب ہیں، ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ محمد منہال رضا ہیں۔

(۴) تیسری صاحبزادی حضرت مولانا محمد شعیب رضا نعیمی صاحب کو منسوب ہیں، ایک صاحبزادے محمد حمزہ خبیب ہیں۔

(۵) چوتھی صاحبزادی حضرت مولانا محمد سلمان رضا صاحب ابن امین شریعت کو منسوب ہیں، دو صاحبزادے محمد سفیان رضا، محمد شاذان رضا ہیں۔

(۶) پانچویں صاحبزادی عالی جناب محمد فرحان رضا کو منسوب ہیں، ایک صاحبزادی ہیں۔

تنظیم و تحریک سے وابستگی:-آپ سنی جمعیۃ العلماء کے صدر ہیں، امام احمد رضا کے اہم ٹرسٹی ہیں، ''آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ'' (قائم فرمودہ اعلیٰ حضرت) کے سرپرست ہیں اس کے علاوہ عرب وعجم میں متعدد تنظیمیں، تحریکیں ہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں کوشاں ہیں ان کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

تاج الشریعہ بحیثیت بانی:

(۱) مرکزی دارالافتاء

(۲) مرکزی دارالقضاء

(۳) شرعی کونسل آف انڈیا

(۴) مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا

(۵) ازہری مہمان خانہ

(۶) ازہری گیسٹ ہاؤس

مذکورہ بالا ادارے بحسن وخوبی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، دارالافتاء سے فتاویٰ کافی تعداد میں صادر کئے جاتے ہیں اہل سنت و جماعت میں اس دارالافتاء کی بڑی اہمیت ہے، کہنہ مشق مفتی، ماہر جزئیات، استاذ الفقہاء حضرت العلام قاضی محمد عبدالرحیم ۱۹۸۳ء سے تاحیات یہیں رہے ان کے فتاویٰ کا اہم ذخیرہ یہیں موجود ہے۔ مرکزی دارالقضاء میں رویت ہلال، مقدمے وغیرہ فیصل ہوتے ہیں۔ شرعی کونسل آف انڈیا کے تحت ۲۱/جدید عنوانات پر سمینار ہو چکے ہیں، جامعۃ الرضا میں ۵۵/ اسٹاف وملازمین کا عملہ کام کر رہا ہے، ۶۶۰ طلبہ فی الحال زیر تعلیم ہیں، حفظ وقرأت، درس نظامی، تخصص فی الفقہ کے طلبہ ہر سال فارغ ہوتے ہیں، دینیات وعصریات پر مشتمل نصاب تعلیم ہے، دینی ودنیاوی دونوں شعور کا طلبہ یہاں حصول کرتے ہیں۔ زائرین کو کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس وجہ سے حضرت نے ان کے لئے قیام کا انتظام فرمایا، حضرت نے پورا کاشانۂ اعلیٰ حضرت جو غیروں کے پاس چلا گیا تھا حاصل کر کے اس پر جدید تعمیر کروائی، مستقبل قریب میں ''حامدی مسجد'' دعوت نظارہ دے گی ان شاء اللہ تعالیٰ

معمولات تاج الشریعہ:-آپ اپنے معمولات کے پابند ہیں مندرجہ ذیل طور پر رات ودن گذارتے ہیں۔

ہفتہ:-بعد نماز فجر تلاوت۔ وظائف۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد کتابیں سنتے ہیں یا فتاویٰ تحریر کرواتے ہیں یا فتاویٰ سن کر تصدیق فرماتے ہیں۔ دوپہر ۱۰/ بجے تک ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے ہیں، تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو ۱۱ یا ۱۲/ بجے کے بعد درس دیتے ہیں۔ کھانا تناول فرما کر قیلولہ فرماتے ہیں، بعد نماز ظہر پھر کتابیں سنتے یا کتابیں لکھواتے ہیں، بعد نماز عصر دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں، بعد نماز مغرب وظائف سے فارغ ہو کر پھر کتابیں سننا یا کتابیں لکھوانا پھر بعد نماز عشاء کھانا تناول فرماتے ہیں بعدہٗ تھوڑی دیر ٹہلتے ہیں پھر کتابیں سنتے ہیں یا لکھواتے ہیں، ۱۱، ۱۲/ بجے رات تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اسی دوران ملاقاتی ملاقات بھی کرتے ہیں، مرید ہونے والے داخل سلسلہ ہوتے ہیں پھر حضرت فجر میں اگر فجر سے پیشتر جاگتے ہیں تو تہجد پڑھتے ہیں ورنہ نماز فجر ادا فرمانے کے بعد معمولات حسب سطور بالا انجام دیتے ہیں۔

اتوار:-اس دن بعد نماز عشاء انٹرنیٹ پر آن لائن سوالات کے جوابات دیتے ہیں، انگلش سوال کا انگلش میں، عربی کا عربی میں، اردو کا اردو میں جواب ہوتا ہے۔ بقیہ معمولات حسب ہفتہ۔

پیر:-یہ دن حسب ہفتہ گذرتا ہے۔

منگل: - یہ دن بھی حسب ہفتہ گذرتا ہے۔

بدھ: - یہ دن بھی حسب ہفتہ گذرتا ہے۔

جمعرات: - دوپہر میں دورۂ حدیث کے طلبہ کو بخاری شریف کا درس دیتے ہیں۔ بعد نماز مغرب ازہری گیسٹ ہاؤس کے ہال میں عوام اہل سنت کے سوالات کا جواب دیتے ہیں، قرب و جوار کے علاوہ دور دراز سے لوگ حضرت کی ''محفل سوال و جواب'' میں حاضر ہوتے ہیں۔ بقیہ معمولات حسب ہفتہ۔

جمعہ: - اس دن دیر سے ڈرائنگ روم میں تشریف لاتے ہیں، تقریباً ۱۰ یا ۱۱ ربجے آجاتے ہیں، ملاقاتیوں سے ملاقات کے بعد تحریری کام کرواتے ہیں۔ ۱ ربجے اندر تشریف لے جاتے ہیں پھر جمعہ کے وقت تیار ہوکر باہر آتے ہیں، خطبہ دیتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں، بعد نماز مغرب شہر کے کسی مسجد میں سوال و جواب کا پروگرام رکھا جاتا ہے وہاں تشریف لے جاتے ہیں پھر تشریف لانے کے بعد بقیہ معمولات حسب سابق۔

اس کے علاوہ کسی دن کسی وقت نماز جنازہ کے لئے یا تعزیت وعیادت کے لئے یا قرب و جوار کے پروگرام میں بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ سفر و حضر میں حتیٰ المقدور حضور معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے۔ وہ وقت جو اسٹیج یا ملاقات میں صرف ہوتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

عقیدت اولیائے کرام: - اللہ تعالیٰ والے محبوبان الٰہی سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے ہیں، ان کا ادب کرتے ہیں، ان کی بارگاہ میں حاضریاں دیتے ہیں، ان کے وسیلے سے دعائیں مانگتے ہیں، ان کی روش کو اپناتے ہیں، ان کا زمانے بھر میں خطبہ پڑھتے ہیں، ان کے در سے وابستگی دین و دنیا کے لئے کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں عرض ایک اللہ والے کو اللہ والے سے بڑی انسیت، عقیدت و محبت رہتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ولی ابن ولی ابن ولی ابن ولی ہیں کہ انہیں دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے لہٰذا ان کے اندر اولیاء اللہ کی عقیدت و محبت کا ہونا فطری بات ہے، چنانچہ آپ نے متعدد اولیائے کرام، مشائخ عظام، علمائے ذوی الاحترام، کے مزارات پر حاضری دی ہے۔ بریلی شریف میں، سٹی قبرستان میں آرام فرما خانوادہ رضویہ کے افراد بالخصوص امام العلماء مولانا رضا علی، رئیس المتکلمین علامہ نقی علی، استاذ زمن علامہ حسن، درگاہ اعلیٰ حضرت، درگاہ شاہ دانا ولی، درگاہ علامہ تحسین رضا خاں علیہم الرحمہ میں حاضری دیا کرتے ہیں۔

بدایوں میں چھوٹے سرکار، بڑے سرکار، حضرت نظام الدین اولیاء کے والد ماجد، مارہرہ مطہرہ میں بزرگان مارہرہ، بلگرام شریف کے بزرگان دین، سادات کرام کالپی شریف، صدر الشریعہ، حافظ ملت علیہم الرحمہ بالخصوص خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، محدث دہلوی محقق عبد الحق، حضرت نظام الدین اولیاء، بزرگان دہلی، بزرگان ممبئی، بزرگان احمد آباد، سیدنا رزق اللہ شاہ داتا، کوڑی نار، اجمیر معلیٰ میں سرکار سلطان الہند غریب نواز علیہ الرحمہ کی بارگاہوں میں حاضری دیا کرتے ہیں۔

آپ نے بزرگان پاکستان، بزرگان مصر، دمشق، جاڑن، اردن عراق، بالخصوص سرکار غوث پاک، امام اعظم، کربلا شریف کے علاوہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے بزرگوں کی بارگاہ میں حاضری دی ہیں۔

حج و زیارت: - ہر مومن بالخصوص عاشق صادق کی تمنا ہوتی ہے کہ حرمین شریفین کی زیارت سے خود کو مشرف کریں۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو اس

تمغے سے بھی خوب نوازا ہے۔ آپ نے ۶/حج کئے ہیں، پہلا حج ۱۴۰۳ھ مطابق ۴/ستمبر ۱۹۸۳ء، دوسرا حج ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۶ء، تیسرا حج ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۷ء، چوتھا حج ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء، پانچواں حج ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء چھٹا حج ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں کیا، اس کے علاوہ ان گنت بار آپ نے عمرہ کیا اور مدینہ منورہ کی حاضری دی، اس وقت بھی حضور تاج الشریعہ مدینہ منورہ تشریف رکھتے ہیں۔

خدمات مذہب و مشرب:- دینی ومذہبی، مشربی خدمات کے لئے دفتر درکار ہیں، مختصر یہ کہ درس و تدریس کے علاوہ فتاویٰ نویسی میں آپ کی خدمات بہت روشن ہیں اسی لئے آپ ''مفتی اعظم''، مفتی اعظم بدیار الہند سے عرب وعجم میں مشہور ہیں۔ آپ نے جامعۃ الازہر سے لوٹنے کے بعد منظر اسلام میں درس دینا اور فتویٰ لکھنا شروع کر دیا، یعنی باضابطہ طور پر ۱۹۶۷ء سے آپ فتاویٰ لکھ رہے ہیں اور یہ سلسلہ تا ہنوز شباب پر ہے، عربی، انگلش، اردو، تینوں زبانوں میں فتاویٰ تحریر فرماتے ہیں۔

حواشی، تراجم، تعاریب، تصانیف بھی آپ کے جوہر قلم سے نکلتے رہتے ہیں تقریباً ۶۰/کتب کے آپ، مترجم، معرب، مصنف، محشی ہیں۔ راقم الحروف کا ایک مضمون ''تصانیف حضور تاج الشریعہ'' کے نام سے ہے جس میں کتابوں کے نام ہیں ساتھ ہی مطبوعہ، غیر مطبوعہ کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

ہند و بیرون ہند میں کروڑوں کی تعداد میں مریدین و متوسلین، سیکڑوں کی تعداد میں خلفاء، ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ ہیں جو برّ اعظموں کے مختلف ممالک میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔

برّ اعظم، ایشیاء، یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، وغیرہا کے متعدد ممالک میں تبلیغی دورے فرماتے ہیں۔

تاج الشریعہ اور ایوارڈ:- آپ کی خدمات دینی و ملی اظہر من الشمس ہے۔ جب آپ جامع ازہر میں کلیہ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث میں ایک نمبر پر آئے تو وہاں کے کرنل جمال عبدالناصر نے ایوارڈ دیا۔

۲۰۰۹ء میں جب آپ نے مصر کا دورہ فرمایا تو جامع ازہر تشریف لے گئے، وہاں آپ کے اعزاز میں جلسہ ہوا، شیخ الجامعہ علامہ سید محمد طنطاوی، جامع ازہر قاہرہ ان کے علاوہ جامعہ کے دیگر عہدیداران کی موجودگی میں جامع ازہر کی طرف سے ''الذراع الفخریہ'' نامی ایوارڈ دیا گیا۔

اس کے علاوہ متعدد جلسوں، پروگراموں میں ہند و بیرون ہند سے لوگوں نے ایوارڈ پیش کئے، چاندی، روپے وغیرہا سے تولنے کی بات بھی متعلقین ومتوسلین نے کی، مگر حضور نے اس سے منع کر دیا۔

اس کے علاوہ پوری دنیا کے معززین کا جب شمار ہوا تو ہندوستان کی پہلی بااثر شخصیت میں آپ کو بتایا، اس پر باضابطہ ایک میرا مضمون سنی دنیا کے اداریہ میں شائع ہو چکا ہے۔

علمائے عرب سے رابطے:- عرب علما جن کا تعلق اہل سنت سے ہے وہ آپ سے بے پناہ متاثر ہیں، چنانچہ وہ لوگ آپ سے سلسلہ تلمذ بھی قائم کرتے ہیں اور سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں، اجازت و خلافت کے بھی طالب ہوتے ہیں مندرجہ ذیل علمائے کرام ''بریلی شریف'' آچکے ہیں۔

(۱) حضرت علامہ سید علوی مالکی محدث مکۃ المکرمہ
(۲) حضرت علامہ شیخ عمر بن سلیم، خطیب وامام، امام اعظم

مسجد محلہ اعظمیہ بغداد

(۳) حضرت علامہ شیخ جمیل فلسطینی، سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ

(۴) حضرت علامہ عبدالجلیل العطا، محدث دمشق، دمشق

(۵) حضرت علامہ شیخ طٰہٰ حبیشی، استاذ قسم الفلسفہ والعقیدہ، جامع ازہر مصر

(۶) حضرت علامہ مفتی عبدالفتاح البزم، مفتی اعظم دمشق

(۷) حضرت علامہ سید محمد فاضل جیلانی، مرکز الجیلانی للبحوث العلمیہ، استنبول، ترکی

(۸) حضرت علامہ سید ہاشم محمد علی حسین مہدی، مکۃ المکرمہ

(۹) حضرت علامہ شیخ محمد طرطرشان، استاذ حدیث و فقہ، دمشق

(۱۰) حضرت علامہ علاء الحانک، استاذ حدیث وفقہ، دمشق

(۱۱) حضرت علامہ شیخ وائل البزم، استاذ حدیث و فقہ، دمشق

(۱۲) حضرت علامہ شیخ جمال فاروق الدقاق، استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، جامع ازہر مصر

(۱۳) حضرت علامہ شیخ اسامہ سید محمود الازہری، استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، جامع ازہر مصر۔

جامع ازہر مصر میں حضرت نے بخاری شریف کا درس دیا جس میں ۵۰ رممالک کے طلبہ شریک درس تھے۔ متعدد درگاہوں کے مشائخ سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ مدینہ منورہ، مکۃ المکرمہ، دمشق، میں بھی آپ نے درس بخاری دیا جس میں سیکڑوں کی تعداد میں عرب شریک ہوئے، متحدہ عرب کے بے شمار علماء و مشائخ آپ سے شرف تلمذ حاصل کر چکے ہیں، بہتوں کو سند حدیث بھی عنایت کی ہے اور بعض کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا ہے۔

عرب علماء اعلیٰ حضرت سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں، حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی سے متعلق اچھا تأثر رکھتے ہیں، بعض کا تأثر ملاحظہ کیجئے:

''فقد اطلعت علیٰ حاشية الشيخ العارف بالله المحدث محمد اختر رضا الحنفی القادری الازہری''

(تقریظ بر شمول الاسلام از علامہ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری، کلیۃ الامام مالک للعلوم الشریعہ، دبئ)

''فضيلة الامام الشيخ محمد اختر رضا خان الازہری المفتی الاعظم فی الہند''

(ایضا از علامہ سید عبد اللہ بن محمد بن حسن فدعق مکی، مکۃ المکرمہ)

''حفيده (امام اہل السنة) الازہری الاستاذ الآكبر، تاج الشريعه فضيلة الشيخ محمد اختر نفعنا الله بعلومه وبارك''

(ایضا از علامہ ابو محمد شیخ موسیٰ عبدہ یوسف اسحاق استاذ الفقہ صومالیہ)

''وفق اللّٰه شيخنا الجليل، صاحب الرد القاطع، مرشد السالكين، المحفوظ برعاية رب العالمين، العالم الفاضل محمد اختر رضا خان الحنفی القادری الازہری و جزاه خيرما يجازی عبداً من عباده''

(ایضا از علامہ شیخ واثق فواد عبیدی مدیر ثانویہ شیخ عبدالقادر کیلانی)

''وقد متع نظر و سبح فكری فيما كتبه الامام العلامة القدوة صاحب الفضيلة الشيخ محمد اختر رضا الحنفی القادری ادامه اللّٰه و حفظه و نفع المسلمين ببركته''

(ایضا از علامہ شیخ جمال عبدالکریم الدبان مفتی دیار عراقیہ بغداد)

اس کے علاوہ حضور تاج الشریعہ کے متعدد گوشے ایسے ہیں جن پر لکھنے کی ضرورت ہے عجلت میں مختصر جو تیار

ہو سکا وہ حاضر ہے ، انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل میرے پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے میں ملاحظہ کریں گے۔

آپ کی خدمات اور چہار دانگ عالم میں شہرت اور ہر جا مقبولیت دیکھ کر مجھے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ بشارت یاد آتی ہے جو آپ نے بیسل پور میں حضرت مفسر اعظم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دی تھی۔

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا اپنے چہیتے خلیفہ روحانی صاحبزادہ حضرت مولانا عرفان علی صاحب کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے، ساتھ میں آپ کے پوتے حضرت مفسر اعظم بھی تھے، اس وقت آپ کی عمر ۱۰/ ۱۲ /سال ہوگی وہاں پر اعلیٰ حضرت نے مفسر اعظم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا'' اس (اشارہ مفسر اعظم کی طرف) سے میری اولاد میں ایک صاحبزادہ ہوگا جو اسلام کی بڑی خدمت کرے گا اور میرا نام روشن کرے گا''۔ حضرت مولانا عرفان علی صاحب کے صاحبزادہ جناب محمد معوان علی صاحب اور ان کے پوتے اس بات کے راوی ہیں، شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ بہاء المصطفیٰ قادری امجدی رضوی مدظلہ العالی سے فقیر نے سنا ہے، انہوں نے اس سال ''عرس نوری'' کے موقع پر تقریر میں اس واقعہ کا ذکر بھی کیا تھا، واقعی حضور تاج الشریعہ کی عالمگیر شہرت، تقویٰ وطہارت، شریعت کی پاسداری، تصلب فی الدین، علم وعمل، فضل وکمال کو دیکھ کر یہی لگتا ہے کہ آپ ہی کی ذات والا صفات مجدد اعظم کی بشارت کا مصداق ہے۔

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اور حضرت کے اس مقطع کو یوں پڑھا جائے تو اور زیادہ موزوں ہوگی۔

مفتی اعظم کا جلوہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

☆☆☆

(.........بقیہ ص ۳۳/ کا)

دانت اور زہریلے ناخن پوری قوت سے ملت بیضاء کے جسم میں پیوست کر چکا ہے۔جس کی وجہ سے پوری دنیا میں عموماً عالم اسلام میں خصوصاً انسانیت تڑپ کر دم توڑ رہی ہے ایسے نازک وقت میں ملت اسلام کا یہ ذمہ دار طبقہ تاریخ کی نگاہوں کا مرکز، مورخ کی توجہ کا نقطۂ نظر، ادیب کے قلم کی حرکت اور خطیب کے زبان کی آواز بن چکا ہے۔کاروان اسلام نہتے اور تھکے ہوئے انہیں کو تک رہے ہیں اور انتظار میں ہیں کہ دیکھوں یہ مقدس جماعت جاں بلب اسلام کے لئے کیا کرتی ہیں؟ عالم اسلام میں جو بدنظمی وبدامنی ہے اس انتشار کو دور کرنا اسی مقدس جماعت کا کام ہے۔ ہنگام روز شب ان کو بیدار کر سکے نہ کر سکے، گولہ وبارود کے دھماکے ان کی غفلت کو توڑ سکے نہ سکے۔ مغربی تہذیب کا طبل جنگ اور نہتے مسلمانوں کے خلاف صوتی بربریت کا نقارۂ جنگ انہیں جھنجھوڑ سکے یا نہ سکے ہر حال میں علماء اسلام کو خواب گراں سے بیدار ہونا، آج ان کو اس ذمہ داری کا احساس ہو نہ ہو۔آنے والا دن آندھی طوفان بن کر ان کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلا کر رہے گا اور انشاء اللہ نیم جان جسموں میں حرکت ہو ہی جائے گی۔انشاء اللہ عنقریب مزید اس پر کچھ اور لکھنے کو کوشش کروں گا اللہ قبول فرمائے اپنے حبیب کے صدقے میں۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

☆☆☆

مدارس اسلامیہ اور موجودہ نصاب تعلیم

از:- مولانا محمد رضا مرکزی، غزالی دار التصنیف، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

قرآن وحدیث کے علوم ومعارف کا سمندر، صحابہ و تابعین، سلف صالحین، بزرگان دین کی تعلیمات و نظریات کا گہوارہ، اسرار ظاہری و باطنی کا عقدہ کشا، سماج ومعاشرہ کی شمع شعور وبصیرت کا فانوس، اقوام وملل کی فوز و فلاح کا داعی وضامن، اور سب سے بڑھ کر خوشنودی خدا اور رضائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فکر وآگہی کا امین وعلمبردار، اس گئے گذرے عصر میں صرف اور صرف ''مدارس اسلامیہ'' ہی ہیں۔ مسجد نبوی شریف کے مقدس ننھے سے چبوترے سے علوم وافکار کا جو سوتا پھوٹا تھا پوری کائنات اس کی آبشار سے سرشار ہو رہی ہے۔ یہ مدارس اسلامیہ اسی بحر کی بل کھاتی لہریں ہیں۔ ہر دور میں مدارس اسلامیہ نے معاشرہ کے پژمردہ جسم میں عزم وعمل کی روح پھونکی ہے اور روحانی دنیا کے چراغ کو بجھنے سے بچایا ہے۔ جب بھی انسانی زندگی بے چارگی کا شکار ہوئی ہے، تو مدارس اسلامیہ نے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے اور ایسی ایسی نادر الوجود ہستیاں قوم وملل کے حوالے کی ہیں کہ ان کے دم قدم کی برکتوں سے صحرا میں بھی پھول کھل کھلا اٹھے اور جو ذرے ان کے زیر پا آگئے رشک آفتاب بن گئے وہ چاہے امام اعظم ابوحنیفہ ہوں یا شیخ عبدالقادر جیلانی، امام شافعی ہوں یا خواجہ غریب نواز، وہ چاہے رومی، سعدی، رازی، غزالی ہوں یا دور حاضر کے بحر ذخار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی یہ سب مدارس اسلامیہ ہی کے آوردہ پروردہ ہیں۔

تاریخی اعتبار سے کسی دور میں کم اور کسی دور میں زیادہ مگر ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں مدارس اسلامیہ کا وجود ملتا ہے، سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں صرف دہلی میں ایک ہزار مدرسے تھے، انگریزوں کے تسلط سے قبل ہندوستان کا چپہ چپہ مدارس کے وجود سے درخشاں تھا۔ سلاطین ہند نہ صرف یہ کہ مدارس کی سرپرستی کرتے تھے بلکہ ان کے لئے انہوں نے جاگیریں اور جائیدادیں مختص کر رکھی تھیں۔ علماء کے لئے شاہی خزانہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ چونکہ علماء فکر معاش سے آزاد، خوشحال و فارغ البال تھے اسی لئے پوری دلجمعی ودلچسپی کے ساتھ دینی خدمات میں لگے رہتے تھے، گلشن دین پھولتا، پھلتا اور پھیلتا تھا۔ سقوط سلطنت مغلیہ کے بعد انگریزوں نے اپنے دور تصرف میں سب سے زیادہ نقصان مدارس اسلامیہ اور علمائے اسلام ہی کو خاص طور پر پہنچایا۔

مغربی مفکرین کی لگائی ہوئی آگ جس کی لپیٹ میں آج پوری دنیا اور خصوصاً عالم اسلام آچکے ہیں، کیا ہمارے پاس کوئی ایسی جماعت ہے جس سے مستقبل میں یہ امید کی جاسکے کہ وہ کس طرح اس ننگی تہذیب کے بت کو پاش پاش کر سکے؟ تو ایک جہاں دیدہ مورخ اپنا قلم روک کر برملا

جواب دے گا کہ ہاں اگر اس فریضہ کو بخوبی انجام دینے کی کسی سے امید کی جا سکتی ہے تو وہ ہمارے مدارس اسلامیہ اور جامعات کے طلبہ ہیں۔ جدید نسل کا یہ طبقہ جو میدان تعلیم و تربیت میں سرگرداں ہے اگر حوصلہ افزاء ماحول میں پرورش پا کر صحت مند فکر کا حامل بن جائے تو یہی جماعت طارق بن زیاد، نورالدین زنگی، سلطان صلاح الدین ایوبی کی تلوار بن کر یورپ کے عشرت کدوں پر برق صاعقہ کی طرح گر سکتی ہے۔

آج جب کہ ہماری قوم مغربی تہذیب کے ہاتھوں بری طرح زخمی ہو کر ہاتھوں سے دل پکڑے تڑپ رہی ہے تو اسلام کی نگاہیں بار بار اسلامی مدارس و جامعات کے طلبہ کی طرف اٹھ رہی ہیں اور وہ نگاہیں آج کے طلباء میں صحابہ کا علم و یقین، مجاہدین کا عزم و حوصلہ ائمہ فقہ کا اجتہاد، محدثین کا احتیاط بلکہ رومی کی تڑپ، جنید و بایزید سا سوز، حسن بصری کی نصیحت، عبدالقادر جیلانی کی معرفت، رازی کی فکر، غزالی کا فلسفہ اور امام احمد رضا کی عشق و عرفان کو تلاش کر رہی ہیں مگر اسلام کو آج یہ چیزیں مدارس اسلامیہ کے طلباء میں کہاں ملیں؟ وہ تو دبلے پتلے ہیں اور ان کی کمر ٹوٹی ہوئی ہے۔ ان کے دل کمزور، جگر ٹھنڈا، جسم مردہ اور فکر مفلوج ہو چکی ہے۔ ان کے ہاتھ پاؤں شل اور احساس مر چکا ہے۔ یا دین مسلوب ہو چکی ہیں۔ وہ ایک بے سری جماعت ہے، جس کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں، کوئی قیمت نہیں، ان کو یہ احساس نہیں کہ ہم کتنی چالاک قوم کے مقابلے میں کھڑے ہیں۔ ان کو یہ خبر نہیں کہ ہمارا مدِ مقابل فکر و خیال، علم و تحقیق اور ذوق و جستجو کے کس بلند مرتبہ پر فائز ہے۔ ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ہمارا ہمسایہ مکر و فریب، جھوٹ، دھوکہ، افتراء اندازی، بہتان تراشی کے کیسے ماہر استاد ہیں؟

ایک باوقار، معیاری اور نتیجہ خیز ادارہ کی شان کیا ہونی چاہئے؟ اس کے لازمی عناصر اور ضروری عوامل کیا کیا ہیں معروف محقق مرحوم پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے بڑی گہرائی سے جائزہ لیا ہے اور اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ قارئین حضرات نظر نشیں کریں۔ ''کسی بھی دارالعلوم کی تعمیر و تشکیل کے لئے توکل بھی ضروری ہے، استاذ بھی ضروری ہے، نصاب بھی ضروری ہے، فنڈز بھی ضروری ہے۔ دور جدید کے مدارس میں ان ضرورتوں کو معکوس کر دیا گیا ہے۔ توکل کا نام و نشان نہ رہا، اساتذہ کی قدر و قیمت گھٹ گئی، طالب علم کا کوئی پرسان حال نہیں، نصاب کی کوئی پرواہ نہیں، عمارت کی تھوڑی بہت پرواہ ہے، سارا زور فنڈز کی فراہمی اور اسراف و تبذیر پر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دارالعلوم کی روح استاد ہے استاد اچھا ہے تو سب کچھ اچھا ہے۔ نصاب کی اہمیت اپنی جگہ مگر استاد کی بات استاد ہی کے ساتھ ہے''۔

(ضیائے حرم، لاہور، جولائی ۱۹۹۵ء)

ہمارے دارالعلوم اور اوسط درجہ کے مدارس میں جتنے طلباء پہنچتے ہیں ان میں اسی ۸۰ رفیصد وہ ہوتے ہیں جو غریب اور زندگی کی اکثر سہولیات سے محروم ہوتے ہیں جو عام سطح زندگی سے نیچے غربت کی زندگی گذارتے ہیں، ایسے ماحول میں جب کوئی بچہ پروان چڑھتا ہے تو غربت، تنگدستی، مفلسی چاروں طرف سے اس بچہ کا ذہن پر اثر دکھا ئی دیتا ہے۔ پھر بڑا ہونے کے بعد کسی دارالعلوم میں قدم رکھتا ہے تو وہاں بھی اسی کی طرح سیکڑوں طلباء اس کے ذہنی و فکری ساتھی بن جاتے ہیں۔ اسے معلوم نہیں کہ کتابوں کا مطالعہ کیا چیز ہے؟ قرآن کی تلاوت کیسی دولت

عظمی ہے؟ اذان کا جواب، نماز و وقت کی پابندی کی اہمیت کیا ہے؟ اسے کچھ معلوم نہیں کہ علم کیسی نعمت ہے، عمل کیا شئی ہے، وقت کا تقاضا کیا ہے، زمانے کی رفتار کیسی ہے، قوم کی حالت کیسی ہے، اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ ان تمام چیزوں سے طالب علم کا ذہن خالی ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ بہت ہی زیادہ برا نکلتا ہے خود کے لئے بھی اور مدارس کے لئے بھی............

شروع میں یہ خیال عام تھا کہ یونیورسٹی کی تعلیم سے علماء کو گریز کرنا چاہئے۔ لیکن اب ماضی کی سوچ میں بڑی تیزی سے تبدیلی رونما ہوئی ہے، طلبہٗ مدارس اسلامیہ کی نگاہیں وقدوم اب یونیورسٹیوں کے نام و در سے لگ چکے ہیں۔ مگر کیا ان کا یہ رجحان ستر فیصد درست ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے جس کا جواب جاننے کے لئے سب سے پہلے اس رجحان کے اصل محرک کو جاننا ہوگا۔ میرے خیال میں اس رجحان کے پیدا ہونے کی دو وجہ ہوسکتی ہے۔

(۱) فکر معاش (۲) فکر مذہب۔ زیادہ تر طلبہ کے ذہن وفکر میں فکر معاش ہی کارفرما ہے اور فکر مذہب کی شاہراہ حیات پر بہت ہی کم لوگ چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آج سرزمین ہند پر مدارس اسلامیہ کی بہار ہی بہار ہے۔ ان مدارس سے دین وسنیت کا کار عظیم ظہور پذیر ہو رہا ہے جس کی زندہ و جاوید مثال حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا قائم کیا ادارہ ایک سمندر کا کام نجام دے کر ہر نہر میں مصباحی برادران کو پہنچا دیا ہے اندازہ لگا ؤ کہ۔ ''صرف الجامعہ الاشرفیہ مبارک پور ہی کے ذریعہ امجدی نسل کے علماء کا شجرۂ نسب' شاخ در شاخ اتنا پھیل گیا ہے کہ آج کئی براعظموں پر اس کا سایہ پڑ رہا ہے دبستان عزیزی کی ہر درس گاہ سے برستے ہوئے بادلوں کا فیضان نالوں تک، نالے نہروں تک اور نہریں دریاؤں تک اور دریاؤں کی اٹھتی ہوئی موجیں ہر چہار سمت سے حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مرقد انور کا ہر آن بوسہ لے رہی ہیں''

نکالیں سیکڑوں نہریں کہ پانی کچھ تو کم ہوگا
مگر پھر بھی تیرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی

ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کا فیضان ہی ہے کہ آج بھی ہندوستان کی ۷۰ رفیصد مسلم آبادی باضابطہ طور سے مذہبی امور سے دلچسپی و جانکاری رکھتی ہے اور اسلام کے دامن میں رہ کر خود پر فخر محسوس کر رہے ہیں۔ مگر حالیہ دور میں مدارس اسلامیہ اپنی عظمت رفتہ کی روشن روایات کو برقرار رکھ پایا ہے؟ اس کا جواب نفی میں ملے گا۔ وجہ یہ ہے کہ اہل مدارس نے وقت کے ساتھ ساتھ مدرسہ میں تبدیلی کے لئے خود کو تیار نہیں کر پائے ہیں، ہم مانتے ہیں کہ مدارس کا کام صرف قرآن وحدیث کے ماہر عالم قوم کو دینا ہے مگر سوال یہ ہے کہ آج کل ہندوستان میں پھیلے ہوئے مدارس اسلامیہ کے کتنے فارغین ہیں جو قرآن وحدیث کی مکمل سمجھ رکھتے ہوں، خصوصاً ایسے دور میں جس میں اسلام کی مکمل تعلیمات آن لائن ہیں۔

ظاہر ہے کہ ہندوستان میں ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے مدارس اسلامیہ میں طلبہ کی تعداد لاکھوں سے زائد ہے۔ اور ان تمام طلبہ سے عالم باعمل اور قرآن وحدیث کا مکمل جانکار اور ہمہ جہت ہونے کی توقع کرنا بے سود ہے، تو ایسی صورت میں مدارس میں ایسے ''نصاب تعلیم'' پر اتفاق کیوں نہیں کیا جاتا جو طلبہ کو ''دین و دنیا'' دونوں میں کامیاب بنائے اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کے ماہرین بھی مدارس سے پیدا ہوں اور قوم و معاشرہ وعوام پر مدارس اسلامیہ کی پکڑ باقی رہے۔

ہاں مدارس کی اصل روح کو باقی رکھنے کے لئے یہ کیا جائے کہ ہر ''مضمون کے لئے ایک تخصص شعبہ'' رکھا جائے اور شائقین طلبہ کا ایک متعینہ کلاس کے بعد اپنے پسندیدہ مضمون میں داخلہ لینے کے مجاز ہوں۔

یہ عمل خیر نہ صرف مدارس اسلامیہ میں ایک انقلاب عظیم لائے گا بلکہ مدارس کے اس ''دارالحفظ'' میں بھی اپنا اصلاحی رول منوا کر رہے گا ضرورت ہے اس پر عمل کی۔

یہ بات ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ مدارس کے طلبہ اتنے ذہین و محنتی ہوتے ہیں کہ اگر ان کی صحیح جہتوں پر رہنمائی کی گئی تو وہ اپنے وقت کے بہت بڑے ایڈمنسٹر اور ہر شعبہ کے ماہر بن سکتے ہیں مگر ان کی رہنمائی کی ضرورت ہے، یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عالم دین کے خود کفیل ہو جانے سے دینی مامور میں شفافیت اور خلوص پیدا ہوسکتا ہے۔ جو آج بہت کم لوگوں میں موجود ہے۔

مدارس اسلامیہ کے موجودہ جاری نصاب تعلیم میں نظر ہے کہ آج کے اس جدید ترقی یافتہ، ٹیکنالوجی کے زمانے میں جب کہ سورج کی شعاعوں کو باضابطہ طور پر گرفتار کیا جارہا ہے، چاند پر کمندیں ڈالی جارہی ہیں، اوژن گیس دریافت کر کہ زندگی کی راہیں ہموار کی جارہی ہیں، زمان ومکان کی وسعتیں سمٹ گئی ہیں، دنیا ایک عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ تو ہمارے مدارس اہل سنت و جماعت سے فلسفہ قدیمہ کا اخراج کر کے فلسفہ جدیدہ، سائنس فرسٹ و سائنس سکنڈ، باطل نظریات کے فلسفہ کو نکال کر جدید سائنسی نظریات و دینی نظریات کو داخل نصاب کرنا چاہئے کہ فلسفہ قدیمہ کی کتابیں مثلاً ھدایۃ الحکمت، ھدیہ سعدیہ، میبذی کہ ان سے طلبہ کا ذہن سقراط، بقراط، فارابی، بوعلی سینا، افلاطون، کنفیوشش ان حضرات کی عقلی و فلسفی و منطقی تحقیق و سوچ کی طرف چلا جاتا ہے کہ یہ فلاسفہ اپنے عصر (پتھر کے زمانے) کی بات کر رہے ہیں۔ ان کا عقیدہ اسلامی عقائد سے متضاد ہے جیسے فلسفہ قدیمہ میں زمین کے سکون کا قول نہیں کیا گیا ہے، جزو الذی لا یتجزی کو باطل قرار دیا گیا ہے، عقول عشرہ سے پیدائش کل جہاں کہا گیا ہے، وغیرہ وغیرہ لیکن اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ سب غلط ہے یا پھر فلسفہ قدیمہ کو علم قرآن و حدیث سے تقابل کر کے پڑھایا جائے تاکہ طلبہ کا ذہن ان فلسفوں کی اختراعی تحقیق سے ہٹ کر علم قرآن و حدیث پر پورے طریقے سے ثبت ہو جائے اور ذہن اسلام ہی کی حقانیت کو مانے نہ کہ منطقی و فلسفی سوچ کو۔ مذکورہ بالا کتابوں کے ساتھ ساتھ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب ''اسلام اور فلسفہ'' ''الکلمۃ الملہمہ دررد فلسفہ قدیمہ'' ''فوز مبین دررد حرکت زمین'' کا مطالعہ شامل کرلیں کہ یہ ہمارے لئے راہ عمل و لائق تقلید کتب ہیں۔

مدارس اسلامیہ میں علم کی حصولیابی کا اصل مقصد، ''کتاب الٰہی کو صحیح طرح سے سمجھنا'' ہے۔ اس سے مسائل کے استنباط و استخراج کرنے کے طرق کو معلوم کرنا مع دیگر علوم علم تفسیر، علم فقہ، علم کلام، علم اصول فقہ میں مہارت تامہ و دسترس کاملہ حاصل کرنا ہے۔ لیکن طویل نصاب ہونے کی وجہ سے اصل شئی چھوٹ جاتی ہے۔ عموماً ہمارے مدارس میں درس قرآن جماعت ثالثہ میں ۵ / پارہ، رابعہ میں نہیں، خامسہ میں جلالین شریف، سادسہ میں غائب، سابعہ میں مدارک شریف (تفسیر نسفی) ثامنہ میں بیضاوی شریف، داخل نصاب ہیں لیکن تحریر کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ۵ / پارہ پڑھنے کے بعد جلالین و بیضاوی میں بھی

پہلا، دوسرا پارہ، کچھ جگہ مدارک کا بھی یہی حال ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ جب ثالثہ میں ۵؍ پارہ ہوگیا تو رابعہ میں ۶؍ سے ۱۰؍ خامسہ میں ۱۱؍ سے ۱۵؍ سادسہ میں ۱۶؍ سے ۲۰؍ سابعہ میں ۲۱؍ سے ۲۵؍ اور ثامنہ میں ۲۶؍ سے ۳۰ اس طرح پورے قرآن مقدس پر ہماری نظر گزر جائے گی۔ پورا قرآن مقدس ترجمے کے ساتھ ہمیں ذہن نشیں ہو جائے گا کہ اصل مقصد ''قرآن فہمی'' ہی تو ہے۔ جب کتاب اسلام و کتاب عمل جس کے تعلق سے رب ارشاد فرماتا ہے: ''ونزلنا علیک القرآن تبیانا لکل شئی'' ہم نے تم پر قرآن نازل کیا کہ اس میں ہر شئی کا روشن و واضح بیان ہے۔'' اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔'' کہ اگر میرے اونٹ کی نکیل گم ہو جائے تو میں اسے قرآن سے یا قرآن میں تلاش کرلوں گا۔'' پر مکمل عبور حاصل نہیں ہوگا تو دیگر علوم چہ معنی دارد، لہٰذا امید قوی ہے کہ اس پر غور وفکر کر کے داخل نصاب کریں۔

علم فقہ کا بھی حال اسی طرح ہے۔ جو نورالایضاح میں پڑھا وہی قدوری میں وہی شرح وقایہ میں وہی ھدایہ اولین وآخرین میں بابوں کی تخصیص معلم ومتعلم دونوں کے لئے یکساں سودمند ہے۔ جو سابقہ ابواب پڑھائے جا چکے ہیں ان کو ترک کر کے آگے کے ابواب آگے کی جماعت کے لئے خاص کرنا بہتر ہے۔

دعوت وتبلیغ کا ایک شعبہ ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ کہ ہم غیروں، ہندو، عیسائی، یہودی، نصرانی انگریز وغیرہ میں اسلام وسنیت کی دعوت کس طرح کریں۔ مدارس کے لوگوں کو اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کہ آج عیسائی، یہودی، مبلغین، ظاہری مسلمان و باطنی عیسائی بن کر اپنے دین کی تبلیغ میں مصروف وسرگرم عمل ہیں مثلاً ذاکر نائک، امینہ ودود، تسلیمہ نسرین سلمان رشدی وغیرہ تو ان کے مقابلے میں طالبان علوم نبویہ کی جماعت کو تیار کیا جائے تا کہ اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کے سامنے جلوہ گر ہو سکے۔

علم تصوف تو جیسے مدارس اسلامیہ سے مکمل ختم ہی کر دیا گیا ہے۔ قلبی، روحانی وظاہری صفائی کے لئے اس علم کا داخل کرنا ایک نئے جذبہ کا ضامن بن سکتا ہے مثلاً منہاج العابدین، رسالہ قشریہ، مکاشفۃ القلوب، احیاالعلوم وغیرہ، المختصر فرقہائے باطلہ مثلا دیوبندیوں، وہابیوں، نجدیوں، غیر مقلدوں، رافضیوں، مودودیوں اور قادیانیوں وغیرہ نے درس قرآن پر زور دیا اور آج ان کے مدارس میں پورا قرآن مع ترجمہ پڑھایا جاتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو قرآن فہمی سے کوسوں دور، قرآن کے تراجم میں غلطی کر کے خود کو دائرہ کفر میں شامل ہونا چاہیے آج وہ کام غیر کر رہے ہیں۔ اس کا تدارک ضروری ہے۔ میں اپنے اس عظیم علمی دینی اسلامی دانشکدہ، مفتی اعظم ہند کے خوابوں کی حسین تعبیر، مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کے لئے دل کی عمیق گہرائیوں سے دعا گو ہوں کہ جس سبک روی و برق رفتاری سے اپنی منزل کو دینی ودنیاوی علوم ہر اعتبار سے طے کر رہا ہے اسی طرح پھیلتا رہے۔ پھولتا رہے۔ پھلتا رہے اور حاسدین جلتے رہیں، بھنتے رہیں، پھوٹتے رہیں، بحمداللہ تعالیٰ ہمارے اس جامعہ کا حال تو یہ ہونا چاہیے کہ۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش وفرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

آج پھر مغرب کی تہذیب کے آگے امت مسلمہ کی سانسیں اکھڑ چکی ہیں۔ مغربیت کا بدنما دیوا اپنے زہریلے

(بقیہ ص ۲۸؍پر ....)

فاتحہ ونیاز میں آیات مختلفہ کی تلاوت اوراعلیٰ حضرت کی محدثانہ بصیرت

از: مولانا محمد ذوالفقار خان نعیمی، دارالافتاء مرکز اہلسنّت دارالسّلام محلّہ علی خاں کاشی پور

ہند و بیرون ہند فاتحہ ونیاز اور اس میں سورمتفرقہ وآیات مختلفہ کی تلاوت معمولات اہلسنّت میں سے ہے اہلسنت کے نزدیک یہ معمول جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔فاتحہ ونیاز کے جواز واستحسان کے سلسلے میں علماء اہلسنت نے اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ اب اس پرزیادہ کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ فاتحہ ونیاز میں سورمتفرقہ وآیات مختلفہ کی تلاوت سے متعلق بالتفصیل بیان عام کتابوں میں کم دیکھنے کو ملتا ہے ۔سردست ہم اس کے جواز وعدم جواز کے سلسلے میں قدرے بیان ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

اہلسنّت کا یہ معمول ہے کہ عموماً محافل حسنہ کے اختتام پر فاتحہ مروجہ کا اہتمام کرتے ہیں یعنی شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر(یااس کے بغیر بھی)چند متفرق سورتیں اور مختلف آیتیں پڑھتے ہیں اوراس کے بعد بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اہلسنت کا فاتحہ وغیرہ میں سورمختلفہ وآیات متفرقہ کی تلاوت کرنا شرعاً جائز ہے یانہیں؟

فقیر نے اس سوال اوراس کے جواب کوعلماء اہلسنت کی کتب میں تلاش کیا تو چودھویں صدی کے دونامورعالم مجدداعظم حضورسیدی سرکاراعلیٰ حضرت امام احمدرضاخان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اورفقیہ ومحدث حضرت علامہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی کی کتابوں میں پایا۔

اعلیٰ حضرت جواز کے قائل ہیں اورعلامہ عبدالحی عدم جواز کے۔اعلیٰ حضرت نے اپنے موقف پرحدیث سے استدلال کیاہے توعلامہ عبدالحی نے بھی اپنے موقف پرحدیث کومتدل بنایاہے۔لیکن اعلیٰ حضرت کی محدثانہ بصیرت پرقربان کہ انہوں نے جس حدیث کومتدل بنایاوہ ہرطرح مقبولیت اپنے دامن میں لئے ہوئی تھی۔آیئے پہلے ہم دونوں کی متدل احادیث پیش کرتے ہیں اس کے بعددونوں حدیثوں کامنصفانہ جائزہ لیں گے۔

اعلیٰ حضرت سے جب سوروآیات مختلفہ پڑھنے کے سلسلے میں استفسار کیاگیاتو آپ نے اس انداز میں جواب مرحمت فرمایا:

''یہ صورت بلاشبہہ جائز ومباح ہے سنن ابی داؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز میں ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پست آواز سے پڑھتے دیکھا،اورفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت بلندآواز سے،اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کودیکھا کہ کچھ ایک سورت سے پڑھااور کچھ دوسری سورت سے لیا حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں صاحبوں سے وجہ دریافت فرمائی صدیق اکبررضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ''قد سمعت من ناجیت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس سے مناجات کرتا ہوں وہ اس پست آواز کوبھی سنتا ہے،فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوقظ

الوسنان واطردالشیطان'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس لئے اتنی آواز سے پڑھتا ہوں کہ اونگھتا جاگے اورشیطان بھاگے، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کی ''کلام طیب یجمعہ اللہ بعضہ الی بعض'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید سب پاکیزہ کلام ہے کچھ یہاں سے اورکچھ وہاں سے ملالیتاہوں ارادۂ الٰہیہ یوں ہی ہوتاہے، فرمایا''کلکم قداصاب'' تم تینوں نے ٹھیک بات کی درست کام کیاالخ'' [فتاوی رضویہ جلد ۳ص ۴۸۱]

اورعلامہ عبدالحی سے جب اس معاملہ میں استفسار کیاگیاتو آپ نے فرمایا''ھٰذامماالااصل لہ ولااثرلہ فی کتب المتقدمین وفی الاتقان فی علوم القرآن فاماخلط سورۃ بسورۃ فعدالحلیمی ترکہ من الآداب لمااخرجہ ابوعبیدعن سعیدبن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مربیلال وھویقرأ من ھٰذہ السورۃ فقال یابلال مررت بک وانت تقرأمن ھٰذہ السورۃ ومن ھٰذہ السورۃ فقال اخلط الطیب بالطیب فقال اقرء السورۃ علی وجھھااوقال علیٰ نحوہاالخ
[معین المفتی والسائل ص ۳۶۲]

(یعنی سورمختلفہ وآیات متفرقہ پڑھنے کی کوئی اصل نہیں ہے اورنہ اس کے لئے کوئی حدیث کتب متقدمین میں موجودہے اورالاتقان میں ہے کہ ایک سورۃ کودوسری سورۃ سے ملاناحلیمی نے ترک آداب میں شمارکیاہے، اس دلیل سے کہ ابوعبید نے سعیدبن میتب سے روایت کیاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس سے گزرے اوروہ کچھ اس سورت سے پڑھ رہے تھے اورکچھ اس سورت میں سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'اے بلال !میں تمہارے پاس آیااورتم اس سورت اوراس سورت میں سے پڑھ رہے تھے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیامیں طیب کوطیب میں ملارہاتھاسرکارنے فرمایاسورت کواس کے مثل پڑھویعنی ترتیب سے پڑھو)

الحاصل اعلیٰ حضرت کی متدل حدیث پاک سے جوازاورعلامہ عبدالحی کی متدل حدیث پاک سے عدم جواز ثابت ہوتاہے۔فقیرکوبادی النظرمیں دونوں کااستدلال صحیح ودرست نظرآیالیکن جب دونوں حضرات کے استدلال کا تفصیلی جائزہ لیاتویہ بات کھل کرسامنے آئی کہ اعلیٰ حضرت کااپنے موقف پرپیش کردہ استدلال ہی صحیح ودرست ہے برخلاف علامہ عبدالحی کے۔

اب آیئے ہم تفصیل سے دونوں حضرات کی متدل حدیث پاک کاجائزہ لیں تاکہ یہ بات منکشف ہوجائے کہ دونوں حضرات میں سے کس کی متدل حدیث کامعیارمقبول ہے۔

اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ حدیث پاک سنن ابی داؤد جلد۱ص۱۸۸، کے علاوہ سنن الکبریٰ ۳/۱۱، شعب الایمان ۵/۳۲۰، للبیہقی، تاریخ بغداد ۱۳/۲۸۵، میں بھی متعدداسنادسے مروی ہے۔اس حدیث پاک کوحضرت ابوسلمہ سے روایت کرنے میں محمدبن عمرومتفردہے گویاتمام سندوں کادارومدارمحمدبن عمروپرہے۔

علامہ عبدالحی کی متدل حدیث پاک کوابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف ۲/۲۶۴، اورعبدالرزاق نے اپنی مصنف ۲/۴۹۵، اوربیہقی نے شعب الایمان ۲/۴۳۰، میں متعددسندوں سے روایت کیاہے۔ان کی اسنادکادارومدار عبدالرحمٰن بن حرملۃ پرہے کیوں کہ اس حدیث کوسعیدبن میتب سے صرف عبدالرحمٰن نے روایت کیاہے۔

بالجملہ اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ حدیث کے اصل راوی محمدبن عمرواورعلامہ عبدالحی کی متدل حدیث کے راوی عبد

الرحمٰن بن حرملہ ہیں دونوں کی حیثیت جانے بغیر حدیث پر کسی طرح کا کوئی حکم لگانا تحقیق کے خلاف ہے لہذا آیئے ہم پہلے محمد بن عمرو کے متعلق محدثین وائمہ نقاد کے آراء ونظریات کا جائزہ لیتے ہیں۔

امام ذہبی نے محمد بن عمرو کے متعلق فرمایا "الامام المحدث الصدوق..... وحديثه فى عداد الحسن قال النسائى وغيره ليس به بأس وقال ابوحاتم صالح الحديث ،وقال عبدالله بن احمدسمعت ابن معين سئل عن سهيل والعلاء بن عبدالرحمٰن ،وعبدالله بن محمدبن عقيل ،وعاصم بن عبيدالله فقال ليس حديثهم بحجة قيل له فمحمدبن عمرو؟قال هوفوقهم قلت روى لـه البخارى مقرونا وآخروروى له مسلم متابعة..... وسئل يحيى بن سعيدعن محمدبن عمروفقال للسائل تريدالعفواوتشدد قال بل شدد قال ليس ممن تريد،قال الجوزجانى ليس بالقوى وهوممن يُشتهٰى حديثه قال ابن عدى: روى عنه مالك فى الموطاوارجوا انه لاباس به وروى احمدبن ابى مريم عن يحيى بن معين ثقة"۔ [سیراعلام النبلاء،٦/١٣٦،١٣٧]

ابن عدی نے کامل میں تحریر فرمایا "قال يحيى القطان واما محمدبن عمروفرجل صالح ليس باحفظ الناس للحديث واما يحيىٰ بن سعيدفكان يحفظ ويدلس،حدثنا علان ثنا ابن ابى مريم سمعت يحيىٰ بن معين يقول محمدبن عمربن علقمة ثقة......قال السعدى محمدبن عمرو ليس بقوى الحديث ويشتهى حديثه..... ولمحمدبن عمروبن علقمة حديث صالح وقدحدث عنه جماعة من الثقات كل واحدمنهم ينفردعنه بنسخة ويغرب بعضهم على بعض .....وارجوانه لاباس به۔ [٦/٢٢٤،٢٢٥]

ذہبی نے میزان الاعتدال میں فرمایا:شيخ مشهور، حسن الحديث....اخرج له الشيخان متابعة وقال يحيى بن معين كانوايتقون حديثه وروى احمدبن ابى مريم عن ابن معين ثقة ......وقال عبدالله بن احمدسمعت يحيىٰ بن معين يقول سهيل،والعلاء بن عبدالرحمن،وابن عقيل ليس حديثهم بحجة قال ومحمدبن عمروفوقهم۔ [٣/٦٧٣،٦٧٤]

علامہ جلال الدین سیوطی نے اسعاف المبطأ برجال المؤطأ میں فرمایا "وثقه النسائى وابن المدينى وابنه يحيىٰ القطان و ابوحاتم"۔ [٢/٣٥٣]

الجرح والتعدیل للرازی میں ہے "ابن المدينى قال سمعت يحيىٰ بن سعيد يقول محمدبن عمرواحب الى من ابن حرملة......عبدالرحمٰن قال سالت ابى محمدبن عمروبن علقمه فقال صالح الحديث يكتب حديثه"۔ [٨/٣١]

كتاب الضعفاء والمتروكين لابن الجوزی میں ہے:"قال يحيىٰ مازال الناس يتقون حديثه وقال مرة ثقة وقال السعدى ليس بقوى"۔ [٣/٨٨]

ابن حبان کی ثقات میں ہے:"كان يخطىء" [٧/٣٧٧]

علامہ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں فرمایا:"قال احمدبن ابى مريم عن ابن معين ثقة.....وقال الحاكم قال ابن المبارك لم يكن به باس وقال ابن سعدكثيرالحديث يستضعف" [٣/٦٦٣]

اورتقریب میں فرمایا "صدوق له اوهام" [٤٩٩]

الغرض محمد بن عمرو کو امام ذہبی نے حسن الحدیث اور

صدوق فرمایاتو ابوحاتم نے صالح الحدیث سے تعبیر کیا ابن حجر نے صدوق لہ اوہام فرمایا، امام نسائی اور ابن عدی اور ابن مبارک نے لیس بہ بأس ولابأس بہ ولم یکن بہ باس کے ذریعہ عدم ضعف کی جانب اشارہ کیا امام سیوطی نے نسائی، ابن مدینی، یحییٰ قطان اور ابوحاتم کے حوالہ سے ثقاہت پر جزم فرمایا، یحییٰ قطان نے ثقہ فرمایا تو کبھی رجل صالح لیس باحفظ الناس فرمایا اور کبھی محمد بن عمرو کے تعلق سے سائل کے تشدد مراد لینے پر جواب میں لیس ممن ترید کے ذریعہ نرمی کا پہلو اختیار کیا، اور یحییٰ بن معین نے کہیں کا نواہتقون کے ذریعہ محدثین کا اس کی حدیث سے احتیاط برتنے کو بیان کیا تو کہیں ثقہ فرمایا اور کہیں سہیل، علاء بن عبدالرحمٰن اور ابن عقیل کی حدیث پر عدم حجت کا حکم لگا کر محمد ابن عمرو کو ان پر فوقیت دیکر گویا ابن عمرو کی حدیث کے لائق حجت ہونے کی جانب اشارہ کیا۔ امام بخاری و مسلم و امام مالک اور ثقات کی جماعت نے ابن عمرو سے روایت کیا ہے۔

علاوہ ازیں امام جوزجانی، سعدی، یحییٰ بن سعید قطان اور ابن سعد نے لیس بقوی ولیس بقوی الحدیث ویضعفہ بعض الضعف، ویستضعف کا حکم لگا کر قدرے ضعف سے متصف فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اکثر ائمہ نقاد کے نظریات بالا کی روشنی میں محمد بن عمرو حسن الحدیث وصالح الحدیث راوی ہے اور اس کی حدیث لائق حجت ہے۔

برخلاف عبدالرحمٰن بن حرملہ کے کہ اکثر ائمہ نے اس کی تضعیف کی ہے اور اس کی حدیث پر عدم حجت کا حکم لگایا ہے۔

المغنی فی الضعفاء میں ہے ہے: ''عبدالرحمن بن حرملة الاسلمی عن ابن المسیب قال ابن معین صالح قال یحییٰ القطان ضعیف وقال ابوحاتم لایحتج به ولینه البخاری'' [۱/۵۳۴]

ابن جوزی کی کتاب الضعفاء والمتروکین میں ہے ''ضعفه یحییٰ بن سعیدوالبخاری'' [۲/۹۲]

ابن حبان نے اپنی ثقات میں فرمایا ''کان یخطی'' [۷/۶۸]

تہذیب التہذیب میں ہے: ''قال یحییٰ بن سعیدعنه کنت سیء الحفظ فرخص لی سعیدفی الکتابة قال یحییٰ بن سعیدمحمدبن عمرواحب الی من ابن حرملة وکان ابن حرملةیلقن وقال ابن خلادالباهلی سألت القطان عنه فضعفه ولم یدفعه وقال ابن اسحاق عن ابن معین صالح وقال ابوحاتم یکتب حدیثه ولایحتج به وقال النسائی لیس به باس وذکره ابن حبان فی الثقات وقال یخطیء .....وقال محمدبن عمرکان ثقة کثیرالحدیث ....وقال الساجی صدوق یهم فی الحدیث'' [۲/۵۰۱]

الجرح والتعدیل میں ہے: ''یکتب حدیثه ولایحتج به''۔ [۵/۲۲۳]

تاریخ ابن معین بروایۃ دوری میں ہے: ''حدثنایحییٰ قال حدثنایحییٰ بن سعید عن عبد الرحمن بن حرملة قال کنت سیء الحفظ اوکنت لااحفظ قال فرخص لی سعیدبن المسیب فی الکتاب'' [۱/۱۵۳]

شرح علل الترمذی لابن رجب میں ہے: ''وذکرابن ابی خیثمة عن ابن معین عن یحییٰ عن ابن حرملةقال کنت سیء الحفظ فسالت سعیدبن المسیب فرخص لی فی الکتاب'' [۱۱۷]

لمقتنیٰ فی سردالکنیٰ للذہبی میں ہے: ''ابوحرملة ..... شیخ مالک لیس بالمتین عندهم'' [۱/۱۷۱]

ابن حجر نے ''صدوق ربما اخطا'' فرمایا:

[تقریب التہذیب صفحہ ۳۳۹]

قطع نظر تضعیف سے بعض ائمہ نے توثیق بھی کی ہے۔

تہذیب التہذیب میں ہے: ''نقل ابن خلفون عن ابن نمیرانه وثقه''' [۲/۵۰۱]

امام غیتابی نے مغانی الاخیار میں فرمایا: ''قال محمدبن عمر، وکان ثقة کثیرالحدیث'' [۳/۲۱۰]

امام ذہبی کی کتاب من تکلم فیہ میں ہے: '' وثق، وضعفه القطان، وقال ابوحاتم لایحتج به'' [۲۲۸]

کاشف میں امام ذہبی نے فرمایا: '' قال ابن معین صالح'' [۱/۱۲۵]

عبارات بالا کی روشنی میں یہ بات صاف ہوگئی کہ اکثر ائمہ نے ابن حرملہ کی تضعیف کی ہے اور اس کی حدیث کے لائق حجت ہونے سے انکار کیا ہے یعنی اس کی حدیث لکھی جائے گی لیکن اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا اور یہ بات خود ابن حرملہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ وہ سوء حفظ کا شکار تھے اور یہ بات معلوم ہے کہ سوء حفظ کے راوی کی حدیث کا اگر متابع نہ ملے تو اس حدیث سے احتجاج جائز نہیں ہے۔ برخلاف محمد بن عمرو کے کہ اس کی حدیث لائق حجت ہے جیسا کہ میزان الاعتدال میں ہے: ''یحییٰ بن معین یقول سهیل، والعلاء بن عبدالرحمن، وابن عقیل لیس حدیثهم بحجة قال ومحمدبن عمروفوقهم۔ [۳/۶۳،۶۴]

برسبیل تنزل ابن حرملہ کو ضعیف نہ بھی مانا جائے تب بھی محمد بن عمرو کو ابن حرملہ پر فوقیت حاصل ہے جیسا کہ:

شرح علل الترمذی لابن رجب میں ہے: '' قال یحییٰ ومحمدبن عمرواعلیٰ من سهیل بن ابی صالح وهوعندی فوق عبدالرحمن بن حرملة'' [۱/۴۴۲]

ضعفاء العقیلی میں ہے: ''یحییٰ بن سعیدیقول محمدبن عمرواحب الی من بن حرملة'' [۲/۳۲۸]

الجرح والتعدیل للرازی میں ہے ''ابن المدینی قال سمعت یحییٰ بن سعید یقول محمدبن عمرواحب الی من ابن حرملة [۸/۳۱]

اور جب ابن حرملہ پر ابن عمرو کو فوقیت حاصل ہے تو ابن عمرو کی حدیث کو بھی ابن حرملہ کی حدیث پر فوقیت حاصل ہوگی محمد بن عمرو کی حدیث کو امام ذہبی نے درجۂ حسن میں رکھا ہے لہٰذا ابن عمرو کے مقابلہ میں ابن حرملہ کی حدیث کو حسن سے کم درجہ پر محمول کیا جائے گا اور ابن عمرو کی حدیث کو حسن مقبول تسلیم کیا جائے گا۔

تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی مستدل حدیث علامہ عبدالحی کے مستدل حدیث سے چند وجوہات کی بنیاد پر قوی تر اور اس کے مقابلہ میں قابل قبول ولائق حجت ہے۔

(۱) اعلیٰ حضرت کی مستدل حدیث پاک کا راوی محمد بن عمرو علامہ عبدالحی کی مستدل حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن حرملہ سے زیادہ قوی اور ثقاہت میں زیادہ ہے۔

(۲) محمد بن عمرو لائق حجت راوی ہے برخلاف عبدالرحمٰن کے کہ اس کی حدیث کو صرف لکھنے کا حکم ہے اس سے احتجاج نہیں کر سکتے۔

(۳) یحییٰ قطان اور یحییٰ قطان کے قول کو مقام نقد میں رکھنے والے ائمہ نے محمد بن عمرو کو ابن حرملہ سے زیادہ مقبول مانا ہے اور اسے ابن حرملہ پر فوقیت دی ہے۔

(۴) نیز ابن حرملہ کی حدیث میں ایک راوی سعید بن المسیب ہیں (......بقیہ ص ۱۲ / پر)

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ بحیثیت خط فاصل بین الحق والباطل

از: مولانا محمد نقیب الرحمٰن حشمتی، غزالی دار التصنیف، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات کو طرح طرح کی زیب وزینت سے آراستہ وپیراستہ فرمایا اور بیشمار ولاتعداد مخلوقات کو وجود بخشا، انہیں مخلوقات کی بھیڑ بھاڑ میں ''احسن تقویم'' کے سانچے میں ایک ایسی بھی عظیم تخلیق فرمائی جس کے سر پر ''ولقد کرّمنا بنی ادم'' کا تاج درخشاں وتاباں ہے مگر اس تاج کی حفاظت ہر ایک سے نہ ہو سکی بلکہ اکثر لوگ اس کی حفاظت سے قاصر رہے اور شیطان کے اغوا کا شکار ہو گئے یہاں تک کہ ''وضع الشیء فی غیر محلہ'' کے تحت کفر وشرک کے مرتکب ہو کر ''ان الشرک لظلم عظیم'' کی بنیاد پر ظالمین کے زمرے میں داخل ہو گئے پھر محافظین تاج بنی آدمیت کو حکم دیا گیا ''فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین'' تاکہ مبارک تاج مذکور کی پامالی نہ ہو۔

صاحبان تاج چونکہ سربلند وسرخرو ہوا کرتے ہیں لہٰذا خدا وندقدوس نے ارشاد فرمایا ''وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین'' اس مبارک فرمان میں جہاں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ علو وبلندی تاجوروں کے لئے ہے وہیں ''ان'' شرطیہ کے ذریعہ یہ بھی بتا دیا گیا کہ حقیقتاً تاج دار وہی ہے جو صاحب ایمان ہو۔ پس گلہائے رنگارنگ باغ قرآن وحدیث کے ''عطر مجموعہ'' سے معطر ہو کر ایک تاجدار عشق ومحبت نے اہل ایمان کی وضاحت یوں فرمائی۔

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

یہ اسی تاجدار عشق ومحبت کا فرمان ہے جس نے لاکھوں اربوں کے ایمانی تاج کی حفاظت فرمائی اور تمام تر اندرونی وبیرونی رہزنوں سے آگاہ فرمایا۔

یہ محافظ تاج شریعت ۱۰ رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء کو ''اولئک کتب فی قلوبھم الایمان (۱۲۷۲ھ)'' کی برکتیں لے کر خاکدان گیتی پر جلوہ گر رہا۔ چودہ سال کی مختصر سی عمر ۱۸۶۹ء میں ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' یعنی نیابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تاج پروقار سر پر سجا کر تاج ناموس رسالت کی حفاظت میں اپنی زندگی وقف کر دی اور دنیا کو پیغام دیا۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

لہٰذا دنیا نے ایسے عاشق صادق کو جس کی زندگی کا لمحہ لمحہ ''حضور تاج الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء'' کی عصمت پر ہونے والے حملوں کے لئے ڈھال کی شکل اختیار کئے ہوئے تھا، تاجدار عشق ومحبت امام اہل سنت بلکہ آیۃ من آیات اللہ معجزۃ من معجزات رسول اللہ (جل وعلا وصلی المولیٰ

تعالیٰ علیہ وسلم) کے لقب سے یاد کیا اور منصف مزاج، حق پسند ،حق پذیر، حق بیں اور حق نگر حضرات نے اپنے سر کا تاج فخر قرار دیا۔ اس عظیم المرتبت شخصیت نے اہل سنت کی ایسی آبیاری فرمائی کہ" تاجدار اہل سنت" بن گئے بلکہ ان کی نگاہ کیمیا اثر نے نہ جانے کتنوں کو" تاجدار اہل سنت" بنا دیا، دین حنیف کی ایسی حد بندی فرمائی کہ جب بھی کوئی رہزن بشکل رہبر چراغ دین پاک مصطفیٰ ﷺ سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاری کا اسلحہ لے کر اٹھا تو اپنے محبوب خالق کا محب صادق جو محبوب کے علاوہ مدح اہل دول کو بلاء عظیم قرار دیتا رہا پورے طور پر مورچے کو سنبھالتے ہوئے فرمایا۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اور ان کی رہزنی کو آشکارا فرما کر ثابت فرما دیا کہ ؏
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

دفع دخل مقدر کے طور پر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بلا وجہ کسی پر کفر وشرک کا فتویٰ صادر فرمایا بلکہ اس ذات بابرکات کے احتیاط کا تو یہ عالم تھا کہ خود فرماتے ہیں:

"اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گے حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے"۔ (حاشیہ الکوکبۃ الشہابیہ ص ۶۱)

نیز مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات پر بحث کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں: ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض و واجب اگر چہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ ومختار ومرضی ومناسب"۔

(الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات الی الوہابیہ ص ۶۲)

اب ذرا انصاف؟ میں جلوہ بار ہو کر غور کیجئے کہ جس محتاط مفکر و مدبر، محقق ورہبر کا نظریہ اتنا پاکیزہ ہو وہ بھلا کسی مسلمان کی بلا سبب وعلت تکفیر کرے یہ بعید از عقل وخرد ہے یا نہیں؟

اب رہا مسئلہ کبراء وہابیہ ودیابنہ کی تکفیر کا تو عرض ہے کہ اس سلسلے میں خود فرماتے ہیں:" یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداء بہت نرمی کی گئی مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہوگئی اور مصداق" ثم لا یعودون "حق نہ مانا اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے" یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم" اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو، اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے" ولیجدوا فیکم غلظۃ "لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں"۔ (الملفوظ مکمل حصہ اول ص ۳۲، ناشر: مکتبۂ قادریہ، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی)

آخر میں حجت شرعیہ قائم کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:" یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا آئندہ کسی غوغے پر التفات نہ ہوگا، منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے"۔

(المیز ان امام احمد رضا نمبر بحوالہ: دافع الفساد عن مراد آباد)

اتنی وضاحت وصراحت کے باوجود مخالفین ومعاندین ان حقیقتوں سے نظر بچا کر بلکہ ان حقیقتوں کو چھپا کر اس داعی بے لوث دین حق کو" مکفر المسلمین" ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں یہی وہ مقام ہے جہاں حقیقت پسندانہ مزاج رکھنے والے ماتم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں نیز اس پیکر احتیاط نے پندرہ، بیس سال تک افہام

وتفہیم سے کام لیا مگر جب یہ لوگ اپنی غلطی کا کسی طور پر اعتراف نہ کرکے مسلسل اشاعت پر تلے رہے تو اس قدر اتمام حجت کے بعد اپنا فیصلۂ شرعیہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء میں المستند المعتمدبناء نجاۃ الابد کی شکل میں صادر فرما یا۔ پھر علمائے حرمین طیبین طاہرین کی بارگاہ عدالت میں مسلسل چار ماہ قیام فرماکر اپنے صادر کردہ فیصلے کی تصدیق ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں حاصل فرمائی جو حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین کی صورت میں موجود ہے۔

بعدہٗ حقیقت پوشوں نے یہ شوروغوغا مچانا شروع کیا کہ علمائے حرمین مقدسین اردو سے ناواقف ہیں اور وہ تمام عبارتیں جن پر یہ احکام نافذ کئے گئے ہیں اردو میں ہیں لہٰذا انہیں دھوکہ دیا گیا ہے، تب اسی ذات ممیز بین الحق والباطل کے مظہر و پروردہ شیر بیشۂ اہل سنت امام المناظرین غیظ المنافقین علامہ الحاج الشاہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان اس الزام کے دفعیہ کے لئے کمر بستہ ہوئے اور برصغیر کے دوسو اڑسٹھ ۲۶۸ علمائے کرام و مفتیان عظام کی تصدیقات حاصل فرماکر الصوارم الھندیۃ علیٰ مکر الشیاطین الدیوبندیۃ کی صورت میں پیش فرماکر حقائق کو اظہر من الشمس اور باطل کی تابوت میں آخری کیل ٹھونک کر ثابت فرمادیا کہ ''الحق یعلو ولا یعلیٰ''۔

اسی ذات جامع الصفات کو دنیا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت سیدنا امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام نامی واسم سامی سے جانتی اور پہچانتی ہے اس ہستی ناپیدا کنار نے جہاں مذکورہ حملوں سے دین فطرت کی حفاظت فرمائی وہیں کئی مردہ سنتوں کو بھی زندہ فرمایا انہیں میں ''مسئلہ اذان ثانی جمعہ'' بھی ہے جسے لوگ خلاف سنت داخل مسجد دینے لگے تھے۔

مقصود تحریر یہ ہے کہ آپ نے اپنی ذات کو دین پاک کے لئے اس طرح وقف فرمادیا تھا کہ حق و باطل کے درمیان آپ کی شخصیت خط فاصل کی حیثیت اختیار کرگئی، اسی وجہ سے جب مسئلہ اذان خطبہ سے متعلق اہل بدایوں نے آپ پر مقدمہ درج کرایا تو صاحب عرس قاسمی واقف اسرار شریعت و طریقت حضور شاہ ابو القاسم اسمٰعیل حسن ملقب بہ ''شاہجی میاں'' قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارہرہ مطہرہ نے سیدنا مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک مکتوب میں یہ جملہ تحریر فرمایا جو آپ کی پوری زندگی کا غماز وعکاس وآئینہ دار ہے ''فقیر کو اس حملۂ نامرضیہ کا جو بظاہر آپ پر اور اصل میں دین اسلام پر ہے نہایت رنج ہے''۔ (مفاوضات طیبہ مکتوب نمبر ۱۸، ص ۱۵ مطبوعہ: رضائے خواجہ پبلیکیشن، اجمیر شریف)

یہ ایک تمثیل میں نے پیش کردی ورنہ اس طرح کے بیشمار مسائل ہیں جن کے اوپر سے برسوں سے پڑے ہوئے دبیز پردوں کو ہٹاکر ان کی حقیقتوں سے روشناس کرایا ثبوت کے طور پر آپ کی تصانیف آفاق عالم میں پھیلی ہوئی ہیں، آج کل کچھ دانشور کہلانے والے اور اپنے آپ کو بہت بڑا مفکر ومدبر گمان کرنے والے اس نظریہ کی نشرواشاعت میں تن دہی سے کام لے رہے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل محض اصولیات میں پیروی کا نام ہے اور فروعیات میں تحقیقات اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی مسلک اعلیٰ حضرت کے منافی نہیں ہے، اس نظریہ کو اگر فروغ دیا جائے اور سراہا جائے تو ہر ایرا غیرا نتھو خیرا اپنی تحقیق کہہ کر عمل بالتشہی کا مرتکب نظر آئے گا جو کہ حرام ہے اس طرح سے شریعت مصطفیٰ کا خون ہوکر رہ جائیگا اور زمانۂ حاضرہ و ماضی قریب کے بے شمار مسائل جن سے متعلق سرکار اعلیٰ حضرت

علیہ الرحمہ سے ماقبل فقہاء کے جزئیات میں صراحت موجود نہیں ہے ان میں ہر کوئی اپنے قیاس کے کبوتر کو اڑا کر ضلالت و گمر ہی کا شکار ہوتا دکھائی دے گا، اگر میرے دعوے کی دلیل چاہئے تو بایں طور خود آزما سکتے ہیں کہ تصانیف امام احمد رضا بالخصوص فتاویٰ رضویہ، جد الممتار، الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم وغیرہا کو کنارے رکھ کر موجودہ زمانے میں پیش آنے والے مسائل پر حل تلاش کریں۔

☆☆☆

(.........بقیہ ص ۴۶ کا)

کے خطوط مل جائیں اور انہیں یکجا کر دیا جائے تو وہ بھی مستقل ایک کتاب کی حیثیت رکھیں گے۔

آپ نے علمائے اہل سنت کی کتابوں پر جو تقریظیں تحریر کی ہیں وہ کثیر تعداد میں ہیں، انہیں بھی یکجا کیا جائے تو اردو نثر میں اضافہ ہوگا۔ مدارس، مساجد۔ مکاتب، تنظیم، تحریک، جن کا تعلق اہل سنت سے ہے، ان کے معائنے یا سرپرستی قبول کرنے کی تحریریں، یا تعاون کے سلسلے میں حضرت کی بابرکت تحریریں بھی اس قدر ہیں کہ انہیں یکجا کیا جائے تو نثریات اردو میں شاہکار ثابت ہوں گی۔

اس تحریر میں استاذی استاذ العلماء سلطان الفقہا، تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ رفیع الدرجات، آبروئے اہل سنن، مرجع اہل سنن، مرشد اجازت، شیخ طریقت، سراج المفسرین، فخر المحدثین سیدی وسندی، مولائی وملجائی، کنزی و ذخری لیومی وغدی حضرت علامہ مفتی مولانا شاہ محمد اختر رضا قادری، ازہری متعنا اللہ بطول حیاتہ کی انہیں تصانیف وتراجم، تحریرات کا تذکرہ کیا ہے جسے میں نے مطالعہ یا مشاہدہ کیا ہے۔

☆☆☆



جامعہ تجھ کو سلام

نتیجۂ فکر:- محمد افضل نوری مرکزی
جماعت ثامنہ، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

گہوارۂ علم و ادب اے جامعہ تجھ کو سلام
ہم سب کو تھی تیری طلب اے جامعہ تجھ کو سلام

میں تھا کہاں اک بے نوا تو نے دیا ایسا وقار
ہے مرکزی اپنا لقب اے جامعہ تجھ کو سلام

جو بھی ترا بد خواہ ہو جو بھی بُرا چاہے ترا
اس پہ خدا کا ہو غضب اے جامعہ تجھ کو سلام

گمنام تھا کوئی بھی واقف نہ تھا میرے نام سے
چمکا فقط تیرے سبب اے جامعہ تجھ کو سلام

احسان تجھ پہ جامعہ کے خوب ہیں افضل مگر
چل! رہنے بھی دیتے ہیں اے جامعہ تجھ کو سلام

☆☆☆

☆☆☆☆

تصانیفِ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

از: محمد یونس رضا مونس اویسی، ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

باسمہ تعالیٰ

جن کے علم وفضل کا زمانہ معترف ہے، جن کے تقویٰ و طہارت کی مثال نہیں ہے جن کے درس وتدریس کا عرب و عجم میں چرچا ہے، جن کے تحریروفتاویٰ فیصل کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کے محررہ تقاریظ ومعائنے سند کی حیثیت رکھتے ہیں ،جن کے حواشی وتراجم مبارکبادیاں پاتے ہیں۔جن کے تصانیف علمائے عرب وعجم سے خراج تحسین وصول کرتے ہیں، جن کے دست حق پرست پر بکنا معراج تصور کرتے ہیں ،جن سے کسی بھی طرح کی نسبت حاصل کرنا فخر سمجھتے ہیں، جن کے تلامذہ وخلفا زمانے میں فائق نظر آتے ہیں، جن کے حضور القاب وآداب کے انبار رہتے ہیں، جن پر مروجہ القاب وآداب جو علمائے کرام ومشائخ عظام کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، بدرجہ اتم زیب دیتے ہیں، وہ کوئی اور نہیں، کہیں اور نہیں بلکہ ہندوستان کے ایک درویش کامل ہیں جنہیں زمانہ تاج الشریعہ ،مرجع العلماء، شیخ الاسلام والمسلمین، امام ھمام، امیر الہند، آبروئے سنت، شیخ الکل، علامۃ الدہر، مفتی اعظم ہند، شیخ المشائخ، شیخ اعظم، مرشد کامل، جامع العلوم والفنون ،سراج المفسرین ،فخر المحدثین ،سلطان الفقہاء، نبیرۂ اعلیٰحضرت، جانشین مفتی اعظم سے جانتا اور پہچانتا ہے جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اسماعیل رضا ابن محمد ابراہیم رضا عرف محمد اختر رضا خاں متعنا اللہ بطول حیاتہ ہے۔یوں تو آپ کی خدمات دینی وملی کا احاطہ مشکل ہے اور اس کے لیے دفتر درکار ہے۔ آپ کی تحریری خدمات مندرجہ ذیل ہیں جو عرب وعجم میں اور ایشیا ویورپ میں ارباب اہل دانش سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

نمبر شمار	اسمائے کتب	زبان	تفصیل
۱	شرح حدیث نیت	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، ادارہ معارف رضا پاکستان
۲	ہجرت رسول	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا پاکستان
۳	آثار قیامت	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا پاکستان
۴	سنو چپ رہو	اردو	ادارہ معارف رضا پاکستان
۵	ٹائی کا مسئلہ	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی
۶	تین طلاقوں کا شرعی حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈپو خواجہ قطب بریلی
۷	تصویروں کا حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈپو خواجہ قطب بریلی

۸	دفاع کنز الایمان، ۲ جز	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا
۹	الحق المبین	اردو	مطبوعہ در ماہنامہ سنی دنیا
۱۰	ٹی، وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا
۱۱	القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق	اردو	المجمع الرضوی
۱۲	حضرت ابراہیم کے والد تارح یا آزر، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی
۱۳	کیا دین کی مہم پوری ہو چکی، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی
۱۴	جشن عید میلاد النبی، مقالہ	اردو	المجمع الرضوی
۱۵	متعدد فقہی مقالات، مقالے	اردو	مطبوعہ رغیر مطبوعہ
۱۶	سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی	اردو	مطبوعہ ماہنامہ سنی دنیا
۱۷	العطایا الرضویہ بالفتاویٰ الازہریہ	اردو	مطبوعہ رغیر مطبوعہ
۱۸	شرح بخاری شریف	اردو	آڈیو۔ مرتب کیا جارہا ہے
۱۹	تراجم قرآن میں کنز الایمان کی فوقیت	اردو	اس پر کام جاری ہے
۲۰	نوح حامیم کیلر کے سوالات کے جوابات (کفر، ایمان، تکفیر)	اردو	غیر مطبوعہ
۲۱	الحق المبین	عربی	مطبوعہ المجمع الرضوی
۲۲	الصحابة نجوم الاهتداء	عربی	مطبوعہ دار المقطم، مصر
۲۳	شرح حديث الاخلاص	عربی	المجمع الرضوی
۲۴	سد المشارع على من يقول ان الدين يستغني عن الشارع	عربی	دار المقطم، قاہرہ مصر
۲۵	تحقيق ان ابا ابراهيم تارح لا آزر	عربی	مطبوعہ دار المقطم قاہرہ، مصر
۲۶	نبذة حياة الامام احمد رضا	عربی	دار المقطم، قاہرہ مصر
۲۷	مراة النجديه بجواب البريلويه (حقيقة البريلوية)	عربی	دار المقطم، قاہرہ مصر
۲۸	الفرده شرح البرده	عربی	غیر مطبوعہ
۲۹	نهاية الزين	عربی	غیر مطبوعہ

۳۰	حاشية الازهری علی صحیح البخاری	عربی	مطبوعہ مجلس برکات
۳۱	حاشیه المعتقدوالمستمد	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی
۳۲	العطایا الرضویه بالفتاویٰ الأزهریه	عربی	غیر مطبوعہ
۳۳	سفینه بخشش (دیوان)	عربی اردو	مطبوعہ، متعدد بار
۳۴	انوار المنان فی توحید القرآن (ترجمه)	اردو	المجمع الرضوی
۳۵	المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند (ترجمه)	اردو	المجمع الرضوی
۳۶	الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی (ترجمه)	اردو	ادارہ سنی دنیا
۳۷	اهلاک الوہابین علی توہین القبور المسلمین (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی
۳۸	شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (تعریب)	عربی	شائع از سعودی مطبع کا نام نہیں ہے
۳۹	الهاد الکاف فی حکم الضعاف (تعریب)	عربی	دار السنابل دمشق
۴۰	برکات الامداد لاهل الاستمداد (تعریب)	عربی	جمعیۃ رضا المصطفیٰ، کراچی
۴۱	عطایا القدیر فی حکم التصویر (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی
۴۲	تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی
۴۳	قوارع القهار فی رد المجسمة الفجار (تعریب)	عربی	طباعت کے لئے تیار ہے
۴۴	الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء (تعریب)	عربی	دار النعمان دمشق

۴۵	سبحان السبوح (تعریب)	عربی	طباعت کے لئے تیار ہے
۴۶	القمع المبين لا مال المكذبين	عربی	طباعت کے لئے تیار ہے
۴۷	النهي الاكيد (تعريب)	عربی	طباعت کے لئے تیار ہے
۴۸	حاجز البحرين (تعريب)	عربی	طباعت کے لئے تیار ہے
۴۹	فقه شهنشاه وان القلوب بيد المحبوب بعطاء والله (تعريب)	عربی	المجمع الرضوی
۵۰	ملفوظات تاج الشريعه	اردو	غیر مطبوعہ
۵۱	تقديم تجلية السلم فى مسائل نصف العلم	اردو	مطبوعہ اختر بک ڈپو خواجہ قطب بریلی شریف
۵۲	ترجمه قصيدتان رائعتان	اردو	غیر مطبوعہ
۵۳	Few English Fatawa	انگلش	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا بریلی شریف
۵۴	ازہر الفتاویٰ	انگلش	مطبوعہ حبیبی دارالافتاء ڈربن ساؤتھ افریقہ
۵۵	ٹائی کا مسئلہ	انگلش	ادارہ سنی دنیا
۵۶	A Just Answer to the beased author	انگلش	مطبوعہ، از: ساؤتھ افریقہ (مطبع کا نام نہیں ہے)
۵۷	Azharul Fatawa	انگلش	غیر مطبوعہ

نوٹ: مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ بشکل آڈیو، قصیدۂ بردہ کی عربی شرح بخاری شریف کا اردو میں درس، انٹرنیٹ پر ہر اتوار کو بعد نماز عشاء آن لائن، عربی سوال کا عربی میں انگلش سوال کا انگلش میں، اردو سوال کا اردو میں جواب، انٹرنیٹ پر موجود ہے، اللہ تعالیٰ اہل علم عقیدت مندوں میں سے کسی کو توفیق بخشے اور اسے تحریر کا جامہ پہنا کر منظر عام پر لے آئے۔

جن کتابوں کا آپ نے ترجمہ فرمایا ہے خواہ عربی میں ہوں یا اردو میں ان پر آپ کا حاشیہ بھی ہے، میں نے صرف المعتقد مع المعتمد المستند کے حاشیہ کا تصانیف میں تذکرہ کیا ہے، ان حواشی کو بھی آپ کی تصانیف میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

دوران مطالعہ مرکزی دارالافتاء میں، میں نے دیکھا کہ وہ کتابیں جو حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے زیر مطالعہ رہیں ہیں ان میں سے بعض کتابوں پر آپ کی تعلیقات وحواشی ہیں، انہیں میں نے تحریرات تاج الشریعہ میں شمار نہیں کیا ہے۔

آپ نے جو خطوط لکھے ہیں بعض کی کاپی دارالافتاء میں تھیں انہیں میں نے پڑھا ہے، وہ زبردست علمی ہیں، اگر حضرت (بقیہ ص ۴۲/ پر......)

بم دھماکہ محروسین کی رہائی پر سیاست

از: محمد یوسف، ممبئی، 08149902086

شہر مالیگاؤں پر ۵ رسال سے طاری طویل تندسیاہی چھٹ چکی ہے۔ شب برأت بم دھماکے میں گرفتار ۹ ر ملزمین کی ضمانت پر رہائی عمل میں آچکی ہے۔ عدالت کے خوش آئند فیصلے پر تمام ۹ ر ملزمین میں سے ۷ ر ملزمین اپنے آبائی وطن پہنچ گئے ہیں۔ اہلیانِ شہر نے ان ۷ ر ملزمین کا والہانہ استقبال کیا۔ پوری رات جاگ کر مٹھائیاں اور مبارک بادیاں تقسیم کی گئیں۔ جس وقت یہ ۷ ر ملزمین مشاورت چوک پر (جہاں بم دھماکہ ہوا تھا) پر پہنچے، ہزاروں کے جم غفیر نے ان کا استقبال پھولوں سے، دعاؤں سے، نیک تمناؤں سے، خوشی سے لبریز اشک بار آنکھوں سے کیا۔ بڑا ہی جذباتی اور رقت آمیز منظر تھا۔ ہر کوئی بے حد مسرور تھا۔ پاورلوم کے مزدوروں نے اپنے اپنے پاورلوم بند کر کے، ٹھیلہ گاڑی والے، چھوٹا بڑا دھندہ کرنے والوں نے اس دن اپنا کاروبار بند رکھ کر ان محروسین کا استقبال کیا۔ کئی ہوٹل مالکان خوشی سے سرشار ہوکر چائے مفت میں تقسیم کیے۔ غرض ہر کوئی اپنی خوشیاں دوسروں سے بانٹ رہا تھا۔

لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ اس خوشی کے موقع پر سیاست کے دلال، موقع پرست، ابن الوقت، ملت فروش سیاست دانوں میں ملزمین کی رہائی کا سہرا اپنے گلے میں باندھنے کے لیے بیان بازی، اخبارات میں بڑے بڑے فوٹو چھپوا کر مبارک بادیاں وصول کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ گویا ان سے بڑا ملت کا غم خوار، ہمدرد اور محروسین کا سچا ساتھی کوئی نہ ہو۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے جوں ہی ۷ ر ملزمین کا قافلہ شہر میں داخل ہوا۔ ان ملت فروش سیاست دانوں نے قومی، ملی اور مذہبی تنظیموں اور معروف و غیر معروف لیڈران رہائی کا کریڈٹ لینے کے لیے اخبارات میں بڑے بڑے بیانات داغنا شروع کردیئے۔ ڈیجیٹل ہورڈنگ، بینروں، پوسٹروں اور ریاستی و مرکزی لیڈران کے فوٹو کے درمیان اپنے فوٹو لگوا کر مبارک بادیوں کا طویل سلسلہ شروع کردیا، جو آج تک جاری ہے۔ ہر سیاسی پارٹی کے ورکر و رہنما یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ رہائی ہماری پارٹی کی وجہ سے عمل میں آئی۔

کچھ سیاست داں تو اس سے بھی نیچے اُتر کر اپنے حواریوں کو چائے پلا پلا کر، گھر کا خرچ دے کر اپنی جھوٹی تعریفیں کروا رہے ہیں۔ پارٹی آفس میں اس طرح بیٹھتے ہیں گویا پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں۔ اپنے آپ کو قوم کا سر سید، صلاح الدین ایوبی، محمد علی جوہر اور نہ جانے کیا کیا کہلوا رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح بیل گاڑی کے نیچے چلنے والا کتا سمجھتا ہے کہ گاڑی وہ خود ہی کھینچ رہا ہے۔

مالیگاؤں مہانگر پالیکا کا الیکشن ہونے والا ہے۔ شہر میں اکثر و بیشتر سیاسی پارٹیاں اپنا وجود کھو چکی ہیں۔ اپنی

بچی کھچی ساکھ کو بحال کرنے، برقرار رکھنے کے لیے محروسین کی رہائی کے عمل کو اپنے سے منسوب کرکے دوبارہ عوام میں آنا چاہتی ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے راکھی ساونت بابارام دیو سے شادی کرکے میڈیا میں آنا چاہتی تھی۔ ایسے میں ممبئ شہر کے لیڈران کہاں خاموش بیٹھتے۔ یہاں سے بھی قوم وملت کولوٹنے والا سیاسی ٹولہ اپنے زرخرید ورکروں کے ساتھ مالیگاؤں آدھمکا۔ ایسی دھواں دھار تقریریں کیے کہ اللہ کی پناہ فرعون کی روح بھی انہیں اپنا سچا جانشین مان کر انہیں مبارکبادیاں دینے کے لئے بے چین ہوگی۔قوم وملت کے درد میں مگر مچھ کے آنسو اس شدت سے بہائے گئے کہ ہمیں بے ساختہ میر تقی میر کا شعر یاد آ گیا۔ع

یارو! شب فراق میں رویا میں اس قدر
تھا چوتھے آسمان پر پانی کمر کمر

قارئین کرام! مبارکباد، داد وتحسین، لائق صد احترام، فخر قوم وملت اور اعزاز واکرام کے قابل وہ زبانوں کی صدائے دردمند ہیں جن کی دعائیں بارگاہ رب کعبہ میں مقبول ہوئیں، قابل ستائش وہ مذہبی، ملی اور سیاسی جماعتوں کے کارندے ہیں جو روز اول سے ان محروسین کے لئے مالیگاوں سے ممبئ اور ممبئ سے دہلی تک اپنا آرام وسکون، اپنے بال بچوں ودوست احباب سے دوررہ کر جد وجہد کررہے تھے۔ مبارکباد کے قابل وہ مائیں، بہنیں، بزرگ اور ملت کے وہ نونہالان ہیں جو روزے رکھ کر، صدقہ وخیرات کرکے اللہ کے حضور گڑگڑا کر ان محروسین کے ساتھ ساتھ اسلحہ معاملہ میں گرفتار ملزمین کی رہائی کے لئے دست بدعا ہیں، مبارکباد کے قابل وہ مبارک ہستیاں ہیں جو عالم اسلام کے مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں، مبارکباد کے قابل وہ دعائیں مانگنے والے ہیں جن کی دعائیں رب ذوالجلال کی بارگاہ بے کس پناہ میں قبول ہوئی اور اسیما نند جیسا کٹر فرقہ پرست نے ۳۰ ہزاری عدالت دہلی کے معزز جج صاحب کے سامنے بم دھماکوں میں ملوث ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے گناہوں پر نادم ہوا۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا شب برات بم دھماکوں کے محروسین کی ضمانت پر رہائی کا کریڈٹ لینے والے نام نہاد سیاسی پارٹیاں، لیڈران، وزراء اور مذہبی وملی تنظیمیں اسلحہ ضبطی معاملے میں گرفتار ملزمین کی رہائی کا بھی سبب بنیں گے یا ان محروسین کی ضمانت پر رہائی کے بعد اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجدوں میں داخل ہوکر بے حسی کی میٹھی میٹھی نیندوں میں کھوجائیں گے؟

ہمیں ان ملت فروش سیاسی لیڈران کے مکروفریب سے دوررہ کر خالص ملی مفاد کے لئے اتحاد بین المسلمین کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام مکتبہ فکر کے لوگ، علماء اور سیاسی وسماجی تنظیموں کے ذمہ داران کو سر جوڑ کر ملت کے بقیہ تمام معاملات میں بھی اسی اتحاد کا مظاہرہ کرنا ہوگا جس طرح آپ مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھتے ہوئے بھی اپنے شہر کے محروسین کی رہائی کی خوشی میں مشاورت چوک میں جمع کر جس اتحاد کا مظاہرہ کیا تھا بالکل اسی طرح ملت کو درپیش تمام مسائل کو باہمی افہام وتفہیم سے مل جل کر حل کریں تاکہ دوسروں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ ملے۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY

Regd. No. U.P./BR/28/11/12
Annual Subscription Rs. (180) Per Copy (15)

دُنیائے سُنّیت کی عظیم درسگاہ

جامعۃ الرضا

مرکز الدراسات الإسلامیۃ

بریلی شریف یوپی، ھند











لائف ٹائم مفت اسلامی SMS (Only for India)

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS چل رہا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں Join MarkazSMS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔ صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے، اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیلنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MarkazSMS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔

مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

مارچ ۲۰۱۲ء

March 2012

اوزان جدید سے نصاب کا تعین

بہتّر فرقے ہمیشہ جہنم میں

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جن کو تاریخ۔۔

تُف ہے ایسی مصلحت پر

ادارہ منہاج القرآن کے وابستگان۔۔

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

مالک و نگراں:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

جلد: ۳۲ | مارچ ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۳

ترجمان سواد اعظم اہل سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی
مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیر عاطفت — زیر عنایت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ
حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیر سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

ترئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی، ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے — زر سالانہ: ۱۸۰ روپے — بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے — لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543
فون: 0581-3291453, 2472166

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ رسوداگران بریلی شریف (یوپی)

Visit us. www.hazrat.org
www.alahazrat.in

E-mail: asjadaraza@gmail.com, atiq_shujamalik@yahoo.com, Sunniduniya@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دار الافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

اشاریہ

صفحہ نمبر	مضمون نگار	مضامین	نمبر شمار
۳	یونس رضا مونس اویسی	اداریہ	۱
۵	اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ	تجلیات نعت	۲
۶	کنز الایمان	ضیائے قرآن	۳
۷	علامہ محمد عسجد رضا قادری	بہار حدیث	۴
۸	مرکزی دار الافتاء	فتاویٰ مرکزی دار الافتاء	۵
۱۵	مفتی محمد صالح صاحب رضوی	اوزان جدیدے نصاب کا تعین	۶
۱۹	مولانا رضوان احمد نوری	بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں	۷
۲۷	مولانا محمد افضل حسین اویسی	آپ کی خاطر بنائے دو جہاں	۸
۲۹	محمد عمران رضا سنبھلی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جن کو تاریخ......	۹
۳۲	یونس رضا مونس اویسی	تف ہے ایسی مصلحت پر	۱۰
۳۵	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	ادارہ منہاج القرآن کے وابستگان......	۱۱
۴۰	علامہ محمد کوثر حسن قادری	دینی سوال	۱۲
۴۵	ادارہ	امام احمد رضا ٹرسٹ کی سالانہ رپورٹ	۱۳
۴۸	ادارہ	جامعۃ الرضا کے فارغین	۱۴
۰۰			۱۵
۰۰			۱۶

عرس اعلیٰ حضرت درحقیقت اسلامی سیمینار ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ اداریہ: .... یونس رضا مونس اویسی

امام اہل سنن فخر زمن سیدی اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، کنز الکرامت، جبل الاستقامت، حضرت شاہ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ العزیز کا ۹۳، واں عرس سراپا قدس بڑی تزک واحتشام کے ساتھ ۱۸، ۱۹، ۲۰، جنوری ۲۰۱۲ء کو منایا گیا عرس رضوی کی جملہ تقریبات حسب سابق تھیں، اس مرکزی عرس کی جو ایک امتیازی شان ہے اس میں روز بروز ترقی ہے، یہ عقائد اسلام، مسائل حنفی کی نشر واشاعت پر مشتمل ہوتا ہے، پوری دنیائے سنیت میں ایک نیا جوش وخروش ہوتا ہے، بے شمار مشائخ، علماء، فضلا، مفتیان کرام کا ورود مسعود سرزمین بریلی پر ہوتا ہے دس یوم پوری بریلی میں رحمت وانوار کی برسات ہوتی ہوئی نظر آتی ہے، جدھر نگاہ کیجئے ہر طرف مسائل شرعیہ پر علماء محو گفتگو نظر آتے ہیں کہیں بزرگوں کا تذکرہ تو کہیں لانیحل مسئلہ پر گفتگو، کہیں عقیدۂ اسلام کا چرچا تو کہیں بد مذاہب کے عقائد ونظریات کا رد، کہیں جدید مسائل پر بحث تو کہیں مشائخ سے ملنے کا اشتیاق، کہیں نئی کتابوں کی اہمیت وافادیت تو کہیں کسی کی تقریر سننے کا شوق، کہیں بہترین نعت ومنقبت کے طرف جھکاؤ الغرض جدھر جدھر نظر اٹھائیں گے کم وبیش ایسا ہی منظر نظر آئے گا، اس لئے یہ نہ صرف اعلیٰ حضرت کا عرس ہے بلکہ یہ سالانہ فقہی سیمینار، دینی کتب کی نشر اشاعت سیمینار ہے، یہ محض ڈینگ یا ہوائی فائرنگ نہیں یقین نہ آئے تو عرس رضوی کے مناظر آکر مشاہدہ کرلیں۔

عرس رضوی کی تقریبات متعدد مقام پر بریلی شریف میں منعقد ہوتی ہیں کہ زائرین عرس کا کسی ایک جگہ پروگرام میں شریک رکھنے کیلئے ہال یا میدان میں گنجائش نہیں ہوتی تقریبات جو اہم ہیں وہ حسب ذیل ہیں،

۲۳، صفر المظفر ۱۴۳۳ھ/ ۱۸ جنوری ۲۰۱۲ء: بعد نماز فجر قرآن خوانی ونعت ومنقبت، بعدہٗ سرکار مفسر اعظم حضرت علامہ شاہ محمد ابراھیم رضا خاں وحجۃ الاسلام، جمال الاولیاء علامہ شاہ حامد رضا خاں قادری قدس سرہما العزیز کا قل شریف۔

۲۴، صفر المظفر ۱۴۳۳ھ/ ۱۹ جنوری، ۲۰۱۲ء: بعد نماز فجر قرآن خوانی ونعت ومنقبت، رات میں ا ربجکر ۴۰ ر منٹ پر سرکار مفتی اعظم کا قل شریف۔

۲۵ رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ/ ۲۰ جنوری ۲۰۱۲ء: بعد نماز فجر قرآن خوانی ونعت ومناقب، دوپہر دو بجکر ۳۸ منٹ پر سرکار اعلیٰ حضرت کا قل شریف۔

ملک الفقہا، استاذی لکریم، سراج المفسرین، شیخ المحدثین، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ النورانی، جانشین مفتی اعظم، قائم مقام مفتی اعظم ہندوستان، کی سرپرستی میں بھی مندرجہ بالا تقریبات منعقد ہوئیں، ان ایام میں ہر آنے والا مزار اقدس پر حاضری کے بعد جس کے لئے زیادہ کوشاں رہتا ہے وہ ہے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا دیدار، ان کے

دست حق پرست پر بیعت، ان سے مصافحہ، ان کی وعظ ونصیحت سننے کا شوق ولگن اس لئے دفتر ماہنامہ سنی دنیا میں لاؤڈ اسپیکر کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس پر مسلسل یہ اعلان نشر کیا جاتا ہے کہ کب کہاں اور کس وقت حضور تاج الشریعہ مدظلہ سے ملاقات ہوگی۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ان ایام میں بالخصوص ۲۳ تا ۲۵ حسب ذیل اوقات ومقام پر ملاقات فرمایا کرتے ہیں۔

۲۳ رصفر کو ۹ ریا ۱۰ ربجے ازہری گیسٹ ہاؤس میں رونق افروز ہوتے ہیں، ا ر ۲ ربجے دوپہر تک رہتے ہیں پھر بعد نماز عصر، بعد نماز مغرب، قیام گاہ پر پھر تقریباً ۱۱ ربجے رات ازہری گیسٹ ہاؤس میں اسٹیج پر رونق افروز ہوتے ہیں جس میں سرکار مفسر اعظم وسرکار حجۃ الاسلام کا قل ہوتا ہے، ۲۴ صفر المظفر کو دن میں ۹ ر تا ۲ ربجے ملاقات فرماتے ہیں پھر بعد نماز عصر یا مغرب ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' کی سالانہ میٹنگ میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ جس میں ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' کے سکریٹری حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں قادری ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا ٹرسٹ، کی سالانہ کارکردگی پیش کرتے ہیں اور اسی میں آئندہ کے لئے کچھ رہنما خطوط طے ہوتے ہیں۔ رات میں ''امام احمد رضا کانفرنس'' جامعۃ الرضا کے وسیع میدان میں منعقد ہوتی ہے جس میں ملک وبیرون ملک کے علماء ومشائخ رونق ممبر ہوتے ہیں، جامعہ سے فارغ ہونے والے طلبائے کرام کی دستار ہوتی ہے۔ اس سال اس کانفرنس میں یمن کے مشہور عالم دین، صوفی شیخ، حنفی مفتی شیخ قاسم القریم یمنی زبیدی مدظلہ العالی بھی تھے جن کی شاندار لاجواب خطابت ہوئی اس کا ترجمہ بھی مولانا مختار الحسن صاحب چرہ محمد پور نے کیا۔ سلطان الاساتذہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ کا بھی نصیحت افروز بیان ہوا۔ آپ نے متعدد کتابوں کا اجرا بھی فرمایا جسے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے قلمبند فرمایا تھا حضرت مفتی ڈاکٹر محمد ارشاد ساحل شہسرامی مدظلہ العالی کی تصنیف ''دائرہ قادریہ بلگرام شریف'' اور دیگر سنی مصنفین کی کتابیں بھی شامل تھیں۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا بھی مختصر جامع خطاب ہوا، دوران خطابت آپ نے رئیس الاتقیاء حضرت علامہ مولانا سید اویس مصطفیٰ قادری واسطی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ صغرویہ قادریہ رزاقیہ برکاتیہ بلگرام شریف کو ضلع ہردوئی کا قاضی شرع مقرر فرمایا اور اسی کانفرنس میں اعلان بھی فرمادیا جس پر حاضرین نے سبحان اللہ ماشاء اللہ کی صدائیں بلند کیں۔ آپ کی طرف سے حضرت مفتی محمد اختر حسین صاحب جمداشاہی نے گیارہ نصیحت قوم مسلم کے لئے پڑھ کر سنایا جو مختلف امور پر مشتمل تھیں۔ حضرت علامہ عسجد رضا صاحب حضرت علامہ سلمان رضا صاحب حضرت علامہ شعیب رضا صاحب، حضرت سید شاہ غیاث الدین صاحب کالپی شریف، حضرت علامہ سید شاہ شاہد علی رضوی، رامپور، حضرت علامہ سید اویس مصطفیٰ صاحب بلگرام شریف، حضرت علامہ غلام زرقانی صاحب، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ردولوی، حضرت علامہ جلال الدین صاحب، مبارکپور، حضرت علامہ زرتاب رضا صاحب پیلی بھیت، ان کے علاوہ بہت سے علماء ومشائخ رونق اسٹیج رہے۔ ا ربجکر ۴۰ رمنٹ پر سرکار مفتی اعظم کا قل شریف ہوا بعدہٗ لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ صلوٰۃ وسلام اور حضور تاج الشریعہ کی دعا پر مجلس اختتام کو پہنچی۔ ۲۵ رصفر کو ''ازہری گیسٹ ہاؤس'' میں ۹ ربجے پروگرام شروع ہوا۔ وہاں بھی بہت سے شعراء وخطبا نے خراج عقیدت پیش کیا۔



تجلیات نعت



آقائے نعمت دریائے رحمت مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہے بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
مصحف عارض پہ ہے خط شفیعہ نور کا
لو سیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا
اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
سرگزشتہ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر
بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار ہا آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر
مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر
کس تمنا پر جئیں یارب اسیران قفس
آچکی بادِ صبا باغ مدینہ چھوڑ کر
بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر
حشر میں ایک ایک کا مونھ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جوان کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

جب کبھی ہم نے غم جاں کو بھلایا ہوگا
غم ہستی نے ہمیں خون رُلایا ہوگا
دامنِ دل جو سُوئے یار کھنچا جاتا ہے
ہو نہ ہو اس نے مجھے آج بُلایا ہوگا
آنکھ اُٹھا کر تو ذرا دیکھ مرے دل کی طرف
تیری یادوں کا چمن دل میں سجایا ہوگا
گردشِ دور ہمیں چھیڑ نہ اتنا ورنہ
اپنے نالوں سے ابھی حشر اُٹھایا ہوگا
ڈوب جائے نہ کہیں غم میں ہمارے عالم
ہم جو رو دیں گے تو بہتا ہوا دریا ہوگا
سوچئے کتنا حسیں ہوگا وہ لحظہ اختر
سر بالیں پہ دم مرگ وہ آیا ہوگا

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۱۲۴/۱۲۱

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما {۲۳۱} بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا (۱۲۷) اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا {۲۳۲} اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرماں بردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما {۲۳۳} بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان (۱۲۸) اے رب ہمارے اور بھیج ان میں {۲۳۴}

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

{۲۳۱} پہلی مرتبہ کعبۂ معظمہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی اور بعد طوفان نوح پھر ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر تعمیر فرمائی یہ تعمیر خاص آپ کے دست مبارک سے ہوئی اس کے لئے پتھر اٹھا کر لانے کی خدمت وسعادت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو میسر ہوئی دونوں حضرات نے اس وقت یہ دعا کی کہ یارب ہماری یہ طاعت وخدمت قبول فرما {۲۳۲} وہ حضرات اللہ تعالیٰ کے مطیع ومخلص بندے تھے پھر بھی یہ دعا اس لئے ہے کہ طاعت واخلاص میں اور زیادہ کمال کہ طلب رکھتے ہیں ذوق طاعت سیر نہیں ہوتا سبحان اللہ۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست {۲۳۳} حضرت ابراہیم واسماعیل علیہم السلام معصوم ہیں آپ کی طرف سے توبہ تواضع ہے اور اللہ والوں کے لئے تعلیم ہے۔ مسئلہ: کہ یہ مقام قبول دعا کا ہے اور یہاں دعا و توبہ سنت ابراہیم ہے {۲۳۴} یعنی حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل کی ذریت میں یہ دعا سید انبیاء ﷺ کے لئے تھی یعنی کعبہ معظمہ کی تعمیر کی عظیم خدمت بجالانے اور توبہ واستغفار کرنے کے بعد حضرت ابراہیم واسماعیل نے یہ دعا کی کہ یارب اپنے محبوب نبی آخر الزماں ﷺ کو ہماری نسل میں ظاہر فرما اور یہ شرف ہمیں عنایت کر یہ دعا قبول ہوئی اور ان دونوں صاحبوں کی نسل میں حضور کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا اولاد حضرت ابراہیم میں باقی انبیاء حضرت اسحاق کی نسل سے ہیں۔ مسئلہ: سید عالم ﷺ نے اپنا میلاد شریف خود بیان فرمایا امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا بحالیکہ حضرت آدم کے پتلہ کا خمیر ہو رہا تھا۔ میں تمہیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں میں دعائے ابراہیم ہوں بشارت عیسیٰ ہوں اپنی والدہ کی اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھی اور ان کے لئے ایک نور ساطع ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوانوں قصور ان کے لئے روشن ہو گیا اس حدیث میں دعائے ابراہیم سے یہی دعا مراد ہے جو اس آیت میں مذکور ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آخر زمانہ میں حضور سید انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا الحمد للہ علیٰ احسانہ (جمل وخازن)

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، حضرت مولانا ابو حسام محمد عسجد رضا خاں قادری بریلی شریف

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اسکے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اس کے ایک سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں آئندہ سال دنیا میں رہا تو ضرور نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رجب میں ایک دن اور رات ہے، جو اس دن کا روزہ رکھے اور وہ رات نوافل میں گذارے سو برس کے روزوں اور سو برس کی شب بیداری کے برابر ہو، اور وہ ۲۷/ رجب ہے۔ اسی تاریخ میں اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا ھذا منکر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رجب میں ایک رات ہے اس میں عمل نیک کرنے والے کو سو برس کی نیکیوں کا ثواب ہے۔ اور وہ رجب کی ستائیسویں شب ہے، جو اس میں بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت اور ہر دو رکعت پر التحیات اور آخر میں سلام پھر بعد سلام سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر سو بار، استغفار سو بار، درود سو بار، اور اپنی دنیا و آخرت سے جس چیز کی چاہے دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی سب دعائیں قبول فرمائے سوائے اس دعا کے جو گناہ کے لئے ہو۔ ھو اضعف من الذی قبلہ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ستائیس رجب کو مجھے نبوت عطا ہوئی جو اس دن کا روزہ رکھے اور افطار کے وقت دعا کرے دس برس گناہوں کا کفارہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے ستائیس رجب کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ مہینے تک روزوں کا ثواب لکھتا ہے، اور وہ دن ہے جس میں حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لیکر نازل ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان کے بعد سب سے افضل شعبان کے روزے ہیں۔ تعظیم رمضان کے لئے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دس دنوں سے زیادہ کسی دن کا عمل صالح اللہ عزوجل کو محبوب نہیں صحابۂ کرام نے عرض کی یارسول اللہ اور نہ راہ خدا میں جہاد؟ فرمایا اور نہ راہ خدا میں جہاد مگر وہ کہ اپنی جان و مال لے کر نکلے پھر ان میں سے کچھ واپس نہ لائے۔

[جامع الاحادیث جلد ۲]

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ :امام نماز پڑھا رہا ہے اور پیچھے مقتدی کی صف بالکل بھری ہوئی ہے جلدی میں ایک نمازی آیا تو صف کے کدھر سے آدمی کھینچے؟ بیچ میں سے یا ایک طرف سے اگر کنارے سے کھینچ کر بیچ میں ہے تو اسکی نماز ہوگی یانہیں؟ اگر مقتدی امام سے کہے کہ کچھ نہیں جانتے ہوتو اسکے لئے کیا حکم ہے؟ جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد نجم الدین

محلہ انگلش گنج بریلی شریف

الجواب:- آج کل عوام مسئلہ سے بے خبر ہیں اسلئے حکم ہے کہ کنارے کے آدمی کی پشت پر ہاتھ رکھدے وہ اگر مسئلہ سے واقف ہوگا۔ کچھ توقف کر کے اپنے سے کھنچ آئے گا ورنہ یہ نیت باندھ لے اب کھڑا نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۳۹۱)

امام سے بلا وجہ کچھ کہنا ناجائز اور باعث ایذا ہے حدیث پاک میں ہے من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ یعنی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی جس سے توبہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

کیا فرماتے ہیں علمائے شرع مفتیان اس مسئلہ کے بارے میں کہ:(۱) لڑکا دس سال کی عمر میں نماز پڑھنے کے لائق صحیح طور پر ہو جاتا ہے اور اسی وقت سے طریقہ پر نماز پڑھنے لگتا ہے متبع سنت ہو جاتا ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص بالغ ۳۰ رسال کے بعد سے نماز شروع کیا اور اس نے پچھلا بیس سال کی نماز ترک کر دیا اس شخص کیلئے کیا کام کر دیں جو صحیح معنی ان کی پچھلا بیس سال کی نماز مکمل ہو جائے ایسا جواب آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں دیں اور صحیح معنی میں احکام شرعیہ کا پابند بن جائے اس کا جواب مکمل طریقے پر دیں فقط والسلام۔

ناچیز خادم غلام معین الدین اشرف نعیمی

آل انڈیا رضائے غوثیہ، نواب عبد الطفیف اسٹریٹ کلکتہ

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:- دس سال کی عمر میں بچہ کو نماز پڑھانے کیلئے مارنے کا حکم ہے کہ بعد بلوغ نماز کا عادی ہو جائے صحیح تعلیم وتربیت بچہ کی کی جائے تو ایسا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے کہ بچہ پکا نمازی صحیح طور سے نماز پڑھنے لگتا اور متبع سنت ہو جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بعد بلوغ جتنی نمازیں قضا ہوئی ہوں انہیں جلد ادا کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

حضرت مولانا مفتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل

کے مسائل میں کہ: (۱) صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں ؟ بالغ ہونے کے بعد سے اس کی نمازوں کا حساب کیا ہے؟
(۲) امام کی غیر موجودگی میں جب نماز کا وقت آچکا ہو تو امام کا انتظار کریں یا نہیں؟
(۳) امام کی غیر موجودگی میں سب لوگ داڑھی منڈے ہوں تو نماز جماعت سے ادا کریں یا نہ کریں، کیا جماعت کریں تو ان میں امام کون ہو؟

الجواب:- جس کی پے در پے چھ نمازیں قضا نہ ہوئی ہوں وحد الكثرة ان تصير الفوائت ستابخروج وقت الصلاة السادسة اور کثرت کی حد یہ ہے کہ فوت شدہ نمازیں چھ ہوں اور چھٹا نماز کا وقت نکل چکا ہو (عالمگیری) اور درمختار میں ہے: فان كثرت و صارت الفوائت مع الفائتة ستاظهر صحتها۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) وقت میں وسعت ہو اور اس کی آمد جلد متوقع ہو تو اس کا انتظار کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۳) تنہا پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسائل ذیل میں کہ: بکر جب تکبیر کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اول بآواز بلند تعوذ و تسمیہ و درود شریف پڑھتا ہے بعد میں تکبیر شروع کرتا ہے کیا یہ کسی حدیث اور فقہ سے ثابت ہے یا کسی صحابی کا یا بزرگان دین کا عمل رہا یا اور کچھ تکبیر سے قبل بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے؟ تو اس عمل کو کیا قرار دیا جائے مفصل و مدلل بیان سے نوازیں۔
(۲) میت کو دفن کرنے کے بعد سورۂ بقر کے اوّل و آخر قبر پر ایک شہادت کی انگلی گاڑ کر پڑھنی چاہیے یا ہاتھ باندھ کر یا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا چاہئے؟
(۳) قبر پر بعد دفن اور جب زیارت کو بعد میں جائے تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہئے یا بغیر ہاتھ اٹھائے اگر پہلی صورت درست ہے تو حدیث شریف مطلوب ہے۔
(۴) قبر سے یعنی میت کو دفن کر کے آتے وقت واپسی پر چالس قدم چل کر ایک شخص کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور کہنا مخصوص ہے۔
(۵) پھر بعد دفن مدفون کے گھر پہنچ کر خاص اس جگہ پر کہ جہاں میت کو غسل دیا ہے فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور دوسری جگہ پر نہ پڑھنا کیسا ہے اس کا جواب مطلوب ہے؟
(۶) امام کا نماز فرض ادا کر لینے کے بعد اور وہیں کھڑے ہو کر سنت و نوافل ادا کرنا کیسا ہے اور فرض نماز کے بعد بآواز بلند دعا مانگنا کیسا ہے؟ اور پھر سنت و نوافل ادا کرنے کے بعد امام کا بلند آواز سے صرف چند دعائیں۔ عربی میں مانگنا اور اس پر لوگوں کا آمین کہنا کیسا ہے اور دوسری نماز سنت و نوافل ادا کرنے میں اور یہ امام و مقتدی اتنی زور سے دعاء میں آمین کہتے ہیں کہ مسجد گونج جاتی ہے اور مقتدی صرف معمولی پڑھے لکھے ہیں انکی نماز میں خلل پڑتا ہو گا تو یہ کل طریقہ دعا کا کیسا ہے؟
(۷) چرم قربانی فروخت کر کے اس کے پیسے کو مدرسہ کی عمارت میں لانا کیسا ہے جبکہ وہاں صرف قرآن و قاعدے کی تعلیم ہوتی ہے مدلل و مفصل بیان فرمائیں اسکی کیا صورت کرنا چاہیے ان سب کا جواب مطلوب ہے۔

المستفتی: عبدالقدیر

الجواب:- تکبیر سے پہلے تعوذ و تسمیہ اور درود شریف پڑھنا حدیث میں منقول نہ ہوا مگر آمین بھی ثابت نہیں اور اسے محض اس وجہ سے ناجائز و بدعت جاننا کہ حضور صحابہ و تابعین سے ثابت نہیں وہابیہ کی حماقت ہے کہ منقول نہ ہونا سرے

سے نہ ہونے کی دلیل ہی کیا ہے اور بالفرض نہ ہوتا مان لیں تو محض اتنی سی بات کہ حضور صحابہ وتابعین نے نہیں کیا ہے کوئی امر حرام نہیں ہو جائے گا۔حرام وہی ہے جسے خدا اور سول نے حرام فرمایا ہے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ نے تحفہ اثناعشریہ میں تحریر فرمایا'' نہ کردن چیزے چیزے دیگر است'' واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کیفیت نظر سے نہ گزری واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مطلق دعا کے آداب سے ہے اور یہ حکم صحاح ستہ کی احادیث سے ثابت ہے حصن حصین میں ہے:-اداب الدعاء منها بسط اليدين ورفعها یہاں بھی یہی حکم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دعا میت کے نزدیک ٹھہر کر مانگنا بہتر ہے اگر چہ یہ صورت مذکورہ میں بھی جائز ہے مگر یہ اعتقاد کہ اس صورت خاصہ میں دعا مانگنا چاہیے یا یہی بہتر ہے باطل ہے اور لحد پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے جبکہ عوام کے خیالات باطلہ سے خصوصیت کا اعتقاد نہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) سنن ونوافل کیلئے جگہ بدلنا بہتر ہے۔اور بآواز بلند دعا وذکر جائز ہے جبکہ دوسرے مصلّیان کو تشویش نہ ہو امام و مقتدی پر لازم کہ اتنے زور سے دعا مانگیں کہ مصلیان کو تشویش نہ ہو اور مسنون یہ ہے کہ فرضوں کے بعد مختصر دعا مانگیں کہ اس میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) چرم قربانی مدرسہ مسجد کو دینا جائز ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:(۱) جس جگہ پر ساڑیوں کا رواج ہے وہاں پر عورتیں ساڑیاں پہن کر نماز پڑھتی ہیں یہ کیسا ہے؟ اس سے نماز ہوئی یا نہیں؟ جواب عنایت ہو۔

(۲) مردوں کو نماز میں سجدہ کی حالت میں جو انگوٹھا کا پیٹ لگنا فرض ہے اور تین انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب ہے اس طریقے سے عورتوں کو بھی سجدہ کرنا چاہیے یا عورت اس مسئلہ سے الگ ہے جواب خلاصہ تحریر ہو عین کرم ہوگا۔

(۳) قربانی کی کھالیں مسجد میں لگانا جائز ہے یا ناجائز مسجد کے کسی مصرف میں اس کو لا سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں گے آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔

ایوب قادر کیر آف ماسٹر شیخ غلام محی الدین، بمبئی

الجواب:-جائز ہے جن شہروں کے اندر عورتوں میں ساڑیاں پہننے کا رواج ہے وہاں ساڑیاں پہننے میں حرج نہیں اور اگر اس سے پورا پورا ستر ہو تو اس کو پہن کر نماز بھی جائز ہے والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

(۲) عورتیں اس طرح سجدہ نہ کریں بلکہ پیٹ کو رانوں سے لگا کر نکالیں درمختار میں ہے:(۱)والمرأة تخفض فلا تبدی عضویها و تلصق بطنها بفخذیها لانه ستر''اور''ردالمحتار میں ہے:(۲)وذکر فی البحر انها لا تنصب اصابع القدمین کما ذکره فی المجتبی۔اور جدی الکریم امام احمد رضا قدس سرہ العزیز لا تنصب أصابع القدمین کے تحت جدالممتار میں فرماتے ہیں:(۳)ای فی السجود۔

(۱)یعنی:-اور عورت سجدہ میں اس طرح جھکے گی کہ دونوں بازو ظاہر نہ ہوں اور پیٹ کو اپنی رانوں سے ملالیں گی کہ اس میں زیادہ ستر ہے۔(۲)یعنی:-اور بحر میں بیان کیا کہ عورت سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی نہیں کریگی جیسا کہ اسکو مجتبیٰ میں بیان کیا ہے۔(۳)یعنی:-یعنی سجدہ میں۔(اویسی)

(درمختار، ردالمحتار جلد ا ص ۵۰۴ مصنف علامہ محمد بن الشہیر بابن عابدین-مطبوعہ بیروت مصر)

(۳) چرم قربانی خواہ گائے کی ہو یا بکرے وغیرہ کی ہر کار خیر میں

صرف کرسکتے ہیں کہ چرم قربانی کے صدقہ کا حکم ہے اور صدقہ نافلہ کارخیر ہی میں مندوب ومطلوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: نماز جمعہ کے فرضوں کے بعد صلاۃ وسلام پڑھنا اور اس کے بعد سنتیں پڑھنا مناسب ہے یا نہیں؟

شفیق احمد، سول لائن بریلی

الجواب بعون الملک الوہاب:- نامناسب ہے۔ سنن مؤکدہ کے بعد پڑھنا چاہیے کہ سنن مؤکدہ میں ادائے فرض بعجلت شرعاً مطلوب ہے ولہٰذا ہمارے علماء کرام نے تصریح فرمائی کہ فرض کے بعد دعا بھی مختصر مانگے بلکہ درمختار میں ہے: ویکرہ تاخیر السنۃ الا بعذر اللھم أنت السلام الخ یعنی سنت میں دیر کرنا مکروہ ہے مگر اتنی دیر کریں اللھم أنت السلام و منک السلام وتبارکت یاذالجلال والاکرام پڑھے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ مسلمانوں میں سود کا لینا اور دینا کیسا ہے، یہ سود کا لینا اور دینا ایک ہی امر میں آتا ہے یا نہیں، اور دینے میں کچھ فرق ہے؟

زید کا کہنا ہے کہ سود لینے اور دینے میں بہت فرق ہے چونکہ سود بحالت مجبوری دینا پڑتا ہے اور لینا اور دینا ایک ہی امر میں آتا ہے تو عقل اسکو ماننے کو تیار نہیں، زید کا یہ بھی کہنا ہے کہ مذہب اسلام عقل ودلائل پر انحصار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کے وجود کو عقلی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، کیا زید کا یہ کہنا صحیح ودرست ہے اور اگر درست نہیں ہے تو زید کے لئے کیا حکم ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمایا جائے۔

الجواب۔ سود لینا اور دینا دونوں حرام بدکام بدانجام ہیں، حدیث میں ہے لعن اللہ اکل الربا و موکلہ اللہ کی لعنت ہے، سود کھانے اور کھلانے والے پر اور بہ ضرورت شرعیہ ملجیہ (جس کے بغیر چارانہ ہو) اس سے خود ظاہر کے جب شرعی مجبوری کی صورت نہ ہو تو بقول سائل سود لینا اور دینا ایک ہی زمرہ میں آتا ہے یعنی دونوں حرام وناجائز اور مجبوری کا شرعی ہونا ضرور جیسا کہ ہم نے اس طرف اشارا کیا اور آج کل ہر ذرا سی بات کو مجبوری گنا جاتا ہے، جو ہرگز شرعی مجبوری نہیں ہوتی تو اگر زید کی مراد ہی غیر شرعی مجبوری ہے تو اس کا دعوی فرق باطل ہے، ایسی مجبوریاں اگر ہزار ہوں ہرگز سود دینا جائز نہیں تو زید پر اس ادعائے باطل سے توبہ لازم، اور اس کا یہ کہنا کہ اسلام عقلی دلائل پر انحصار کرتا ہے مطلقاً صحیح نہیں، شرعی کے ادلۂ عقلیہ بھی ہیں اور سمعیہ بھی اور وہ ادلۂ عقلیہ سے مؤید ہیں پھر ہر کس وناکس کو دینیات میں اپنی عقل سے کام لینے کا مجاز نہیں اور خدا کے وجود پر بیشک بیشمار ادلۂ عقلیہ قائم ہیں، جن کے باعث ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی نبی نہ بھیجتا تو عقلاء پر اسکی معرفت عقل سے لازم ہوتی، پھر اسباب میں بھی ادلۂ عقلیہ دلائل سمعیہ سے مؤید ہیں عقل کو سمع کی حاجت ہے اور عقل تنہا ہدایت کے لئے کافی نہیں، پھر یہ کہ سود کے کیا شرائط ہیں اور کس کس کے درمیان سود ہوتا ہے اس کے لئے رسالۂ بینک اور ڈاکخانوں کے منافع کا شرعی حکم قادری بک ڈپو نومحلہ بریلی سے طلب کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں کہ والد نے اپنی لڑکی کی شادی موضع پنجھرہ میں کر دی، جس کو عرصہ چھ سال کا ہو گیا عرصہ چار سال تک میاں بیوی کے تعلقات اچھی طرح رہے اس کے بعد ہندہ کا شوہر فعل

قبیح میں مبتلا ہوگیا، ہندہ نے اپنے شوہر کو ہر طرح سمجھایا مگر وہ اس فعل قبیح سے باز نہیں آیا، اور ہندہ کو ہر طرح کی تکلیف دینے لگا ہندہ بہت مجبور اور پریشان ہوگئی، ہندہ کے والد ہندہ کے گھر پر گئے تو ہندہ کی تمام حقیقت سے واقف ہوئے تو اپنی لڑکی کو اپنے گھر پر لے آئے، قریب چھ ماہ کے بعد ہندہ کا شوہر رخصتی لینے کے لئے آیا تو ہندہ کے والد نے رخصت نہیں کیا، اسکے بعد دوسری مرتبہ آیا جب بھی رخصت نہیں کی مگر ہندہ نے اپنے شوہر کو بہت سمجھایا اور کہا میں چلنے کے لئے تیار ہوں مگر تم ناجائز کام چھوڑ دو ہندہ کے شوہر کا ایک دوست ہے جسکی بیوی فاحشہ ہے، ہندہ نے اسکے دوست کے یہاں جانے سے منع کیا تو اسنے یہ الفاظ استعمال کئے'' میں تجھے طلاق دے دوں گا مگر اسکے یہاں جانا نہیں چھوڑوں گا'' اتنی جدوجہد کے بعد ہندہ کا شوہر اپنے بہنوئی کو ساتھ لیکر رخصت کرانے کے لیے آیا، ہندہ کے شوہر کی ذمہ داری لینے کے لئے اسکے بہنوئی نے یہ لفظ گواہان ذیل کے سامنے کہے، ہمارے کہنے سے ہندہ کی رخصت کر دیجئے اب یہ کوئی غلط کام نہیں کرینگے اور یہ شرط رکھی کہ اگر یہ غلط کام کرینگے تو انکی بہن کو تین طلاق، اسکے بعد لڑکی کی رخصت کرا کے لے گیا مگر وہ اس حرکت سے باز نہیں آیا، اس پر پنچایت ہوئی تو لوگوں نے بھی بہت سمجھایا اور اسکے بہنوئی نے بھی وہ وہی لفظ دوبارا پنچوں کے سامنے استعمال کئے اور کہا کہ میں یہ کہکر آیا کہ اسکی بہن کو تین طلاق ہندہ کے شوہر کو سمجھانے کے باوجود بھی ہندہ کو طلاق دی، اور ہندہ اپنے میکہ چلی آئی کہنے کا مطلب یہ ہے کے بکر کی بہن کی طلاق ازروئے شرعی طلاق ہوگئی یا نہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب صواب عطا فرمادیجئے عین نوازش ہوگی۔

الجواب: صورت مسئولہ میں بکر کی بہن پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں، وہ اپنے شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ بے حلالہ اسکے لئے حلال نہ ہوگی، حلالہ یہ ہے کہ عدت گزار کر دوسرے سے نکاح صحیح کے بعد جماع کرے بعد جماع طلاق دے، یا مرجائے، یا معاذ اللہ مرتد ہوجائے تو عورت کو حلال ہوگا کہ عدت کے بعد پہلے سے نکاح کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عبداللہ کی لڑکی کی شادی علی احمد کے ساتھ ہوئی، علی احمد اپنی بیوی کی ناپسندگی کی وجہ سے لڑائی جھگڑا کرتا ہے، اور اپنی بیوی کو کئی مرتبہ طلاق مغلظہ دیدی ہے۔ پھر بھی اپنے گھر میں رکھے ہوئے ہے ایک مرتبہ کافی جھگڑا ہوا اور اپنی بیوی کو اسکے میکے پہچانے کے لئے گاڑی میں بیٹھا لئے لگا تو گاؤں کے لوگ جمع ہوگئے، کافی بات چیت کے بعد اسنے اپنی بیوی کو پھر تین مرتبہ طلاق دیدی جسکو گاؤں کے لوگوں نے اپنے کانوں سے سنا حاجی صغیر احمد، محب اللہ صوفی وغیرہ نے پھر سمجھا کر اسکی بیوی کو اس کے پاس رہنے دیا، اب وہ دونوں میاں بیوی جیسے تعلق رکھتے ہیں اور اسکے ساتھ مذکورہ بالا اشخاص اس کا ساتھ دیتے ہیں، لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب باصواب عنایت فرمایا جائے۔

الجواب: فی الواقع اگر وہ شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے چکا ہے تو اس پر اسکی بیوی حرام ہوچکی ہے، اب جب تک حلالہ نہ ہو کبھی اسکے لئے حلال نہ ہوگی، ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً علیحدہ ہوجائیں، اور جب تک جو ساتھ رہے اس سے توبہ ورجوع کریں، اور وہ بھی توبہ کریں جو اس دونوں کے ناجائز تعلقات سے راضی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ نہ زید نے بچہ کی میت جسکی عمر ڈھائی سال تھی

دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کہنے سے منع کیا، اور کہا کہ بچہ معصوم ہوتا ہے، اسکی قبر پر اذان کی ضرورت نہیں بکر نے کہا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اذان کیوں ہوتی ہے ،تو انہوں نے کہا کہ ایک کان میں اذان دوسرے میں تکبیر ہوتی ہے بچہ اگر کسی مصیبت میں گھرا ہوتو اس سے محفوظ ہوتا ہے اگر کوئی کسی مصیبت میں گھر کر فوت ہو جائے، اسکا قبر میں بھی چھٹکارا نہیں ہے پھر بھی وہ مصیبت میں ہے، اذان کیوں نہیں ہونا چاہئے کل کوئی ولی یا عالم گزر جائے تو وقت کا عالم تھا اسکی بھی اذان کی ضرورت نہیں، شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے، تحریر فرمایئے اور منع کرنے والے کے لئے کیا حکم شرعی ہے اس سے بھی آگاہ کیا جائے۔

الجواب: زید کا یہ کہنا کہ بچہ کی قبر پر اذان کی ضرورت نہیں ہے صحیح ہے کہ اذان قبر تلقین ہے اور بچہ سے سوال نہ ہوگا تو وہ تلقین کا محتاج نہیں مگر رحمت الٰہی کے محتاج خود سب ہیں اور اذان مثل سائر اذکار الٰہی موجب رحمت و برکت ہے، پھر قبر کا ضغطہ (بھینچنا) سب کے لئے ہے اور ذکر الٰہی ایسے میں موجب تخفیف اور وہ اذان میں حاصل تو زید کا منع کرنا مطلقاً صحیح نہیں اور معصومیت خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے، کسی غیر نبی کو معصوم نہ کہنا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: (۱) ہندوستان کے کفار حربی ہیں یا نہیں۔ اگر حربی ہیں تو زکوٰۃ وفطرات وصدقات وغیرہ کا کفار مستحق ہے یا نہیں، جو لوگ زکوٰۃ وفطرات وصدقات وغیرہ دینا چاہتے ہوں ان پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

(۲) مولانا مودودی کس امام کے مقلد ہیں، اگر کسی امام کے مقلد نہ تھے تو خود انکی تقلید کرنا اور انکے لئے بچہ کو پڑھانا اور برحق سمجھنا کیسا ہے، اور مولانا مودودی پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۳) تفہیم القرآن یا خطبہ کا قرآن پاک پر رکھنا جائز ہے کہ نہیں۔

(الف) مولانا مودودی کی غائبانہ نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں جو لوگ جنازہ میں شریک ہوئے یا جانتے ہوں انکے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے

(ب) پہلے صف میں جگہ ہوتو نابالغ لڑکے کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر کھڑے ہونگے تو تین یا چار یا اس سے زیادہ، بالغ کی نماز میں کراہیت ہے کہ نہیں۔

(پ) اوجھڑی کا کھانا عندالشرع مکروہ تحریمی یا تنزیہی اور عندالشرع ان کا کھانا کیسا ہے۔

(ت) سورج گہن کی نماز جہر سے پڑھے، یا سرّی جو لوگ سرّی کی مخالفت کرتے ہیں، اس پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

(ج) حضور پر نور ﷺ کو حاضر وناظر مانتے ہوں بلکہ اسکی مخالفت کرتے ہوں ،اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے، عرب وعجم کے علمائے کرام کا حضور علیہ السلام حاضر وناظر مانتے ہیں یا نہیں، اگر مانتے ہیں تو باحوالہ کتب جواب دیں اور انکار کرنے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے فقط والسلام۔

الجواب: حربی ہیں اور کافروں کو زکوٰۃ فطرہ وغیرہ دینا ناجائز اور جائز جاننے والے پر توبہ لازم واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) مودودی غیر مقلد گمراہ بلکہ اپنے اقوال کفریہ اور دیوبندیوں کو مسلمان جاننے کے سبب کافر ومرتد بے دین ہیں، اسے مولانا لکھنا حرام اور اسکا لٹریچر پڑھنا حرام واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) قرآن پاک پر کچھ رکھنا سخت خلاف ادب ہے، اور تفہیم القرآن کو اس کے اوپر رکھنا بدترین بے ادبی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الف) مودودی کی نماز جنازہ پڑھنا حرام بدکام بدانجام بلکہ کفر ہے، کہ مرتد اسکا اہل نہیں کہ اس کے لئے نماز جنازہ پڑھی جائے، یا دعائے مغفرت کیجائے اور غائبانہ نماز جنازہ

ہمارے مذہب حنفی میں صحیح نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) کھڑے ہو سکتے ہیں، جبکہ سمجھدار ہوں اور نماز میں کراہیت ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(پ) مکروہ تحریمی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ت) سرّی پڑھی جائے جو لوگ جہر سے ممانعت کرتے ہیں وہ ٹھیک کرتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ج) وہ وہابی گمراہ بے دین ہیں، اور حضور سرور عالم ﷺ کو تمام مذاہب کے علماء حاضر و ناظر جانتے مانتے ہیں، شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اقرب السبیل میں تصریح فرمائی کہ با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ وے ﷺ بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی ست و براعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را مفیض و مربی واللہ تعالیٰ اعلم۔

علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کیا فرماتے ہیں عمر فاروق نامی شخص یہاں اذان ثانی کے متعلق چند اعتراض کرتا ہے، موصوف کا اعتراض بہت بڑے فتنہ کا سبب بن گیا ہے خدمت اقدس میں اسکا اعتراض پیش کررہا ہوں امید قوی ہے کہ مدلل و کافی و شافی جواب عنایت کیا جائیگا، جواب جلد عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں بینوا توجروا۔

اعتراض ۱- جمعہ کے دن صف اول میں اگر اذان ثانی دی جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

اعتراض ۲- اذان ثانی اندرون مسجد یا بیرون مسجد دی جائے اس میں کیا مصلحت ہے؟

اعتراض ۳- اذان کی ابتداء کب ہوئی نیز سب سے پہلے اذان کس نے دی زمانۂ نبوی ﷺ میں اذان ثانی داخل مسجد ہوئی تھی یا خارج مسجد؟

الجواب ۱، ۲- نماز ہو جائیگی مگر اذان اندرون مسجد مکروہ و خلاف سنت ہے، لہٰذا مسجد کے اندر کوئی اذان دینا ناجائز ہے ہندیہ میں فتاوی خانیہ سے ہے ینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یوذن فی المسجد. طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کمافی القهستانی عن النظم فان لم یکن ثمه مکان مرتفع یؤذن فی فناء المسجد. ہدایہ وغیرہ میں والمکان فی مسئلتنا مختلف فتح القدیر میں اس عبارت کے تحت ہے یفید کون العهوداختلاف مکانهما و هو کذلک شرعاً و الاقامة ففی المسجد ولا بد وامام الا اذان فعلی الخ۔

۳- راجح یہ ہے کہ اذان ہجرت نبویہ علیٰ صاحبها التحیه کے پہلے سال میں شروع ہوئی، مواہب وزرقانی شرح مواہب میں ہے: (وذلک فیما قبل فی ا لسنه الثانیه) فرضه لقو؛ الحافظ الراجح انه شوع فی السنه الاولی من اهبرو وی وی عن ابن عباس ان فرض الاذان نزل مع قوله تعالیٰ اذا نودی لاصلوت من یومل اجمعته روائت ابو لشیخ اور سب سے پہلے اذان حضرت بلال نے حضور علیہ السلام کے حکم سے دی، چنانچہ عبداللہ بن ثعلبہ بن زید بن عبداللہ کی حدیث میں ہیں کہ حضور علیہ اسلام نے ان سے فرمایا: قم مع بلال فائق علیه مارایت فلیؤذن به فانه اندی منک مونا اور باقی سوال کا جواب ۲ میں گزرا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران، بریلی شریف

☆☆☆

اوزانِ جدید سے نصاب کا تعین

از: حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

باسمہ تعالیٰ

الی الحضرۃ العالیۃ لشیخنا سیدنا العلامۃ المفتی

محمد صالح صاحب قبلہ دام ظلکم علینا

شیخ الحدیث بجامعۃ الرضا بریلی الشریفۃ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت! خدمت میں عرض ہے کہ مندرجہ ذیل چند ضروری باتیں ہم لوگ آپ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ تشفی بخش عام فہم جوابات عطا ہوں کرم ہوگا۔

(۱) فقہ حنفی کی سبھی کتابیں بیک زبان ناطق ہیں کہ زکاتی نصاب، چاندی کا دو سو درہم اور سونے کا بیس دینار (یا بعض میں بیس مثقال) ہے۔ پھر علماء ہند کی فارسی۔ اردو تصنیفات (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) نے مقدار نصاب کی تعیین ہندوستانی اوزان تولے ماشے میں کی۔ کہ چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ اور سونے کا ساڑھے سات تولہ ہے۔ پھر فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت وغیرہ نے بہ صراحت بتایا کہ ساڑھے باون تولہ وزن میں، چھپن روپوں کے مساوی ہے۔ اور ساڑھے سات تولہ آٹھ روپے بھر ہے۔ اور یہ بھی تصریح کر دی کہ ان کے وقتوں کا یہ روپیہ (چاندی کا سکہ، انگریزی دور حکومت والا) وزن میں سوا گیارہ ماشہ ہے۔ تو ہم سمجھنا چاہتے ہیں کہ یہ تطابق کس قاعدہ وحساب سے حاصل ہوا۔ یعنی درہم و دینار کا موازنہ تولے سے۔ پھر تولے کا تقابل روپیہ کے وزن سے جو کیا گیا ہے اس کا مدار کس چیز پر ہے۔ معیار توازن کیا ہے؟ اور روپوں کے اعتبار سے، مقدار نصاب کی تعیین کی طرف ہمارے ان محققین کو کیوں جانا پڑا؟ اس کی بھی وضاحت کر دیں۔ بینوا توجروا

(۲) اگر ہم ان تینوں، (درہم دینار والے۔ تولے ماشے والے اور روپیہ والے) نصابوں کے اوزان ملانا اور جانچنا چاہیں تو کیا عمل کریں کہ مطلوبہ جواب مستخرج ہو جائے؟ سہل انداز میں اختصاراً سمجھا دیجئے۔

(۳) زکاتی نصابوں کی مقدار، رائج الوقت اوزان (گرام وغیرہ) سے کتنی ہے؟ اور وہ کس ضابطہ سے معلوم ہوئی؟ آسان طریقہ سے تفہیم فرما دیجائے۔

(۴) دس درہم چاندی، تولے ماشے سے کتنی اور گرام وغیرہ کے اعتبار سے کتنی بیٹھے گی؟

(۵) مہر فاطمی کی مقدار، جدید و قدیم اوزان کے اعتبار سے کتنی ہوگی؟ بینوا توجروا۔

(۶) درہم، دینار، مثقال، رتی، سرخ، تولہ، ماشہ اور رطل وغیرہ کا وزن گرام وغیرہ (رائج الوقت) کے اعتبار سے کیا کیا ہے؟ اور اوقیہ وصاع کی مقدار بھی بتادیں۔ اور

اس ضمن میں جو اور مناسب ہو افادہ فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

سائلان
جماعت تخصص فی الفقہ (سال اوّل)
جامعۃ الرضا، بریلی شریف، یوپی
۶؍صفر ۱۴۳۳ھ/یکم جنوری ۲۰۱۲ء

جوابات

اخوانی الا عزّہ !

وعلیکم السّلام والرحمۃ و البرکات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الغنی الحمید والصّلاۃ والسّلام علیٰ نبیہ الحبیب الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ و ذریتہ اجمعین۔

اللّٰھم وفقنی للحق و الصواب

(۱) پہلے یہ معلوم ہو کہ یہاں درہم سے مراد، درہم شرعی اور دینار سے بھی مراد دینار شرعی ہے۔

اور یہ کہ ایک دینار شرعی وزن میں ایک مثقال کے برابر ہے۔ اور مثقال ایک باٹ ہے جس کا وزن ساڑھے چار ماشے ہے اور یہ کہ درہم شرعی اس درہم کو کہتے ہیں جس کے ہر دس درہم، وزن میں سات مثقال کے مساوی ہوں۔ جس کو فقہاء کرام وزن سبعہ سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ عامۂ کتب میں ہے: (ولفظہ فی الدر المختار) إنّ نصاب الذھب عشرون مثقالا والفضہ مائتا درھم، کل عشرۃ دراھم وزن سبعۃ مثاقیل اھ

اور وزن مثقال کی تعیین میں جمہور فقہاء کرام ومفتیان عظام ہمنوا نظر آتے ہیں۔ سبھی قائل ہیں کہ قدر مثقال ساڑھے چار ماشوں کے برابر ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں کشف الغطا سے نقل فرمایا: مثقال بست قراط قراط ''یک حبہ و چہار خمس، وحبہ کہ آنرا بفارسی سرخ گویند ہشتم حصۂ ماہست پس مثقال چہار ونیم ماشہ باشد'' (فتاویٰ رضویہ چہارم ص ۴۱۱)۔ اور معلوم ہو کہ یہ حبہ یا سرخ وہی باٹ ہے جسے ہندی میں رتی کہتے ہیں۔ اور فتاوی رضویہ میں یہیں پر کشف الغطا کی عبارت کے بعد جواہر اخلاطی سے نقل فرمایا۔ ''الدرھم الشرعی خمس وعشرون حبۃ و خمس حبۃ''۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے آگے فرمایا۔ ''یعنی درہم شرعی پچیس رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہے۔ اب حساب سے واضح ہو سکتا ہے کہ دو سو درہم نصاب فضہ کے، ۵۲؍تولے ۶ ماشے، اور بیس مثقال نصاب ذہب کے، ۷؍تولے ۶؍ماشے ہوئے اور یہاں کا روپیہ کہ سوا گیارہ ماشہ ہے اس سے۔ چھپن روپے، دوسو درہم کے برابر ہوئے۔ یہی وزن معین متون مذہب وعامۂ شروح وفتاوی میں ہے: ردالمحتار میں فرمایا: ''علیہ الجم الغفیر والجمھو ر الکثیر واطبا ق کتب المتقدمین والمتأخرین'' اھ

(فتاوی رضویہ چہارم ص ۴۱۱؍)

اب آپ حضرات نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس حساب و موازنہ میں مدار کس چیز پر ہے؟ ظاہر ہے مثقال پر ہے تو معیاری وزن صرف مثقال ہوا۔ پھر مثقال کی تول ناپ، ماشہ وحبہ نے طے کی۔ لہٰذا پُر ظاہر کہ اس تطابق میں اصل مدار کار ماشہ اور رتی کی مقدار ٹھہری واللہ تعالیٰ اعلم۔

رہا یہ ضمنی سوال کہ جب تولہ ماشہ سے نصاب زکوٰۃ کا تعین شاہی ادوار سے چلا آرہا تھا اور وہ مسلم ومعمول بہ تھا تو پھر متاخرین کو روپیہ کے اعتبار سے تعین کرنے کی طرف احتیاج کیوں ہوئی؟ پرانے معمول بہ پر اکتفاء کیوں نہیں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے وقت میں چونکہ تولہ، ایک متعین نہیں رہ گیا تھا۔ چھوٹے بڑے کئی تولے چل پڑے تھے اور شاہی دور کا روپیہ بارہ ماشہ کا تھا۔ انگریزی گور

نمنٹ نے روپیہ گیارہ ماشہ دو رتی کا چلایا اس لئے عوام اسے بھی تولہ ہی بولنے ماننے لگے تھے لہذا وقت کی اہم ضرورت تھی کہ نصاب زکات کا تعین رائج الوقت سکہ سے کر دیا جائے ورنہ زکوۃ کی ادائیگی ناقص رہتی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) چونکہ ایک درہم تین ماشہ ایک رتی اور رتی کے پانچویں جزء کے برابر ہے اور چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے اس لئے دونوں میں ضرب دیجئے۔ پھر حاصل ضرب کو آٹھ پر تقسیم کرنے سے ماشوں کی تعداد نکل آئے گی پھر اس کو بارہ پر تقسیم کیجئے تاکہ تولوں میں جواب حاصل ہو جائے۔ یا بجائے آٹھ کے، پہلے ہی چھیانوے سے تقسیم کر لیں۔ خارج قسمت جو آئے گا وہ تولے ماشے کی صورت میں نصاب فضہ کی مقدار ہوگی۔ اسی طرح سونے کے نصاب کی مقدار تولے ماشے میں معلوم کر لیجئے یعنی وزن مثقال (ساڑھے چار ماشہ) کو مقدار نصاب (بیس مثقال) میں ضرب دیں۔ حاصل ضرب کو بارہ پر تقسیم کریں۔ خارج قسمت جواب ہوگا۔

اور اگر مقدار نصاب کا موازنہ روپیہ کے وزن سے کر کے دیکھنا مطلوب ہو یعنی اگر یہ جانچنا چاہیں کہ مقدار نصاب (مثلاً ساڑھے سات تولے) آٹھ روپیوں کے برابر کیسے ہوگئی؟ تو مقدار نصاب کو اولاً ماشوں میں تبدیل کیجئے۔ ثانیاً اس گنتی کو سوا گیارہ پر تقسیم کیجئے۔ خارج قسمت جو آئے گا وہ نصاب کے روپوں کی تعداد ہوگی۔ (دوسرے سوال کا جواب پورا ہوا) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) چونکہ روپیہ کا وزن ٹھیک گیارہ گرام۔ چھ سو چونسٹھ ملی گرام ہے اور سونے کا نصاب (روپیہ کے اعتبار سے) آٹھ روپے بھر ہے اس لئے دونوں گنتیوں میں ضرب دیجئے۔ حاصل ضرب، مطلوبہ جواب ہوگا۔ اسی طرح چاندی کے نصاب میں عمل کیجئے اس ضرب سے جو گنتی حاصل ہوگی وہ گرام اور ملی گرام میں، نصاب زکوۃ کی مقدار ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جدید وزن سے نصاب کی تعیین

بالجملہ: سونے کا نصاب، رائج الوقت وزن سے: ترانوے گرام، تین سو بارہ ملی گرام ہے۔ اور چاندی کا نصاب: چھ سو ترپن گرام۔ ایک سو چوراسی ملی گرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴): اس سوال کا جواب آگے جدول میں آ رہا ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو۔

(۵): خاتون جنت سیدہ طاہرہ مقدسہ حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل مہر اقدس عند التحقیق چار سو مثقال چاندی تھی۔ چار سو مثقال کا وزن، تولوں میں ٹھیک ایک سو پچاس تولے ہوا، اور روپوں میں ایک سو ساٹھ روپے بھر۔ اور مہر فاطمی کی مقدار رائج الوقت اوزان سے، میرے حساب میں ایک کلو، آٹھ سو چھیاسٹھ گرام۔ دو سو چالیس ملی گرام چاندی ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) آپ کے اس سوال کا جواب فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں اس جدول میں مندرج ہے ملاحظہ ہو:

نام وزن یا سکہ (جو کتابوں میں آتا ہے)	قدیم مقدار سے تعیین (جو کتابوں میں مذکور ہے)	ہندوستانی قدیم وزن	کتنے روپے بھر	جدید وزن (گرام وغیرہ)
اوقیہ	چالیس درہم	دس تولہ۔ چھ ماشہ	گیارہ روپے اور خمس روپیہ	ایک سوتیس گرام۔ چھ سو چھبیس ملی گرام
صاع عراقی	چار من (شرعی)	دو سو ستر تولے، صرف	دو سوا ٹھاسی روپے	چار کلو چورانوے گرام، صرف

صاع عراقی (رطل سے)	آٹھ رطل	دوسو ستر تولے، صرف	دوسو اٹھاسی روپے	چار کلو چورانوے گرام، صرف
صاع حجازی	پانچ رطل اور تہائی رطل	ایک سو اسی تولے	ایک سو بانوے روپے	دو کلو، دوسو انتیس گرام، چار سو اٹھاسی ملی گرام
من (شرعی)	دو رطل (یا ایک سو اسی مثقال)	سرسٹھ تولے، چھ ماشے	بہتر روپے	ایک کلو، ۲۳ رگرام۔ ۵۰۰ ملی گرام
مُد	دو رطل (یا ایک سو اسی مثقال)	سرسٹھ تولے، چھ ماشے	بہتر روپے	ایک کلو ۲۳ رگرام۔ ۵۰۰ ملی گرام
رطل	بیس استار	تینتیس تولے، نو ماشہ	چھتیس روپے	پانچ گرام، سات سو پچاس ملی گرام
رطل (مثقال سے)	نوے مثقال	تینتیس تولے، نو ماشہ	چھتیس روپے	پانچ گرام، سات سو پچاس ملی گرام
استار	ساڑھے چار مثقال	ایک تولہ، سوا آٹھ ماشہ		بیس گرام، نو سو پچانوے ملی گرام اور خمس ملی گرام
مثقال	بیس قراط	ساڑھے چار ماشے		چار گرام، چھ سو پینسٹھ ملی گرام اور تین خمس ملی گرام
قراط	ایک حبہ اور چار خمس حبہ			
حبہ یعنی سرخ یعنی رتی	ماشے کا آٹھواں ٹکڑا			ایک سو انتیس ملی گرام اور تین خمس ملی گرام
ماشہ	آٹھ سرخ یعنی آٹھ رتی		چھتیس روپے	ایک گرام، چھتیس ملی گرام اور چار خمس ملی گرام
تولہ	بارہ ماشہ یا چھیانوے رتی		چھتیس روپے	بارہ گرام، چار سو اکتالیس ملی گرام تین خمس گرام
روپیہ	(چاندی کا ہندی سکہ)	سوا گیارہ ماشہ، یا نوے رتی		گیارہ گرام۔ چھ سو چونسٹھ ملی گرام
درہم شرعی	(چاندی کا عربی اسلامی سکہ)	تین ماشہ ایک رتی، اور رتی کا پانچواں حصہ		تین گرام، اور (ذرا کم) دو سو چھیاسٹھ ملی گرام
دینار شرعی	(سونے کا عربی اسلامی سکہ)	ایک تولہ، آٹھ ماشے، دو رتی، یا سوا بیس ماشہ، یا ایک سو باسٹھ رتی یا ساڑھے چار مثقال۔		بیس گرام، نو سو پچانوے ملی گرام اور خمس ملی گرام
دس درہم	(کہ مہر کی اقل مقدار مہر)	اکتیس ماشے یعنی دو تولے، ساڑھے سات ماشے		بتیس گرام، چھ سو انسٹھ ملی گرام اور پانچواں ٹکڑا ملی گرام

هذه الاوزان والمقادير القديمة اخذ تها من الفتاویٰ الرضويه من النكاح والزكوة، والله تعالیٰ اعلم بالصواب من الخطا۔

انتباہ: مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ (من شرعی) اور (مُد) ایک ہی وزن ہے۔ اسی طرح دینار و مثقال دونوں ہموزن ہیں۔ اور حبہ وہی وزن ہے جسے فارسی میں سرخ اور ہندوستانی بولی میں رتی کہتے ہیں۔

تنبیہ: حساب جوڑنے کی مشین (کلکولیٹر) سے کسری اعداد کی ضرب و تقسیم چونکہ ناقص رہتی ہے۔ لہٰذا اس کی مدد سے، ملان اور میزان پورا درست، معلوم نہیں ہوسکتا ہے، وہ تو کسری اعداد (بٹوں والی گنتی) ہی سے پورا درست معلوم ہوسکتا ہے۔

افادہ مزید: اردو، فارسی کی فقہی کتابوں میں، کسری رقوم وغیرہ بہت جگہ لکھی ہوئی ہیں ان کے جاننے والے آج کل نہیں ہیں مگر قلیل۔ لہٰذا عرض کروں: عدد کے نیچے یہ (-) نشان پاؤ یعنی رُبع پر دلالت کرتا ہے اور عدد کے بائیں جانب نقطہ (۰) لگا ہو تو وہ نصف بتانے کے لئے ہوتا ہے۔ اور بعد عدد لفظ (ثار) جو لکھا ہوتا ہے اس کا معنی ہے (سیر) جو ایک باٹ تھا۔ والله تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحكم

تحریر از بندۂ حقیر وفقیر بہ رب قدیر

محمد صالح قادری نوری بریلوی غفرلہٗ

جامعۃ الرضا بریلی شریف ۱۴ رصفر ۱۴۳۳ھ ۹ رجنوری ۲۰۱۲ء

☆☆☆

(......بقیہ ص ۳۴ رکا) پابند شرع شیخ ہیں، فقیر نے بریلی شریف کے متعدد سیمیناروں اور باسنی میں دیدار کا شرف حاصل کیا ہے وہ یادگار اسلاف اور سرمایہ اہل سنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ اہل سنت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلين عليه الصلوٰة والتّسليم واله وصحبه اجمعين۔

☆☆☆

دوسری قسط

بہتر(۷۲) فرقے ہمیشہ جہنم میں

از: مولانا رضوان احمد نوری شریفی، خادم الجامعۃ البرکاتیہ، گھوسی ضلع مئو۔ موبائل:09839178545

............شارحین حدیث کے اقوال:۔

حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہ ''و تفترق أمتي علی ثلاث و سبعین ملة'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں''وجدامیشوند امت من از آنها که ایمان آورده اند و روئے بقبله دارند بر هفتاد و سه مذهب در اصول عقائد''(یعنی اصول عقائد میں میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی'' حضرت شیخ کی عبارت سے یہ واضح ہے کہ امت میں افتراق اصول عقائد میں مخالفت کی وجہ سے ہوگا۔ اصول عقائد کیا ہیں؟ تو اس سلسلے میں قرآن مجید، احادیث کریمہ اور کتب عقائد سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید، رسالت اور مرنے کے بعد دوبارہ جلایا جانا اصول عقائد ہیں چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ''ا لتفرقة بین الإسلام و الزندقة'' میں فرماتے ہیں''أما القانون فهو أن تعلم أن النظریات قسمان، قسم یتعلق بأصول العقائد و قسم یتعلق بالفروع و أصول الإیمان ثلثة: الإیمان بالله و برسوله وبالیوم الآخر و ما عداه فروع و اعلم انه لا تکفیر فی الفروع اصلاً الا فی مسئلة واحدة وهی ان ینکر اصلاً دینیاً علم من الرسول صلی الله علیه وسلم بالتواتر لکن فی بعضها تخطئة کما فی الفقهیات و فی بعضها تبدیع کالخطاء بالامامة و احوال الصحابة''(رہا قانون تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نظریات کی دو قسم ہے ایک قسم کا تعلق اصول عقائد سے ہے اور دوسری قسم کا تعلق فروع سے ہے اور اصول ایمان تین ہیں، اللہ پر ایمان لانا، اس کے رسول پر ایمان لانا اور قیامت کے دن پر ایمان لانا اور جو کچھ ان تین کے علاوہ ہیں وہ فروع ہیں اور جان لو کہ فروع میں سرے سے تکفیر ہی نہیں ہے سوائے ایک مسئلہ کے اور وہ یہ ہے کہ کسی ایسے اصول دین کا انکار کرے جس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ہو، لیکن باقی فروعی مسائل میں سے بعض میں خطا کار کہا جائے گا جیسے مسائل فقہیہ میں اور بعض میں بدعتی جیسے مسئلہ امامت اور احوال صحابہ میں خطا۔

اصول عقائد میں اہل حق کی مخالفت کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی ان اصول میں سے کسی ایک یا دو یا تینوں پر ایمان نہ لائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایمان تو لائے مگر کما حقہ ایمان نہ لائے ان دونوں صورت میں ایمان نہ لانے والا اسلام و ایمان سے قطعاً یقیناً اجماعاً خارج ہو جاتا ہے اور ایمان سے خارج ہونا کفر وارتداد ہے اور کفر ایسا گناہ ہے جو معاف نہیں ہوگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''إن اللّٰه لا یغفر أن یشرک به و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء''

(پ ۵ ع ۴) اس آیت کریمہ میں شرک سے مراد مطلق کفر ہے چنانچہ جلالین شریف کے حاشیہ میں اسی آیت کے تحت ہے **والمراد بالشرک مطلق الکفر** (شرک سے مراد مطلق کفر ہے) اسی لیے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ترجمہ یہ کیا ہے (بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے) معنی یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں اس کے لیے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار مرتکب کبائر ہو اور بے توبہ بھی مرجائے تو اس کے لیے خلود نہیں اس کی مغفرت اللہ کی مشیئت میں ہے چاہے معاف فرمائے یا اس کے گناہوں پر عذاب کرے پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔ چنانچہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان **کلھم فی النار** کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''ہمہ ایشاں مستحق در آمدن دوزخ باشند بجہت سوء اعتقاد والا بجہت عمل شاید کہ فرقۂ ناجیہ نیز درآیند قول بآنکہ ذنوب فرقۂ ناجیہ مطلق مغفور ست سخن بے دلیل ست'' (یعنی بدعقیدگی کی وجہ سے سب جہنم میں جانے کے مستحق ہوں گے ورنہ بدعملی کی وجہ سے فرقۂ ناجیہ کے لوگ بھی جہنم میں جاسکتے ہیں اور یہ کہنا کہ فرقۂ ناجیہ کے گناہ مطلق بخش دیئے گئے ہیں یہ ایسی بات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں) یہاں سوء اعتقاد سے مراد وہ بدعقیدگی ہے جو حد کفر کو پہنچی ہو اس لیے کہ اصول عقائد کی مخالفت یقیناً کفر ہے اور کفر جہنم میں ہمیشہ رہنے کا سبب ہے اس کی تائید خود حضرت شیخ کے اخیر والے جملہ سے بھی ہوتی ہے اس لیے کہ اگر یہاں خلود فی النار مراد نہ ہو تو **إلا ملة واحدة** یقیناً فرقۂ ناجیہ کے گناہ مطلقاً بخش دیئے جانے کی دلیل ہوگی کیونکہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج ہوتا ہے جیسا کہ پہلی قسط میں بتایا جاچکا ہے۔

خلود فی النار کی صراحت:

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ والرضوان ''**کلھم فی النار**'' کی تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''**لأنهم يتعرضون لما يدخلهم النار فكفارهم مرتكبون ما هو سبب في دخولها الموبدة عليهم و مبتدعتهم مستحقة لدخولها إلا أن يعفو الله عنهم**'' (اس لیے کہ وہ اس کے درپے ہوں گے جو انھیں جہنم میں داخل کرے گی تو ان میں کے کفار ایسے گناہ کے مرتکب ہوں گے جس کی وجہ سے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ان میں کے بدعتی جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہوں گے مگر یہ کہ اللہ انھیں معاف فرمادے تو (جہنم میں نہیں جائیں گے)

علامہ موصوف کی عبارت سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے یہ جانا جائے کہ بدعت دو طرح کی ہوتی ہے ایک بدعت وہ ہوتی ہے جس کے ارتکاب سے مومن کافر ہوجاتا ہے اور دوسری وہ بدعت ہوتی ہے جس کے ارتکاب سے مومن صرف گمراہ ہوتا ہے کافر نہیں ہوتا۔

کون سے عقائد و اعمال بدعت مکفرہ ہوتے ہیں اور کون سے عقائد و اعمال مکفرہ نہیں بلکہ صرف ضلالت و گمراہی ہوتے ہیں اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ایمان و کفر کو سمجھا جائے۔

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور و معروف کتاب شرح عقائد نسفی جو عرصۂ دراز سے تمام مدارس اسلامیہ میں پڑھائی جاتی ہے اس میں ایمان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

''**ان الإيمان في الشرع هو التصديق بما جاء به الرسول ﷺ من عند الله تعالىٰ أي**

تصديق النبى بالقلب فى جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله تعالىٰ إجمالاً“ (ص ۹۰)

یعنی شریعت میں ایمان کہتے ہیں سچے دل سے ان تمام باتوں کی اجمالاً تصدیق کرنے کو جن کے بارے میں بدیہی طور پر معلوم ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں۔

ابھی میں نے جو عبارت نقل کی ہے اس میں الضرورۃ کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب سمجھنے کے بعد ہی آپ واضح طور پر ایمان کا مطلب سمجھیں گے، شرح عقائد نسفی کی مشہور و معتبر شرح النبراس جو اپنے وقت کے محقق علامہ عبدالعزیز فرہاری قدس سرہ کی تصنیف ہے اس میں الضرورۃ کا مطلب بتاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”قيل المراد بالضرورة ما يقابل الإستدلال فى الضرورى كالمسموع من فم رسول الله ﷺ أو منقول عنه بالتواتر كالقران والصلوات الخمس و صوم رمضان و حرمة الخمر و الزنا و قيل أراد بالضرورة الإشتهار بين الخاصة والعامة ضروريا كان الحكم أو استدلاليا و اورد عليه أنه يلزم عدم التكفير من ينكر الحكم القطعى غير المشتهر بين العامة كحد القذف قد يجاب بتفسير الخاصة المجتهدين والعامة بسائر العلماء و كتب الشارح على هوامش الكتاب أن المراد بالضرورة اليقين فلا يكفر بإنكار الظنى كالثابت بالإجتهاد أو خبر الواحد“۔

اس عبارت میں ضرورت سے مراد کیا ہے؟ اس سلسلہ میں تین اقوال پیش کئے گئے ہیں پہلے قول میں ضرورت سے مراد بداہت ہے یعنی کسی چیز کا علم بغیر نظر و فکر کے حاصل ہونا دوسرے قول میں ضرورت سے مراد مجتہدین و دیگر علما یا علما اور علما کی صحبت سے شرفیاب ہونے والے عوام کے درمیان مشہور ہونا ہے، چنانچہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے المعتقد المنتقد کے حاشیہ المستند المعتمد میں ضرورت کا مطلب یہ بتایا ہے کہ جس کو خاص اور وہ عام لوگ جانتے ہوں جو خواص یعنی علما کی صحبت میں رہتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

والمحققون لا يكفرون إلا بإنكار ما علم من الدين ضرورة بحيث يشترك فى معرفته الخاص والعام المخالطون للخواص“

تیسرے قول میں ضرورت سے مراد یقین ہے پس پہلے قول کی بنیاد پر وہ چیز جس کا علم بغیر نظر و فکر کے حاصل ہوتا ہے اس کو ضروری کہتے ہیں جیسے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے دین کی کوئی بات سنی گئی ہو یا وہ بات سرکار دو عالم ﷺ سے اتنے لوگوں نے نقل کیا ہو جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو جیسے قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، نماز پنجگانہ، رمضان کے روزے فرض ہیں، شراب و زنا حرام ہے، دوسرے قول کی بنیاد پر ضروری سے مراد وہ حکم ہے جو خواص (مجتہدین) اور عوام (باقی تمام علمائے دین) کے درمیان یا علما کی صحبت سے شرفیاب ہونے والوں کے درمیان مشہور ہو خواہ وہ حکم نظری ہو یا بدیہی۔

تیسرے قول کی بنیاد پر ضروری سے مراد یقینی ہے، بہر حال ضروری کا مطلب یا تو بدیہی ہے یا مشہور یا یقینی، لہٰذا ان تمام عبارتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایمان نام ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تمام باتوں میں سچے دل سے تصدیق کرنا جن باتوں کے بارے میں بدیہی یا یقینی طور پر معلوم ہے کہ ان باتوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں یا ان باتوں کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے لانا مجتہدین وعلمائے دین یا علما اور علما کی صحبت سے شرفیاب ہونے والوں کے درمیان مشہور ہے ایسی تمام باتوں کو ضروریات دین کہتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک بات کو ضروری دین کہتے ہیں۔

کفر:

اور معاذ اللہ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں میں سے کسی کو جھٹلانا، انکار کرنا یا اس میں ادنیٰ شک لانا کفر ہے۔

کفر لزومی و التزامی:

پھر یہ انکار دو طرح ہوتا ہے لزومی اور التزامی۔ التزامی یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی شئ کا صراحۃً انکار کرے یعنی جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعوی کیا وہ بعینہ کفر و مخالف ضروریات دین ہو، یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اسی کو کفر کلامی کہتے ہیں۔

لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہو یعنی انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے اسی کو کفر فقہی کہتے ہیں، اس کفر فقہی کے مرتکب کو متکلمین کافر نہیں کہتے۔

چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ ششم میں بڑے اچھے انداز میں سمجھایا ہے وہ فرماتے ہیں ''تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العلمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے ان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے ادامہ اللہ لنا حتی نلقاہ بہ یوم القیامۃ و ندخل بہ بفضل رحمتہ دار السلام اٰمین اور معاذ اللہ ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کفر اعاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم و رحم عجزنا و ضعفنا بلطفہ الفخیم انہ ھو الغفور الرحیم اٰمین اٰمین الٰہ الحق اٰمین پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے لزومی و التزامی، التزامی یہ ہے کہ ضروریات دین سے کسی شئ کا تصریحا خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے، اگر چہ نام کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعویٰ کرے، کفر التزامی کے یہی معنی نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرے جیسا کہ بعض جہال سمجھتے ہیں، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا، ہم نے دیکھا ہے، بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں، بلکہ اس کے یہ معنی کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعویٰ کیا وہ بعینہ کفر و مخالف ضروریات دین ہو جیسے طائفہ تالفۂ نیاچرہ کا وجود ملک و جن و شیطان و آسمان و نار و جنان و معجزات انبیا علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادیٔ برحق صلوات اللہ و سلامہ علیہ سے متواتر ہے انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات باطلہ کو لے مرنا نہ ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے نہ محبت اسلام و ہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے قاتلھم اللہ انی یوفکون۔

اور لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات و تتمیم تقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافت حقہ راشدہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق

اکبر وامیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف مودی اور وہ قطعاً کفر مگر انھوں نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہل بیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علی مولاہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بتاتے اور خلافت صدیقی و فاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہوگئے جنھوں نے مآل مقال اور لازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت و بدمذہبی وضلالت وگمراہی ہے۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں "من قال بالمآل لما يؤدى إليه قوله ويسوقه إليه مذهبه كفره فكأنهم صرحوا عنده بما ادى إليه قولهم و من لم يواخذهم بمآل قولهم ولا الزمهم بموجب مذهبهم لم يرا كفارهم قال لأنهم إذا وقفوا على هذا قالوا لا نقول بالمآل الذى الزمتموه لنا و نعتقد نحن و أنتم أنه كفر بل نقول ان قولنا لا يؤل إليه على ما أصلناه فعلى هذين المآخذين اختلف الناس فى إكفارهم أهل التاويل والصواب ترک إكفارهم اهـ ملخصا" [فتاویٰ رضویہ ششم قدیم ص ۲۶۵و۲۶۶]

اتنی بات سمجھنے کے بعد اب ملا علی قاری علیہ الرحمۃ والرضوان کی عبارت سمجھئے وہ فرماتے ہیں "لأنهم يتعرضون لما يدخلهم النار فكفارهم مرتكبون ماهو سبب لدخولها الموبدة عليهم و مبتدعتهم مستحقة لدخولها إلا أن يعفو الله عنهم" اس عبارت کا ترجمہ گذر چکا ہے اس عبارت میں فکفارہم میں کفار سے مراد ایسے ہی لوگ ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی ضروری کے منکر ہیں اور قطعاً اور اجماعاً کافر ہیں ایسوں کے لیے یقیناً خلود فی النار ہے اور عبارت مذکورہ میں مبتدعتہم سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ یا قول عین کفر تو نہ ہو لیکن اس سے کفر لازم آتا ہو یا اس سے کم درجہ کی بدعقیدگی ان کے اندر پائی جاتی ہے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف فرمادے اور عذاب نہ کرے، یا جہنم میں داخل کرے اور سزا کے بعد انھیں اپنے فضل وکرم سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمائے، یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔

مولانا اسید الحق صاحب نے ہمارے بزرگان دین کی جن عبارتوں کو اپنے نظریہ کی تائید میں پیش کیا ہے وہ لزوم کفر سے متعلق ہیں خواہ عبارت امام ابوالحسن اشعری کی ہو یا شیخ محقق دہلوی کی ہو یا مجدد الف ثانی کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ذیل میں ہم ان عبارتوں کو انھیں کے ترجمہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کو بھی اطمینان حاصل ہوجائے۔

(۱) مولانا موصوف لکھتے ہیں "امام اہل سنت امام ابوالحسن الاشعری (متوفی ۳۲۴ھ) اپنی کتاب "مقالات الاسلامیین" کے آغاز میں فرماتے ہیں: اختلف الناس من بعد نبيهم صلى الله عليه وسلم فى أشياء كثيرة ضلل فيها بعضهم بعضا و برئ بعضهم من بعض فصاروا فرقا متبائنين واحزابا متشتتين إلا أن الإسلام يجمعهم ويشتمل عليهم (٦٩)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں کے درمیان بے شمار چیزوں میں اختلاف واقع ہوگیا، بعض نے بعض کو گمراہ قرار دیا اور بعض نے بعض سے برأت ظاہر کی، تو یہ

الگ الگ فرقوں اور مختلف احزاب میں تقسیم ہو گئے، ہاں مگر اسلام ان سب کو جامع ہے اور ان سب پر مشتمل ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ امام اشعری ان فرقوں کو اسلام سے خارج نہیں مانتے بلکہ ان کی گمراہی کے باوجود ان سب فرقوں کو اسلام میں شامل ہی تسلیم کرتے ہیں، امام اشعری کا یہ موقف ان کی کتاب کے نام سے بھی ظاہر ہے انھوں نے اپنی کتاب کا نام "مقالات الاسلامیین" رکھا ہے یعنی اہل اسلام کے مقالات، اور پھر اس کتاب میں خوارج، روافض اور معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کے عقائد اور مقالات ذکر فرمائے ہیں، اگر ان فرقوں کو وہ اسلام سے خارج سمجھتے تو کتاب کا نام "مقالات الاسلامیین" نہ ہوکر "مقالات المرتدین" ہونا چاہیے تھا"

مولانا موصوف نے حضرت امام اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ مقالات الاسلامیین میں جتنے فرقوں کا بیان ہوا ہے وہ اسلام سے خارج نہیں خواہ بالاجماع کافر ہی کیوں نہ ہوں اس لیے کہ ان سب کے بارے میں امام اشعری علیہ الرحمہ نے فرمایا "**إلا أن الإسلام يجمعهم و يشتمل عليهم**" حالانکہ امام صاحب کی مراد یہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ امام اشعری علیہ الرحمہ نے **ضلل بعضهم بعضا** (ان میں سے بعض نے بعض کو گمراہ کہا) فرمایا "**كفر بعضهم بعضا**" (ان میں سے بعض نے بعض کو کافر کہا) نہیں فرمایا اگرچہ گمراہی کا مفہوم بہت وسیع ہے اس کا ادنیٰ درجہ ترک اولیٰ اور انتہائی درجہ کفر و شرک ہے مگر یہاں وہی گمراہی مراد ہے جو حد کفر تک نہ پہنچی ہو، اس کی تائید محشی کے قول سے بھی ہوتی ہے چنانچہ محشی **إلا أن الإسلام يجمعهم و يشتمل عليهم** پر حاشیہ تحریر کرتے ہوئے کہتے ہیں "**يشير المؤلف إلى ما وقع من اختلاف الرأی فی مسائل فرعية لم ينزل فيها نص صريح، و كذلك الإضطراب الذی حدث بعد وفاة الرسول صلى الله عليه وسلم هذا كله وارد فی كتب السيرة والتاريخ، فلا ضرورة إلى التوسع فی شرحه لأنه يخرج عن الغرض من الكتاب**" (مؤلف کا اشارہ ایسے فرعی مسائل میں اختلاف رائے کی طرف ہے جن کے بارے میں کوئی نص صریح نازل نہیں ہوئی اور یونہی اس اضطراب واختلاف کی طرف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد رونما ہوا یہ تمام باتیں سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں اس لیے ان کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ کتاب کی غرض سے خارج ہے)

امام اشعری علیہ الرحمہ اور محشی دونوں کی تحریر سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہاں گمراہی سے کفر و شرک نہیں مراد ہے اور ظاہر ہے جس سے کفر و شرک صادر نہ ہوگا وہ مسلمان اور مؤمن ہی کہلائے گا اسی لیے امام اہل سنت نے فرمایا: **إلا أن الإسلام يجمعهم و يشتمل عليهم**۔

مولانا نے مذکورہ عبارت کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرنے کے بعد کتاب کے نام مقالات الاسلامیین کو بھی دلیل میں پیش کیا اور کہا کہ اگر وہ فرقے خارج از اسلام ہوتے تو اس کتاب کا نام مقالات المرتدین ہونا چاہیے تھا اس کتاب کو مقالات الاسلامیین کے نام سے موسوم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جن فرقوں کا اس میں ذکر ہے وہ اسلام سے خارج نہیں۔

یہاں بھی مولانا غلط فہمی کے شکار ہوئے ہیں کیونکہ مذکورہ نام رکھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ کتاب میں مذکورہ تمام فرقے مسلمان ہیں اسلام سے خارج نہیں ہیں بلکہ وجہ یہ

ہے کہ وہ فرقے عقائد باطلہ اور عقائد کفریہ کے باوجود اسلام کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اس اعتبار سے کتاب کا نام ''مقالات الاسلامیین'' رکھا۔ ورنہ ان فرقوں کو مسلمان ماننا لازم آئے گا جو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہیں اس لیے کہ ان فرقوں کا بھی اس کتاب میں ذکر ہے خود مولانا کے نزدیک جو فرقے بالاجماع کافر ہیں جیسے سبائیہ، جہمیہ اور وہ روافض جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اللہ مانتے ہیں ان تمام فرقوں کا امام اشعری علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ فاسدہ کو بیان فرمایا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ امام موصوف نے جن فرقوں کے بارے میں ''إلا أن الإسلام یجمعهم و یشتمل علیهم'' فرمایا ہے ان سے مراد وہی فرقے ہیں جن کی گمراہی و بدعت حد کفر تک نہیں پہنچی ہے۔

(۲)'' شرح سفر السعادۃ میں حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ''مراد بدخول نار و نجات ازاں بجہت عقیدہ است نہ عمل والا دخول فرقۂ ناجیہ در نار بجزائے عمل نیز جائز است، ایں فرقہ ہمہ اہل قبلہ اند و تکفیر آنہا مذہب اہل سنت و جماعت نہ، اگر چہ کفر برانہا لازم آمد'' (ان فرقوں کے جہنم میں داخل ہونے اور اس سے نجات حاصل ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ دخول عقیدے کے سبب ہوگا عمل کے سبب نہیں، ورنہ عمل کی جزا کے طور پر فرقہ ناجیہ کا بھی جہنم میں داخل ہونا جائز ہے، یہ تمام فرقے اہل قبلہ ہیں، مذہب اہل سنت پر ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی اگر چہ ان پر کفر لازم آئے''۔

یہاں شیخ کا تمام فرقوں کو اہل قبلہ کہنا اور یہ کہنا کہ اگر چہ ان پر کفر لازم آئے ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی یہ دلیل ہے کہ کفر التزامی کے مرتکب نہ ہوں زیادہ سے زیادہ کفر لزومی کے مرتکب ہوں تو ایسے لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے لیکن وہ فرقے جن کی گمراہی اور بدعقیدگی اصول عقائد میں مخالفت کی وجہ سے حد کفر تک پہنچ چکی ہو اور کفر التزامی کے مرتکب ہوں تو وہ یقیناً اجماعاً ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

(۳)'' امام ربانی مجدد الف ثانی نے بھی مکتوبات میں یہی موقف اختیار کیا ہے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''باید دانست کہ مراد از قول آں سرور علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام کہ در حدیث تفریق ایں امت بہفتاد و دو فرقہ واقع شدہ است کلهم فی النار الا واحدہ دخول شاں است در نار و مکث شاں است در عذاب آں نہ خلود در نار و دوام در عذاب آنکہ منافی ایمان و مخصوص بکفار'' (جاننا چاہیے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کلهم فی النار إلا واحدة جو حدیث افتراق امت میں وارد ہوا ہے سے مراد ان کا جہنم میں داخل ہونا اور عذاب میں کچھ وقت گذارنا ہے نہ کہ (مراد یہ ہے کہ) خلود فی النار اور عذاب میں ہمیشہ ہمیش رہنا جو کہ ایمان کے منافی ہے اور کفار کے ساتھ مخصوص ہے''۔

اس عبارت سے بھی یہی ظاہر ہو رہا ہے جو فرقے کفر التزامی کے مرتکب نہیں ہوں گے وہ جہنم سے نکالے جائیں گے اور جو کفر التزامی کے مرتکب ہوں گے وہ ہمیشہ رہیں گے اس لیے کہ ان کے پاس ایمان ہوگا ہی نہیں کہ جہنم میں ہمیشہ رہنا منافی ایمان ہو۔

پھر مولانا موصوف لکھتے ہیں'' کچھ آگے چل کر امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

وچوں ایں فرقہ مبتدع اہل قبلہ اند در تکفیر آنہا جرأت نہ باید نمود تا زمانیکہ انکار ضروریات دینیہ نمایند ورد متواترات

احکام شرعیہ کنند وقبول ما علم مجیئہ من الدین بالضرورۃ نکنند علما فرمودند اگر نو دونہ وجہ کفر دائر شود و یک وجہ اسلام یافتہ شود و تصحیح ایں وجہ باید نمود و حکم بکفر نباید کرد" (چونکہ یہ گمراہ فرقے اہل قبلہ ہیں (لہٰذا) ان کی تکفیر کرنے میں جرأت نہیں کرنا چاہیے، تاوقتیکہ ضروریات دین کا انکار کریں، متواتر احکام شرعیہ کورد کریں اور ضروریات دین کو قبول نہ کریں، علمانے فرمایا ہے کہ اگر ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو اسلام کا ہو تو اسلام والے پہلو کو صحیح ماننا چاہیے اور کفر کا حکم نہ لگانا چاہیے)۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اس عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ جو ضروریات دین کا صراحۃً منکر ہو اور جس کے کفریہ اقوال میں تاویل کی قطعاً گنجائش نہ ہو اس کی تکفیر کی جائے گی اور وہ بھی ایسا ہی کافر ہوگا کہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔

☆☆☆

(......بقیہ ص۲۸ر کا) ابا محمد ؟ قال اللّٰہ تعالیٰ یا ادم ارفع راسک فرفع راسہ فرأی نور محمد فی سرادق العرش فقال یارب ما ھذا النور؟ قال نبی من ذریتک۔ اسمہ فی السماء احمد وفی الارض محمد، لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا" "یعنی جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو الہام کیا کہ وہ سوال کریں کہ اے اللہ تو نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم اپنا سر اٹھا۔ پس انہوں نے سر اٹھایا تو حضور کا نور عرش کے پردوں میں دیکھا۔ عرض کی یا اللہ یہ کس کا نور ہے؟ فرمایا تیری ذریت میں سے ایک نبی ہے اس کا نام آسمان پر احمد ہے اور زمین پر محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا نہ آسمان کو اور نہ زمین کو۔

حضرت سیدنا ابوالحسین حمدونی شاذلی علیہ الرحمہ اپنے قصیدہ دالیہ میں فرماتے ہیں:

روح الوجود حیاۃ من ھو واجد
لولاہ ماتم الوجود لمن وجد

"یعنی نبی ﷺ تمام ہستی عالم کی جان ہیں، حیات جملہ موجودین ان کے سبب ہیں اگر وہ نہ ہوتے، کسی شخص کا وجود نہ ہوتا"۔

حضرت علامہ شرف الدین ابوعبداللہ محمد بوصیری علیہ الرحمۃ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من
لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

یعنی ضرورت دنیا کی طرف ان کو کیوں کر بلائے گی کہ گروہ نہ ہوتے تو دنیا نیستی سے نہ نکلتی۔ یعنی پیدا نہ ہوتی حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ والرضوان اس کی شرح میں فرماتے ہیں: "اگر حضور کا فضل اور حضور کی عطا نہ ہوتی تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی اور عالم میں سوائے موجد تبارک و تعالیٰ کے کوئی نہ ہوتا"۔

یہی وجہ ہے کہ امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے احادیث کے مفہوم اور اسلاف کے نظریہ کو اپنے منظوم کلام میں پرو کر دنیا کے سامنے پیش کیا، اور ہمیں یہ درس دیا کہ اپنے اسلاف کے عقائد اور نظریہ سے ہٹ کر نئی بنیاد قائم کرنا گمراہی کا سبب ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

☆☆☆

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں

از: مولانا محمد افضل حسین اویسی، استاذ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

یہ بات ایک امر حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے حضور اکرم نور مجسم ﷺ باعث تخلیق عالم و جان کائنات ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو عرش وفرش، شجر وحجر، برگ وثمر، زمین وآسمان، جنت ودوزخ غرض کہ کائنات کی کوئی بھی شئی موجود نہ ہوتی۔ ہر شئی آپ کے صدقہ وطفیل اور آپ کے سبب پیدا کی گئی، چنانچہ ایک حدیث قدسی کا مضمون کچھ اس طرح ہے۔ ''میں چھپا ہوا خزانہ تھا جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے اپنے محبوب کو پیدا کیا''۔

چنانچہ اس سلسلے میں متعدد احادیث ہیں جن میں سے چند ہدیۂ ناظرین ہے، طوالت کی خاطر اصل عبارت سے گریز کر کے محض ترجمہ اور مفہوم پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

حاکم نے مستدرک اور بیہقی نے دلائل النبوۃ اور طبرانی نے معجم کبیر اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: دوعالم کے مختار آقائے کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے بارگاہ ایزدی میں لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ عرضی پیش کی کہ اے پروردگار عالم میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلے اور صدقے سے دعا کر رہا ہوں اور اپنے گناہ کی معافی طلب کر رہا ہوں۔ اپنے محبوب کے صدقے میں میری مغفرت فرما۔ ندا آئی کہ اے آدم ابھی تو میں نے محمد کو پیدا بھی نہیں کیا۔ تم نے انہیں کس طرح جان لیا۔ تو سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار جب تونے مجھے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا تو میں نے عرش کے پایوں پر یہ مبارک کلمہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا پایا۔ میں نے اسی وقت جان لیا کہ یہ تیرا کوئی خاص بندہ اور سب سے زیادہ پیارا ومحبوب ہے جس کے نام کو تونے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے، تو اللہ عزوجل کا ارشاد ہوا: اے آدم یقیناً تونے سچ کہا، یہ میرا محبوب اور پیارا بندہ ہے اور جب تم نے اس کے وسیلے سے دعا کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت فرمادی اور اے آدم اگر میرا محبوب (ﷺ) نہ ہوتا تو تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔

اس طویل حدیث سے یہ بات مستفاد ہوئی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام کی تخلیق نہ ہوتی اور آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں کہ نسل انسانی آپ سے چلی، اور جب آدم علیہ السلام حضور کے سبب مخلوق ہوئے تو بلا شبہ تمامی دنیا حضور ہی کی وجہ سے بنائی گئی۔ تو تمام اشیاء کے وجود کا سبب اور اس کی علت حضور ہی ٹھہرے البتہ اس حدیث سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا سبب تخلیق عالم ہونا بالواسطہ سمجھا جارہا ہے اور آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی تخلیق کا سبب ہونا بلا واسطہ ہے۔ اب وہ احادیث ملاحظہ

ہوں جس میں سرکار دو عالم ﷺ کا سبب تخلیق عالم ہونا بلا واسطہ صراحت کے ساتھ سمجھا جا رہا ہے۔ حضرت علامہ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وفی روایات اخر لولاہ ماخلقت السماء والارض ولا الطول والعرض ولا وضعت فیھا ثوابا ولاعقابا ولا خلقت الجنۃ ولاالنار ولا الشمس ولا القمر" یعنی اگر وہ نہ ہوتے تو نہ میں آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کو نہ طول کو نہ عرض اور نہ اس میں ثواب وعذاب کو رکھتا اور نہ ہی جنت، دوزخ اور چاند وسورج بناتا۔

علامہ ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی:" ھبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربک یقول: لقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک و منزلتک عندی ولولاک ماخلقت الدنیا" یعنی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی مقدس بارگاہ میں حضرت جبریل نے حاضر ہو کر عرض کی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں نے اپنی بارگاہ میں تم سے زیادہ عزت والا کسی کو نہیں پیدا کیا۔ دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہاری جو قدر ومنزلت میرے حضور میں ہے ان پر آشکارا کروں۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔

دیلمی نے مسند میں حضرت ابن عباس سے روایت کی:" قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل فقال: یا محمد ان اللہ تعالیٰ یقول: "لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ماخلقت النار۔" یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اگر تم نہ ہوتے تو جنت نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے تو دوزخ نہ بناتا۔"

حاکم نے مستدرک میں اور ابوالشیخ نے طبقات الاصفہانیین میں حضرت ابن عباس ہی سے روایت کی: " کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: اے عیسیٰ: تم محمد پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم دو کہ وہ ان پر ایمان لائیں۔ اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو نہ پیدا کرتا اور نہ ہی جنت اور دوزخ کو پیدا کرتا۔"

مذکورہ بالا جملہ احادیث میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا سبب تخلیق عالم ہونا صراحت کے ساتھ جانا جا رہا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ دو عالم کے مختار ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ سبب تخلیق آدم علیہ الصلاۃ والسلام بھی ہیں اور سبب تخلیق کائنات بھی ہیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس مضمون کی بیشتر حدیثیں اپنے مبارک رسالہ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" میں بیان فرمائی ہیں۔ اور تمام ائمہ دین ومفتیان وعلمائے شرع متین حضور اقدس ﷺ کو سبب تخلیق آدم علیہ السلام وسبب تخلیق عالم لکھتے اور کہتے چلے آئے ہیں۔

اب چند اقوال علمائے دین ومفتیان شرع متین کے نقل کئے جا رہے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ ہمارے اسلاف کرام بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے جو آج ہمارا عقیدہ ہے، لہٰذا ہم اپنے اسلاف کی روش اور ان کے طریق پر ہیں۔

علامہ سیف الدین ابو جعفر ابن عمر الحمیری الحنفی "الدر التنظیم فی مولد النبی الکریم" میں فرماتے ہیں۔ "ویروی انہ لما خلق اللہ تعالیٰ آدم الھمہ ان قال یارب لم کنیتنی (بقیہ ص ۲۶ پر......)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، جن کو تاریخ فراموش نہیں کرسکتی

☆☆ از: محمد عمران رضا سنبھلی، نخاسہ سنبھل یو پی ☆☆

کیوں کسی غیر سے شکوہ بے داد کروں
لطف جب ہے کہ تجھ ہی سے تری یاد کروں

چودہ سو سال سے آج تک نہ جانے افتراء، کذب و تکذیب بیانی اور توہم پرستی کی نہج پر کتنی ایسی تواریخ مرتسم کی گئیں کہ جن کا وجود ارض ہستی پر تو مشکل فضاؤں میں بھی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ شاید راقم کا یہ نظریہ غلط نہیں کہ اس مذموم فن کی جانب پہلے کے مقابل مصنوعی فن پاروں کے قدم زمانے کی کرم فرمائیوں کے سبب روز بروز بہت آگے بڑھتے جا رہے ہیں جن کا پس منظر و پیش منظر فقط اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ ان ہونی اور ہونی، کو ان ہونی، ثابت کرنا ہے۔ جس کے سامنے حقیقت بینی اور حقیقت بیانی پر مشتمل داستان کی تکذیب اور خود ساختہ قالب سے ملبوس کہانی کی تصدیق کر دکھانا ہے۔

ماضی قریب میں بہت سی ایسی شخصیات گذری ہیں جن کو مؤرخین نے نظر انداز کرنے کے حتی المقدور کوشش کی تاہم وہ اپنے عزم و حوصلہ میں کامیاب نہ ہو سکے اسی حصہ میں ایک اہم ذات اور بین الاقوامی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ہے۔ میرا نقطۂ نظر اس موضوع پر روشنی ڈالنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ ماضی قریب کے کچھ ایسے ہی حالات کی ستم ظریفی، فرضی تاریخ نویسی اور کذاب مؤرخین پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب مولانا یاسین صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ: ۱۹۲۰ء اور ۱۹۴۷ء کے بعد بڑی سرعت و تیز گامی کے ساتھ ایسی تاریخ لکھی، اور پیش کی جانے لگی جس میں کچھ حقائق کے پہلو بہ پہلو اکاذیب واباطیل کی آمیزش نہایت چابک دستی سے کی جانے لگی اور جا بجا فرضی تاریخ نویسی کا ناخوش گوار فریضہ انجام دیتے ہوئے ایسے ہوائی قلعے تعمیر کئے جانے لگے جن کی حیثیت ریت محل سے زیادہ نہیں۔ اور تیشۂ تحقیق و تنقید کی ضرب سے وہ چند لمحات ہی میں بکھر کر اپنا وجود کھو بیٹھتے ہیں۔ [انقلاب ۱۸۵۷ء ص ۲]

اس حقیقت بیانی سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی کہ آج کے انشاء پردازوں کی انشا پردازی اس نوعیت سے بڑھ کر تو ہو سکتی ہے مگر کم نہیں۔ اسی فرضی تاریخ سازی کا سہارا لیتے ہوئے تاریخ نگاروں نے مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی کی شخصیت کو من گھڑت تاویلات کے ذریعہ مشکوک بنا کر تاریخی صفحات کی زینت سے مٹا کر پردۂ خفا میں لے جانے کی جارحانہ روش اختیار کی۔ یہ الگ بات ہے کہ انہیں کلی طور پر کامیابی نہ مل سکی۔ بات صرف ایک علامہ کی نہیں بلکہ آج بھی علامہ جیسے علماء کی ایک طویل فہرست موجود ہے، جن کو متعصب قلم کاروں نے کسی گوشۂ تاریخ میں جگہ دینا بھی گوارا نہیں کیا بلکہ جن علماء و قائدین کو ان کے حامیوں نے تاریخی صورت میں پیش کیا تو پھر ان متبرک شخصیات کو داغدار کرنے اور ان کے عظیم کارناموں کو ہر جگہ پردۂ راز میں رکھنے کی کوشش کی گئی تا کہ کسی انسانی حاشیہ خیال

پر بھی ان کا نام نہ آسکے جس کی تازہ ترین مثال ۱۹۷۵ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا پچاسی ۸۵ رسالہ جشن تعلیم پروگرام ہے۔ جس میں ملک و بیرون ملک کے مشاہیر علماء و دانشوران زینت جشن تھے۔ اسی جشن تعلیمی میں کتب خانہ ندوہ میں متعدد عالمی شخصیات کی کئی تصانیف لطیفہ، ان کے افکار ونظریات علوم وفنون پر مبنی کتابیں موجود تھیں۔ جن میں بتایا جاتا ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت بریلوی کی کچھ مشہور زمانہ کتابیں بھی شامل فہرست تھیں۔ جن کو دیکھنے کے بعد جہاں بہت سے اصحاب علم نے اعلیٰ حضرت کی علمی و فقہی بصیرت سے متأثر ہوکر ان کے فقہی انسائکلو پیڈیا فتاویٰ رضویہ پڑھنے کی تمنا ظاہر کی تو وہیں دوران پروگرام جب ایک عالم اسلام کے مشہور شامی عالم شیخ عبد الفتاح ابوغدہ پروفیسر کلیۃ الشریعہ محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض، کی نظر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی کتاب پر پڑی تو ذوق مطالعہ کی بنیاد پر صبر نہ کر سکے اور مجموعۂ امام احمد رضا فتاویٰ رضویہ کو طلب کرتے ہوئے کثیر تعداد علماء فضلاء کے مابین کہا این مجموعة فتاوىٰ الشيخ احمد رضا البريلوية، ترجمہ: [شیخ امام احمد رضا بریلوی کا مجموعہ فتاویٰ رضویہ کہاں ہے] تو موقع شناسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جامعہ ندوہ لکھنؤ کے علماء نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا فتاویٰ رضویہ یہاں موجود نہیں۔ لیکن اس وقت اس جم غفیر میں ایک سنی طالب علم نے ان کے متعصبانہ نظریہ کو منکشف کرتے ہوئے کہا کہ فتاویٰ رضویہ یہاں موجود ہے۔

قارئین! مخالفین و معاندین کی یہ صرف ایک مثال جس کو دعویٰ کی دلیل کے لئے رقم کر دینا اشد ضروری اور ذمہ دارانہ فریضہ تھا، ورنہ تو بے شمار ایسے تلخ واقعات اہل حق کی نگاہوں سے اوجھل ہیں جن کے ملاحظات کے بعد امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت ان سے مشکوک حضرات کو بھی بالکل آئینہ کی مثل صاف و شفاف نظر آئے گی۔ جب اہل ندوہ کی ان بچکانہ روش اور اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہت جامع الصفات ذات اور ان کی علمی کاوشوں، جلالت علمی کو شیخ نے اپنی آنکھوں سے ان کے پوشیدہ رکھنے کے بعد جو تأثرات قائم کئے ہیں۔ واقعی بہت معنیٰ خیز ہیں۔ جن کو پڑھ کر ہر ایک کے سامنے امام احمد رضا کی یگانۂ روزگار شخصیت اور زیادہ آشکار ہو جاتی ہے۔

شیخ نے حقانیت کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ”عطر بہر حال عطر ہی ہے کتنا ہی اسے بند شیشی میں رکھا جائے اس کی بھینی بھینی خوشبو اہل ذوق تک پہنچ ہی جاتی ہے“ مزید امام احمد رضا کے طرز تحقیق و استدلال اور شان فقیہانہ کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”میرے ایک دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی میں نے جلدی جلدی میں نے ایک عربی فتاویٰ کا مطالعہ کیا عبارت کی روانی اور کتاب وسنت و اقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتوے کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کرلی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم ہے اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے“۔

[امام احمد رضا اور جدید افکار، ص ۲۸۰، مطبوعہ رضا اکیڈمی ۲۰۱۰ء]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے تفقہ اور علمیت کا اندازہ آپ کی متعدد متنوع علوم و معارف پر مشتمل ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل سے اہل علم ہی خوب لگا سکتے ہیں۔ امام احمد رضا کی جلیل القدر شخصیت پر معاندین کی جانب سے لگائے ہوئے الزامات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اور آپ کی ادبی تحقیقی اور نادر المثال شخصیت کے تعلق سے ماہر

رضویات پروفیسر مسعود احمد کراچی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''امام احمد رضا محدث بریلوی آج سے ساٹھ برس پہلے جدید علمی دنیا میں علم کے حوالہ سے متعارف نہ تھے۔ بعض اہل علم نے نہ جانے کیوں مختلف الزامات لگا کر امام احمد رضا کی شخصیت کو داغدار کیا تھا۔ اب وہ حضرات نادم و شرمسار ہیں۔ بعض انصاف پسند حضرات امام احمد رضا بریلوی پر تحقیق کرنے والوں کی رہنمائی فرمارہے ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی غیر معمولی علم وفضل اور دانش وحکمت کے حامل تھے، ان کی شخصیت اور فکر کے بیسیوں پہلو ہیں۔ انہوں نے عہد زوال میں آنکھ کھولی مگر ان کی فطرت میں عروج تھا۔ انہوں نے اپنی جان کی طرف نہ دیکھا۔ وہ عہد ساز شخصیت کے مالک تھے، وہ عمل کے داعی تھے، وہ سراپا عمل تھے، ان کی زندگی مکمل عمل سے عبارت تھی، گذشتہ ساٹھ سال سے ان کی شخصیت اور علمی خدمات و افکار پر مسلسل کام ہو رہا ہے۔ ملک و بیرون ملک کی جامعات سے ان کی شخصیت وفکر کے مختلف پہلوؤں پر اب تک تقریباً ۲۰ رفضلاء ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں، اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے، اتنی بڑی تعداد میں کسی بھی شخصیت پر کام نہیں ہوا۔ پاک و ہند کے جامعات کے علاوہ کالیبیا یونیورسٹی، کیلیفورنیا یونیورسٹی، امریکہ۔ لند، یونیورسٹی، یوکے۔ لیڈر یونیورسٹی، ہالینڈ۔ ازہر یونیورسٹی، مصر۔ وغیرہ کے فضلاء نے بھی امام احمد رضا محدث بریلوی پر اہم کام کیا ہے۔ بعض علمی شخصیات اور نجی اداروں نے بھی یادگار اور عہد ساز کام کیئے ہیں۔ جن کی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ [پیش لفظ، پروفیسر مسعود احمد کراچی، مکتوبہ ۵ء۲۰۰ ماخوذ از امام احمد رضا کے افکار ونظریات، ص ۱۱ رمطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۱۰ء]

بارہا ایسے بلند پایہ محققین کی گراں قدر خدمات اور خود ان کو صفحہ ہستی سے نابود کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر، مٹتے نہیں ہیں، دہر سے جن کے نشاں کبھی، کے مثل ان کے تابندہ نقوش اپنی تابانیوں اور منور شعاؤں سے اہل زمانہ کو قدم قدم پر روشن کرتے رہے اور ان کے قلوب میں اپنی راسخ الاعتقادی اور فکر ثاقب کے اثرات موجزن کرتے رہے، اسی طرح جب جب امام احمد رضا کی شخصیت پر جتنے معاندین کی جانب سے طرز عداوت میں قلم اٹھائے گئے اتنی ہی اعلیٰ حضرت کی شخصیت ارباب فکر وبصیرت کے سامنے نکھرتی چلی گئی۔

اسی کے ساتھ، قارئین وقت اس بات کا متقاضی ہے کہ امام احمد رضا کی علمی شخصیت اور ان کے پیغام کو آج نزاکت وقت اور جدید افکار ونظریات کی شناسائی حاصل کرتے ہوئے جدید عالمی اداروں، کالجز اور یونیورسٹیز میں نئے اسلوب تحریر وتقریر کی صورت داخل کیا جائے۔ تاکہ عصر حاضر میں امام احمد رضا سے ناآشنا محققین مکمل جدیدیت کے ساتھ آشنا ہوسکیں اور اعلیٰ حضرت پر عصری جامعات میں ریسرچ کرنے والے طالبین کے لئے نئی جہات اور نئی راہیں ہموار ہوسکیں۔ اس نقطۂ نظر کی تکمیل کے لئے اہل علم و ثروت دونوں ہی حضرات کو خندہ پیشانی کے ساتھ تعاون کرنا ہوگا۔ تب کہیں جا کر مقصد کا حصول ہوسکتا ہے۔ ورنہ مکمل متانت وسنجیدگی کے ساتھ اگر ہم یہ سوچیں کہ کسی مفکر کا یہ قول کہ ''وہ قوم جو اپنے اسلاف کے کارناموں سے بے خبر ہے اس قابل نہیں کہ دنیا میں زندہ رہے'' ہم پر صادق آتا ہے تو کچھ حقیقت کے سوا بھی نہیں۔

اعلیٰ حضرت ہے اعلیٰ مقام آپکا
اس لئے اعلیٰ حضرت ہے نام آپکا

☆☆☆

تُف ہے ایسی مصلحت پر

از: یونس رضا مونس اویسی، وائس پرنسپل جامعۃ الرضا، بریلی شریف

مخالفین اسلام، کفار ومشرکین، منافقین، ملحدین، صلح کل و مرتدین کے لئے اسلام کا کیا حکم ہے، مسلمانوں کو ان جہنمیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا ہے قرآن واحادیث اس پر ناطق ارشادات صحابہ وصحابیات، اقوال مجتہدین اس پر شاہد ہیں۔

مسلمانو! یہ خالق کائنات، رب العالمین رحمٰن ورحیم، قہار وجبار اور اس کے مقدس بندے انبیائے کرام رسلان عظام علیہم السلام بالخصوص افضل الکائنات بالاتفاق، سید السادات علی الاطلاق، خلیفۃ اللہ فی السموات والارضین، امام الانبیاء والمرسلین حضور پرنور، سراپا نور، سیدنا وسندنا، مولانا وملجانا، حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے بدترین دشمن ہیں۔ جب یہ اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کے نہیں تو بھلا تمہارے کیسے ہوسکتے ہیں۔ یہ جہاں موقع پائیں گے، تمہیں مشقت ومصیبت میں مبتلا کردیں گے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے: یاأیھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینالکم الآیت ان کنتم تعقلون۔

(سورہ آل عمران: آیت ۱۱۸)

اے ایمان والو! اپنے غیروں کو راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا، دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہوچکی ہے اور وہ جوان کے سینوں میں چھپی ہے اور بڑی ہے بے شک ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمہیں عقل ہو۔

مخالفین اسلام، دشمنان خدا و رسول نے اسلام و مسلمان کونقصان پہنچانے کے لئے کیا کچھ نہ کیا۔ مسلمانوں کے گھر سے ہی مسلمان کوخریدا اور اسلام ومسلمان کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا، ان کے ہاتھوں بک کر اسلام کوصورت مسخ کرنے والوں کی ایک لمبی فہرست ہے، مثلاً شیخ نجد محمد ابن عبد الوہاب، امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی، سید احمد رائے بریلوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرفعلی تھانوی، مرزا غلام احمد قادیانی، ابو العلی مودودی، سر سید احمد خاں وغیرہم، یہ وہ جگمگاتے بدنما داغ ہیں جو خود تو ڈوبے اور نہ جانے کتنوں کو ڈوبا گئے، یہ سب ایسی جماعتوں کے مقتدا و پیشوا ہیں جن کے مذہب میں تعظیم نبی شرک اور ان کی گستاخی، توہین وتنقیص عین ایمان ہیں، ان سے متعلق خالق کائنات رب ذوالجلال کا فتویٰ ہے۔

لاتجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولولا کانوا اباء ھم اوابناھم اواخوانھم اوعشیرتھم۔

(سورہ مجادلہ، آیت ۲۲)

یعنی تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ اور قیامت کے دن پر کہ دوستی کریں اللہ ورسول کے مخالفوں

سے اگر چہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ (سورہ توبہ آیت ۱۲۳)

یعنی ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

اور افضل الکائنات، وجہ وجود کائنات، فخر موجودات، امام الرسل، شارع علیہ اسلام کا فتویٰ ہے: مستدرک للحاکم ۳ر ۶۳۲ پر ہے: حضرت سیدنا انس ابن مالک سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا واصھارا، وسیأتی قوم یسبونھم وینقصونھم فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تؤاکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب واصہار چن لئے اور عنقریب ایک قوم آئے گی جو انہیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تو تم نہ ان کے پاس بیٹھو، نہ ان کے ساتھ پانی پیو، نہ کھانا کھاؤ، نہ شادی کرو نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو اور نہ ان کے ساتھ پڑھو۔

مسلمانو! اللہ ورسول کے فتویٰ سے بڑھ کر کس کا فتویٰ ہے۔ قرآن واحادیث میں ان مخالفین اسلام، دشمنان خدا و رسول سے متعلق صریح احکام موجود ہیں۔ یاد رہے اسلام کے قوانین اختراعی نہیں کہ کوئی چاہے تو کسی کو مسلم قرار دیدے اور کسی کو دائرہ اسلام سے خارج بلکہ تکفیر وعدم تکفیر کے منضبط قوانین وضوابط، آئین و اصول، اصول شرع (کتاب اللہ، احادیث، اجماع، قیاس) میں موجود ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے فتاوے کا اہل بنایا ہے، ان پر شرعی ذمہ داری ہے کہ جب کبھی ضرورت پڑے فتاوے صادر کریں

اور شریعت کا تحفظ فرمائیں۔ یہ حقیقت ہندی مسلمانوں کی تاریخ پر معمولی نگاہ رکھنے والے پر عیاں ہے کہ ہندوستان میں سنیت راسخ تھی مگر جب امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی فکر عام ہوئی تو اسلام کے نام پر دو طبقے وجود میں آئے۔ ایک تقلید شخصی کا منکر جس نے اہل حدیث سے شہرت حاصل کی۔ دوسرا تقلید کا قائل جس نے دیوبندی سے شہرت حاصل کی چونکہ ان کے معمولات اہل سنت سے ملتے جلتے تھے اس لئے مؤخر الذکر طبقہ سے اہل سنت کو زیادہ نقصان پہنچا اس جماعت کے طواغیت اربعہ (نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی) نے قرآن و احادیث کی تصریحات کے خلاف باتیں لکھیں چھاپیں یعنی ان سے صریح کفریات کا صدور ہوا۔ تو علمائے اہل سنت بالخصوص امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ان کی کفری عبارتوں پر گرفت کی اور فتویٰ کفر صادر فرمایا۔ اور علمائے حرمین طیبین کے نام ایک استفتاء لیکر اپنے دوسرے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ تشریف لے گئے علمائے حرمین نے ان طواغیت اربعہ کو اسلام سے خارج اور مرتد قرار دیا اور فرمایا: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ مفتیان کرام وعلمائے حرمین کے فتاویٰ وتصدیقات "حسام الحرمین" کے نام سے مشہور ومقبول ہے جس میں مسالک اربعہ کے مفتیان کرام کی تصدیق شامل ہے مکہ مکرمہ کے ۲۰ رفاضل اور مدینہ منورہ کے ۱۳ رفاضل کی تصدیقات اس پر ثبت ہیں۔ اور اسی فتویٰ پر مزید تصدیقات "الصوارم الھندیہ فی رد مکر الدیوبندیہ" میں ہیں۔ جس میں غیر منقسم ہندوستان کے دوسو اڑسٹھ علمائے کرام ومفتیان عظام شامل ہیں۔ اسی وجہ سے مسلک اہل سنت کا ایک تعارفی نام مسلک اعلیٰ حضرت ٹھہرا تا کہ عوام اہل سنت دیوبندیوں کو بعض

معمولات اہل سنت پر عامل دیکھ کر گمراہ نہ ہوں اور اہل سنت ممتاز نظر آئیں۔

ان تصریحات کے باوجود آج کچھ لوگ ان کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہیں اور رات و دن اسی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی صورت سبھی ایک ہو جائیں، مگر وہ قرآن و احادیث کا حکم بھولے بیٹھے ہیں یا جان بوجھ کر دنیاوی ہوس کی وجہ سے اس بلا میں کود رہے ہیں۔ ساتھ ہی مصلحت، ضرورت کا نعرہ بھی لگا رہے ہیں۔ کچھ ایسے ہی حضرات کے مصلحتی نعروں نے حوصلہ دینا شروع کر دیا ہے جن کا لازمی نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ بعض سنی علماء پہلے ٹھیک تھے مگر اب وہ اسلام سے باہر ہیں۔ کیا طاہر القادری کی تازہ ترین مثال آپ کی نظر سے اوجھل ہے وہ سنیوں کا بے باک مقرر، مبلغ، مسلک حق کی اشاعت کرنے والا نہیں تھا؟ آج بھی عید میلاد النبی، علم غیب رسول، شفاعت رسول، سیرت رسول کے موضوع پر اس کی ایسی لچھے دار تقریریں گونج رہی ہیں جو یقین کرنے نہیں دیتیں کہ وہ مسلک حق کا مبلغ نہیں ہے، وہ دائرہ اسلام سے باہر ہے مگر افسوس حقیقت یہی ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے باہر ہے مخالفین اسلام کا ایجنٹ ہے۔ شیخ نجد کے بطن سے فتنہ وہابیت نے جنم لیا تھا اور اب شیخ منہاجی کراچی کے بطن سے فتنہ طاہری جنم لے چکا ہے۔ اکابر علمائے پاکستان اور اکابر علمائے ہندوستان کے نظریات و فتاوے اور فیصلے صادر ہو چکے ہیں کہ طاہر القادری دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پہلے طاہر القادری نے سنی، شیعہ، وہابی، دیوبندی، وغیرہ کو ایک کرنے کا بیڑا اٹھایا اب وہ مسلمان، یہودی، نصرانی، وغیرہا کو ایک کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے۔ یہ انگریزوں کے ہاتھ بک چکا ہے اور اب پاکستان کم رہتا ہے انہیں کی گود میں بیٹھ کر انہیں آقاؤں کے یہاں زیادہ رہتا ہے اس کی متعدد کتابیں، کارنامے اسکی کفریات پر شاہد ہیں، انٹرنیٹ وغیرہ پر بھی خلاف شرع کام دیکھے جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب کرے، اگر ہم مصلحتوں کے نعروں سے باز نہ آئے تو وہ دن دور نہیں کہ ہم اپنے ہی آدمی اسی طرح کھوتے چلے جائیں گے۔

طاہر القادری کے عقائد و نظریات سے متعلق بعض فضلائے زمانہ کو اس کی پرانی تحریروں سے وہم ہو رہا ہے کہ وہ صحیح ہے مگر افسوس نہ جانے وہ کیوں اسکی اس جدید نظریات سے صرف نظر کر رہے ہیں۔ کیا یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ نیا قول راجح اور پرانا مرجوح ہوتا ہے۔ کیا یہ فضلاء اس کی پرانی تحریروں اور نظریوں کو ہی اس کے سارے جدید کفری نظریہ اور کفری کارنامہ کو توبہ سمجھ بیٹھے ہیں جن فضلا کو وہم ہے ان سے گذارش ہے کہ وہ اس کی جدید تحریروں کو پڑھیں موجودہ کارنامے دیکھیں خلاف شرع کاموں پر اس سے استفسار کریں پھر دیکھیں کہ کیا واقعی وہ بدل چکا ہے یا نہیں صرف پرانی تحریروں کا حیلہ کافی نہیں۔

اللہ تعالیٰ رحمت و انوار کی بارش برسائے علمائے اہل سنت پر کہ وہ آج بھی اس نازک دور میں شرعی احکام کو عام کرنے میں کوشاں ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک پر تنویر تحریر محبوب العلماء، صوفی باصفا، عالم باعمل، درویش صفت حضرت علامہ مفتی ولی محمد رضوی صاحب قبلہ خطیب و امام جامع مسجد باسنی ناگور راجستھان کی حضرت مولانا نصیر احمد صاحب، نائب خطیب و امام جامع مسجد باسنی نے دی جسے میں نے ملاحظہ کیا۔ ماشاء اللہ بہت خوب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت دینی کو قبول فرمائے اور اس رسالہ کا فیضان عام فرمائے۔

حضرت مفتی صاحب، متصلب، راسخ العقیدہ عالم، کامیاب مبلغ، (بقیہ ص ۱۸/پر......)

ادارہ منہاج القرآن کے وابستگان کے لئے لمحہ فکریہ

از: ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، بانی ادارہ صراط مستقیم، پاکستان

سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت روح ایمان ہے۔آپ کی تعظیم و توقیر سے انسان سعادت مند بنتا ہے اور تھوڑی سی بے رخی سے بھی قعر ذلت میں جا گرتا ہے۔بندۂ ناچیز خیر خواہی کی نیت سے آپ حضرات کو متوجہ کر رہا کہ ایک بار نہایت اطمینان اور ٹھنڈے دل سے ناموس رسالت سے متعلق اپنے قائد ڈاکٹر طاہر القادری کے اقوال ملاحظہ کر لیں اور سوچیں آپ کے قائد نے اپنے سابق موقف سے پسپائی کیوں اختیار کی؟ کل تک جو نظریہ قرآن وسنت کی تعلیم سے ماخوذ قرار دیا تھا آج وہی نظریہ کس لیے جہالت اور دہشت گردی قرار پایا ہے؟

ڈاکٹر طاہر القادری کا سابقہ نظریہ: چند عنوانات کے تحت شیخ منہاج کی گفتگو ہو بہو نقل کر رہا ہوں۔

{۱} ایسا لفظ جس میں توہین کا صرف وہم ہو وہ بولنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔غرضیکہ محض بطور وہم کے بھی جس مین تحقیر وتوہین کا پہلو پایا جائے تو ایسا لفظ شان رسالت مآب میں بولنے والا شخص کافر ہو جاتا ہے۔اگر چہ وہ اس لفظ کے استعمال سے اہانت وتوہین اور تنقیص وتحقیر کی نیت بھی نہ رکھتا ہو۔ (تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۹۷)

{۲} جس شخص نے شان رسالت ﷺ میں ایسا لفظ بولا جس میں صراحۃً توہین نہیں بلکہ اس میں صرف توہین کا شائبہ ہے وہ بھی گستاخ اور واجب القتل ہے اگر کسی نے بغیر ارادے کے بھی حضور ﷺ کی اہانت وتنقیص کی اور وہ اگرچہ صراحۃً (Expressly) نہ تھی بلکہ اجمالاً (Impliedly) تھی اور اس میں تحقیر وتوہین کا وہم وشائبہ پایا جاتا تھا تو اس ذرا سی بے ادبی پر بھی اس کے کافر اور واجب القتل ہونے کا ائمہ وفقہاء نے فتوی دیا ہے۔غرضیکہ کوئی بھی فرد دانستہ (Intentionally) یا غیر دانستہ (Unintentionally) طور پر گستاخی و اہانت رسول ﷺ کے جرم کا ارتکاب کرے تو اس کے لیے شریعت نے واجب القتل ہونے کی سزا مقرر کی ہے۔ (تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۱۰۹)

{۳} اسلامی ریاست کا قانون ایسا ہونا چاہئے کہ کوئی گستاخ یہ کہہ کر بچ نہ سکے۔چونکہ میں نے لفظ صریح نہیں بولا لہٰذا مجھے چھوڑ دیا جائے۔

غرضیکہ اسلامی ریاست کا قانون و ضابطہ اہانت رسالت مآب ﷺ کے خاتمے کیلئے اتنی صریح عبارت پر مشتمل ہونا چاہیے کہ اس میں محض کسی کو یہ کہہ کر بچ جانے کی گنجائش اور موقع نہ ملے کہ جو لفظ میں نے بولا ہے اس میں صراحۃً حضور ﷺ کی گستاخی ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس میں فقط احتمال وشائبہ ہے جبکہ میرا گستاخی واہانت کا ارادہ نہ تھا کسی یہ جواب ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ اہانت وگستاخیٔ رسول ﷺ کا ارتکاب کرنے والے بدطینت افراد میں ہی متصور ہوگا۔ (تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۱۰۴)

{۴} اگر کسی نے کنایۃً توہین کی وہ بھی گستاخ اور واجب القتل ہے۔گویا سرور کائنات ﷺ کے فیصلے پر

راضی نہ ہونا اور اسے دل و جان سے تسلیم نہ کرنا یہ بظاہر ایک خفیف سی گستاخی و بے ادبی ہے مگر اس گستاخی پر بھی توبہ کا موقع دیئے بغیر سزائے قتل کو واجب قرار دیا جا رہا تو اس سے بھی بڑھ کر جب صریحی قول و فعل اشارۃً کنایۃً تحریر و تقدیر سے گستاخی و بے ادبی رسول کا کوئی پہلو نکلے تو ایسی صورت میں توبہ کا نیت دریافت کرنے کا اور سزائے موت موخر کرنے کا موقع کیسے دیا جا سکتا ہے؟ یہ بات قابل غور ہے یہاں اس گستاخ نے زبان سے بے ادبی و گستاخی کے الفاظ نہیں کہے بلکہ گستاخی فقط اتنی تھی اس نے حضور ﷺ کو فیصل و حکم مان کر آپ کا فیصلہ سننے کے بعد اسے ماننے سے انکار کیا۔ یہ گستاخی و اہانت صریح گستاخی کے ان معاملات سے بہت ہلکی ہے جن میں زبان کے ساتھ بارگاہ نبوت ﷺ میں نازیبا کلمات کہے جائیں یا تحریراً گستاخی کا کوئی پہلو عیاں ہو سو یہ معمولی درجہ کی ہلکی و خفیف نوعیت کی گستاخی تھی مگر باوجود اس کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اس جرم کی سزا بھی قتل تجویز فرمائی بلکہ اس کے فوری نفاذ کے سلسلہ میں حق توبہ سے بھی مجرم کو کلیتاً محروم کر دیا۔

(تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۲۷۰،۲۶۹، تفسیر منہاج القرآن جلد ا، صفحہ ۳۹۴)

{۵} صریح اور کنایہ تو کیا اگر کسی کے دل میں گستاخی ہو پھر بھی واجب القتل ہے۔ یہ بات لائق توجہ ہے کہ اس شخص نے زبان سے قولاً یا فعلاً اشارۃً یا کنایۃً کسی بھی صورت میں شان رسالت مآب میں تنقیص و تحقیر پر مشتمل کوئی کلمہ زبان سے آپ کے سامنے نہیں کہا بلکہ محض اس نے عمل اور مستقل معمول سے امر واقعہ آپ پر متحقق ہوا کہ اس میں دل میں گستاخی رسول پنہاں ہے یا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا اشارہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا سو کسی مزید تحقیق و تفتیش اور صفائی کا موقع دیئے بغیر کہ کس نیت سے تم پڑھتے ہو، کس سے نہیں نیت کے اعتبارات کو کرتے ہوئے تفصیلات میں جائے بغیر بے ادبی و گستاخی رسول کے جرم پر اس کا سر قلم کر دیا۔

(تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۲۶۴)

{۶} جو ارادہ اور نیت کے بغیر توہین کرے وہ بھی گستاخ ہوگا دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ ہر وہ شخص جو اہانت رسول کا دانستہ یا غیر دانستہ عمداً یا غیر عمداً ارادے سے یا بغیر ارادہ کے تیت سے یا بغیر نیت کے غرضیکہ کسی بھی صورت میں ارتکاب کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو جائے گا۔

(تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۲۱۵)

{۷} گستاخ رسول ﷺ کی توبہ قبول نہیں۔ شان رسالت مآب میں توہین آمیز کلمات کہنے والا قبولیت توبہ سے محروم رہتا ہے کیونکہ ادنی سی گستاخی رسول ﷺ کے باعث بھی ایمان کا شجر بے ثمر ہو جاتا ہے اور دولت اسلام چھن جاتی ہے۔

(تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۲۱۳)

{۸} گستاخ رسول ﷺ کیلئے معافی نہیں ہے بارگاہ مصطفوی ﷺ میں ادنی گستاخی و اہانت سرزد ہو جائے تو یہ چیز انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہے اس سلسلے میں کسی قسم کا عذر قابل قبول نہیں۔ (تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۲۱۰)

{۹} گستاخ رسول کو معاف کرنا حسن خلق نہیں بے غیرتی ہے۔ بایں وجہ کوئی فرد بشر سرور کائنات حضور نبی کریم ﷺ کی اہانت کا ارتکاب کرے اس فعل کا کسی بھی امتی یا اسلامی ریاست کو پتہ چل جائے اور وہ بغیر قیام حد اسے معاف کر دے تو یہ حسن خلق ہرگز نہ ہوگا بلکہ از روئے شرع یہ عمل بے حمیتی اور بے غیرتی متصور ہوگا کیونکہ نبی کریم ﷺ کی عزت و حرمت عظمت و تقدس اور ادب و احترام کی محافظت و پاسبانی امت مسلمہ کی دینی و ایمانی ذمہ داری میں شامل ہے۔

(تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۱۹۸)

{۱۰} گستاخ رسول ﷺ کی جان کی حفاظت کے بارے میں اسلامی ریاست کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے لہٰذا وہ جہاں اور جب ملے اسے قتل کر دیا جائے۔ اسلامی ریاست میں کسی کی جان و مال، عزت وعصمت کی محافظت و پاسبانی اللہ کی رحمت میں شمار ہوتی ہے ناحق کسی کی جان تلف نہیں کیجاتی اور کسی کا معصوم الدم ہونا بھی اللہ کی رحم کے باعث ہوتا ہے جبکہ اس کے برعکس کسی کی جان و مال عزت و آبرو کی محافظت کی ذمہ داری کا رفع ہو جانا بہت بڑی ذلت و رسوائی ہے۔ حتی کہ یہ حکم آ جائے کہ جہاں اور جب ملیں انہیں چن چن کر قتال کر دیا جائے یہاں تک کہ ان کا نام و نشان بھی صفحہ ہستی سے مٹ جائے بسبب اس کے کہ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے آداب کو نہ صرف پامال کیا ہے بلکہ بے ادبی و گستاخی و اہانت وتنقیص رسالت کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ یوں منافق وکافر ہوئے ان کی جان اور مال کے تحفظ کی ان کے حوالے سے اسلامی ریاست کی ذمہ داری بھی ختم ہوئی معصوم الدم ہونے کے شرف سے محروم ہو کر مباح الدم ہوئے لہذا انہیں تلاش کیا جائے جہاں اور جس جگہ ملیں اس طرح قتل کیا جائے کہ حق قتل کے تمام تقاضے ادا ہو جائیں دوسروں کیلئے یہ عمل نشان عبرت بن جائے حتی کہ اسلامی ریاست میں جرم اور روپے (Behavior) کا کلیۂ خاتمہ ہو جائے۔ (تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۱۹۳)

{۱۱} گستاخ رسول کے قتل کو دہشت گردی کہنے والا امریکا خود دہشت گرد اور گستاخوں کو پناہ دینے والا ہے۔ مغربی دنیا اور امریکہ کے لیے جائز ہے کہ چونتیس (۳۴) ممالک کی جدید اسلحہ سے مسلح افواج کے ساتھ ارض بغداد پر ہزاروں لاکھوں معصوم مسلمان بچوں عورتوں بوڑھوں اور بے گناہ شہریوں کو زندگی سے محروم کر کے موت کے منہ میں دھکیل دے اور ہر طرف ظلم و بربریت اور جبر و استبداد کے نہ صرف سائے بٹھائے بلکہ خون کی ندیاں ونہریں بھی جاری کروادے اور وہ بھی صرف ایک ریاست کے اقتدار اعلی کی حفاظت کی خاطر تو گویا ایک ریاست کے اقتدار اعلی کے تحفظ و بقاء کیلئے تم لاکھوں انسانوں کو ذبح کردو تو تمہارا یہ عمل نہ صرف جائز ہو بلکہ عین انصاف ہو جبکہ ہمارے نزدیک لاکھوں کویت اور ساری دنیا کا اقتدار اعلیٰ ایک طرف اور عزت و ناموس مصطفیٰ ﷺ ایک طرف اور وہ بدبخت سلمان رشدی جو اس دنیا کے نہیں بلکہ اس پوری کائنات کے مقتدر اعلی کی عزت و ناموس پر حملہ کرے اور ان کی شان اقدس میں بے ادبی اور گستاخی کرے اور زبان درازی کی جسارت بھی کرے تو ایسے شیطان صفت کو عالم مغرب نہ صرف پال رہا ہے بلکہ اس کا تحفظ و دفاع بھی کر رہا ہے ایسا کیوں؟ یہ عالم مغرب کا دوغلہ پن اور دوہرا کردار ہی تو ہے ہم کبھی بھی اسے گوارا نہیں کر سکتے۔ (تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۳۶۰)

{۱۲} توہین رسالت کی پہلی تعریف:

ہمارے نزدیک حضور نبی کریم ﷺ کی ادنی سی گستاخی و بے ادبی توہین وتنقیص تحقیر و استخفاف خواہ بالواسطہ بالفاظ صریح ہو یا باندازہ اشارہ و کنایۂ ارادی ہو یا بغیر ارادی بنیت تحقیر ہو یا بغیر نیت تحقیر گستاخی کی نیت سے ہو یا بغیر گستاخی کے حتی کہ وہ محض گستاخی پر دلالت کرے یا وہم گستاخی کا شائبہ ہی یوں پیدا کرے کہ جس سے اہانت و گستاخی کا دروازہ کھلتا ہو تو ان سب صورتوں میں گستاخی رسول کا ارتکاب کرنے والا کافر و مرتد اور واجب القتل ہے۔ (تحفظ ناموس رسالت صفحہ ۳۴۹)

ڈاکٹر طاہر القادری کا حالیہ موقف:

آپ کے قائد نے ARY چینل پر اور بعد میں تیرہ گھنٹے کی گفتگو میں اس امر پر زور دیا ہے کہ توہین رسالت کیا ہوتی ہے

گستاخی کیسے بنتی ہے؟ ARY چینل پر پی جے میر کے پروگرام میں انہوں نے کہا: سلمان تاثیر کو مارنے والا شخص (ملک ممتاز حسین قادری) قاتل ہے اس قتل کا خواہ جو بھی پس منظر ہو اس (ملک ممتاز حسین قادری) کو قاتل ہونے کی حیثیت سے سزا ملنی چاہیے۔ فرض کریں گورنر سلمان تاثیر نے اگر کوئی جملہ ایسا بولا بھی جو گستاخی رسول پر جا کے منتج ہوتا ہے تو بھی کسی ایک سویلین یا فرد واحد کو قتل کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اگر وہ (ملک ممتاز حسین قادری) قانون اپنے ہاتھ میں لے کر قتل کرے گا تو قاتل تصور کیا جائے گا اس کی سزا موت ہے اور جہاں تک میں نے اس کے بیان کو دیکھا ہے اور میڈیا کے ذریعہ میرے علم میں آیا ہے وہ سارا بیان گستاخی رسول کی تعریف میں نہیں آتا۔ (روزنامہ اوصاف لاہور سیون سٹار ۲۴ راکتوبر ۲۰۱۱) کرنٹ افیئرز پرویز جاوید (پی جے) میر۔ اتوار ۲۵ رستمبر ۲۰۱۱ (۲۵ تا ۲۸ منٹ پر)

اسی موضوع پر تمہارے قائد نے دو نشستوں میں تقریباً تیرہ گھنٹے گفتگو کی اس طویل بحث میں انہوں نے بڑے زور و شور سے توہین رسالت کی ایک نئی تعریف کی جو یہ ہے؛ صرف ایک شکل جس میں گستاخی رسول کا اور کفر کا قول ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس کا فعل ظاہر اور فعل ظاہر کا ایک ایک کلمہ وہ بھی صریح کفر ہوگا اور قطعی کفر ہو اور اس میں کوئی عدم کفر کا احتمال نہ ہو اتنا کلیر کٹ صراحۃً اس نے کلمہ بولا ہو آقا علیہ السلام کا نام لے کر کفر ہونا ضروری ہے اور اس نے آقا ﷺ کا نام لیا ہو یا قرآن کا یا اللہ تعالی کا یا شریعت کا یا سنت کا نام لے کر اس کو ٹھکرانے کا صریح ہو اور قطعی ہو اس میں کوئی احتمال موجود نہ ہو اور اس کے باطن اور مقصد میں بھی اور نیت اور ارادے میں بھی کوئی احتمال عدم کفر کا نہ ہو اور جب ظاہر اور باطن دونوں قطعی اور صریح ہو جائیں کفر پر احتمال نہ ظاہر میں کوئی اور رہے اور نہ باطن میں کوئی اور رہے تب اس کا حکم تکفیر ہوگا اور اس کو کافر و مرتد اور گستاخ رسول کہا جائے گا۔

تبدیلیاں: ڈاکٹر طاہر القادری کے پہلے نظریہ کے برعکس حالیہ موقف میں بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں: اشارۃً اور کنایۃً کے مقابلے میں بتایا کہ صرف صریح لفظ کی صورت میں گستاخی بنے گی اشارۃ اور کنایۃ توہین سے گستاخی نہیں بنے گی۔ صریح لفظ کے ساتھ مقصد، نیت اور ارادے کی بھی شرط لگادی۔ جبکہ پہلے یہ نظریہ تھا کہ نیت اور ارادہ نہ ہو پھر بھی توہین ہے۔ اگر عاشق گستاخ کو قتل کردے تو وہ قاتل ہے، اس کو سزائے موت دی جائے گی جبکہ آپ کے قائد کا پہلا نظریہ گستاخ جب ملے جہاں ملے اسے قتل کردو۔ آپ کے قائد کا پہلے یہ نظریہ تھا کہ مغرب اور امریکا ظالم ہیں گستاخوں کے حامی ہیں رشدی جیسے گستاخوں کو پالتے ہیں مغرب دوغلا پن رکھتا ہے لیکن اب امریکا اور مغرب کو منصف و معصوم مانا جا رہا ہے۔

آپ کے قائد پہلے نظریہ میں گستاخ کو توبہ کی مہلت دینا یا معافی دینا بے غیرتی تھی لیکن اب انداز بدل گیا ہے۔

نتائج اور اثرات: ڈاکٹر طاہر القادری کی حالیہ تعریف سے توہین رسالت کا دروازہ معاذ اللہ کھل جائیگا جو کنایۃ توہین کرے گا وہ بھی یہ کہہ کر بچ جائے گا کہ میں نے صریح لفظ نہیں بولا توہین تب بنتی ہے جب لفظ صریح ہو اور جس نے توہین پر مشتمل صریح لفظ بولا ہوگا وہ بھی یہ کہہ کر کے بچ جائیگا کہ میری نیت کچھ اور تھی میرے باطن میں کفر کا احتمال نہیں عدم کفر کا احتمال ہے۔ پھر تیرہ گھنٹے کی بحث میں ساتھ یہ بھی شرط لگادی کہ ساری دنیا کے علماء اس لفظ کے توہین ہونے پر اتفاق کریں۔ عالم کفر اور یہود و نصاریٰ ویسے ہی معاذ اللہ آئے دن گستاخیاں کر رہے ہیں، اس نئی تعریف سے ان کے حوصلے بڑھ جائیں

کرے۔(۲) غازی ممتاز حسین قادری صاحب جنہوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر اتنا بڑا کردار ادا کیا ہے۔ جس سے گستاخانہ کلچر پہ سکتہ طاری ہوا ڈاکٹر طاہر القادری کی اس تعریف سے اس کو ٹھیس پہنچے گی اور گستاخوں کو پھر حوصلہ ملے گا۔(۳) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر غازی ممتاز حسین تک ناموس رسالت کے تمام پہرے داروں پر معاذ اللہ دہشت گردی کا الزام آئے گا۔(۴) قانون ناموس رسالت C-295 کا اثر ختم ہوجائے گا کیوں کہ اس میں اشارۃً توہین کو بھی گستاخی قرار دیا گیا۔ جب ڈاکٹر طاہر القادری نے مذکورہ الفاظ میں واضح کہا توہین تب بنتی ہے جب لفظ صریح ہو تو قانون رسالت C-295 کا صریح انکار ہے۔

مخلصانہ مشورہ: منہاج القرآن کے وابستگان کو اپنے قائد سے یہ تو پوچھنا چاہئے پہلا نظریہ چھوڑ کر دوسرا نظریہ اپنانے کی مجبوری کیا ہے؟ غازی ممتاز حسین قادری سے کیا عداوت ہے؟ کہ عین فیصلے سے چند دن پہلے ان کے عظیم کردار کو نہ صرف ہدف تنقید بنایا گیا بلکہ ان کو سزائے موت دینے کا معاذ اللہ قول کیا گیا اور سلمان تاثیر سے رشتہ کیا ہے؟ کہ تیرہ گھنٹے کی بحث اس کی حمایت میں کی گئی کیوں کہ یہ محض مسئلے کی تحقیق نہیں تھی جیسا کہ عذر لنگ پیش کیا جارہا ہے بلکہ مقصد سلمان تاثیر کا دفاع کرنا تھا کیوں کہ متعدد بار سلمان تاثیر کا نام لے کر پوری بحث کو منطبق کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ سلمان تاثیر نے کوئی گستاخی نہیں کی۔ تیرہ گھنٹے گفتگو کا جواب ہم تفصیلا عشق رسول ﷺ سیمینار میں ہزاروں عاشقان رسول ﷺ کے اجتماع میں سینکڑوں علماء ومفتیان کرام کی موجودگی میں دے چکے اور مفتیان کرام کی تصدیق سے غازی ممتاز حسین قادری کی رہائی کا فتویٰ صادر کرچکے ہیں۔ آپ اسے دیکھیں علمی تحقیقی انداز میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا ہے۔ آپ اپنے قائد سے پوچھیں اتنی مدت گزر جانے کے باوجود آپ جواب کیوں نہیں دے رہے؟ ناموس رسالت جیسے حساس مسئلے پر اگر جواب نہ ملے تو آپ بھی قیادت کو جواب دیں کیوں کہ قبر میں ایسی قیادت سے وفا کام نہیں دے گی بلکہ رسالت سے وفا کام آئے گی۔(وما علینا الاالبلاغ المبین)(بشکریہ: ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرنوالہ، پاکستان)

(......بقیہ ص ۴۴ر کا)

حافظ سید ارشد علی ابن سید عبد القادر، سیوان (بہار)
حافظ محمد نیر جمال قادری ابن محمد نظام الدین، دھنوشہ (نیپال)
حافظ محمد شداب جمالی ابن محمد رئیس کوثر، شاہجہان پور (یوپی)
حافظ محمد غلام نبی آزاد ابن محمد مستقیم انصاری، (مغربی بنگال)
حافظ محمد اظہر میاں ابن محمد قیصر میاں، بریلی (یوپی)
حافظ محمد جمال رضا ابن محمد اقبال رضا، بریلی (یوپی)
حافظ محمد سیف رضا ابن محمد حشمت رضا علی، کانپور (یوپی)
حافظ محمد تمثیل الدین ابن محمد صغیر احمد، دیورنیا، بریلی (یوپی)
حافظ محمد عقیل احمد ابن محمد خلیل احمد، شیش گڑھ، بریلی (یوپی)
حافظ محمد قاسم رضا ابن شاہد، اعجاز نگر گوٹیا، بریلی (یوپی)
حافظ محمد احمد رضا ابن محمد شمیم احمد، سیتامڑھی (بہار)
حافظ محمد جاوید اختر وابن نور احمد خاں، سیتامڑھی (بہار)
حافظ محمد عامر رضا ابن ابرار احمد، بریلی (یوپی)
حافظ محمد تحسین رضا ابن محمد شاکر رضا، سیتامڑھی (بہار)
حافظ محمد مکی رضا ابن محمد ذاکر حسین، کشن گنج (بہار)
حافظ عبد اللہ ساجد ابن سراج القادری، کوڈرما (جھارکھنڈ)
حافظ محمد اظہر رضا ابن محمد حسنین رضا، کٹیھار (بہار)
حافظ عبد القادر ابن محمد عین الحق، مہوتری (نیپال)

☆☆☆

دینی سوال

(از: علامہ محمد کوثر حسن قادری رضوی غفرلہٗ دارالعلوم نوری، نوری دارالافتاء (نوری نگر) گدرہوا، بلرام پور

باسمہ تعالیٰ

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہٖ المختار و علیٰ آلہٖ واصحابہ الاطہار

اہل کفروشرک کو ان کے مذہب کفروشرک کے مطابق ذکروعبادت کی اجازت ــــــ جس کا تفوہ واقتراف لندن ۲۵ ستمبر ۲۰۱۱ء کی پیس فار ہیومینٹی کانفرنس میں واقع ہوا ــــــ کیا آپ اسے روا جانتے ہیں؟ ــــــ حالانکہ اجازت، رضا ہے اور کفر پر راضی ہونا کفر ہے ــــــ تو اجازت دہندہ پر توبہ وتجدید ایمان وغیرہ کے احکام ــــــ جن سے کتب فقہ و کلام کے آسمان گونج رہے ہیں ــــــ کیا آپ نہیں مانتے؟

فتاوائے امام اہل سنّت میں ہے:

ــــــ "سلطان اسلام ہرگز کفار کو مراسم کفر کی اجازت نہیں دے سکتا ــــــ کیا اجازت کفر دے کر خود کافر ہوگا۔ ــــــ بلکہ نترکھم وما یدینون یعنی جہاں جس بات کے ازالہ کا حکم نہیں وہاں تعرض نہ کرے گا۔ ــــــ نہ یہ کہ ان سے کہے گا۔۔ ــــــ کہ ہاں ایسا کرو ــــــ رسالہ علامہ شرنبلالی پھر رد المختار میں ہے: لیس المراد انہ جائز، نامرھم بہ بل بمعنی نترکھم وما یدینون فھو من جملۃ المعاصی التی یقرون علیھا کشرب الخمر و نحوہ، ولا نقول ان ذالک جائز لھم فلایحل للسلطان ولا للقاضی ان یقول لھم ا فعلوا ذالک ولا ان یعینھم علیہ (فتاویٰ رضویہ ص ۴۰ ج ۶ مترجم ص ۱۳۶ ج ۱۴ ردالمختار کتاب الجہاد فصل الجزیہ ص ۲۹۷ ج ۳)

یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم انہیں ایسا کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں ــــــ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ــــــ ہم ان سے اوران کے مذہب سے تعرض نہیں کریں گے ــــــ کہ ان کا وہ کفر شراب نوشی وغیرہ کی طرح ان جملہ معاصی میں سے ہے جس کے ہوتے انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے ــــــ اور یہ نہیں کہیں گے کہ ــــــ وہ ایسا کرسکتے ہیں ــــــ کیونکہ بادشاہ اور قاضی کو حلال نہیں کہ ــــــ ان کافروں سے کہے کہ ایسا کرو ــــــ اور نہ اس پر انکی مدد کرنا روا

نیز اسی مسئلہ میں علامہ شامی علامہ شرنبلالی سے اور وہ امام قرافی سے ناقل کہ ان من ساعد علی ذالک فھو راض بالکفر والرضا بالکفر کفر (ص ۲۹۸ ج ۳) جو اس میں ان کا تعاون کرے وہ کفر پر راضی ہے اور کفر پر

راضی ہونا کفر ہے

اور فتاویٰ مصطفویہ میں فرمایا ——— ''ہمارا خدا وہ نہیں جو ہنود بے بہبود کا مزعوم خدا ہے جسے مشرکین نے خدا سمجھ لیا ہے۔ قرآن عظیم اس پر شاہد ہے۔ ارشاد فرماتا ہے

قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ لا لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ لا وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ج وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ لا وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ط (پ ۳۰ ع ۳۴)

تم فرما دو اے کافرو میں نہیں پوجتا جسے تم پوجتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی بندگی میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں تمہارے معبودوں میں سے کسی کا پوجنے والا ہوں اور نہ تم میرے معبود حقیقی عز و جل کے عابد و پرستار ہو۔

اور فرماتا ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (پ ۲۴ ع ۴) اور انھوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق تھا تو معلوم ہوا کہ اللہ وہ نہیں جو کفار کا مزعوم ہے اور جسے وہ رام رام سے پکارتے ہیں۔ تو ظاہر ہوا کہ **مسلمانوں کا خدا خدا کرنا اور کفار کا رام رام بکنا ہرگز ایک نہیں ہو سکتا ——— اور کفار کے رام رام جپنے کو خدا کی یاد جاننا بیشک الحاد ہوا''** ——— (فتاویٰ مصطفویہ ص ۶۰۰)

اور صحیح مسلم شریف میں ——— نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ——— کفار کو ان کے کفر و شرک سے صاف صاف منع فرمانا ——— موجود ہے۔

کفار مکہ خانۂ کعبہ کا طواف کرتے وقت کہتے لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ہم تیری خدمت کو حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں جب اس سے آگے یہ کہنا چاہتے اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ مگر وہ شریک کہ تیرا ہی مملوک ہے تو اس کا بھی مالک اس کی ملک کا بھی مالک میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فرماتے وَیْلَکُمْ قَدْ قَدْ (صحیح مسلم باب التلبیہ وصفتہا ووقتہا) تمہیں خرابی ہو بس بس۔ یعنی آگے نہ بڑھو استثناء نہ گڑھو

ولہٰذا ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے والے ابن الوقت منشوں نے آج سے ۹۲ رسال پہلے جب یہ افتراء اٹھایا کہ —— —— ''مسجد نبوی میں وفود کفار اپنے طریقے پر عبادت کرتے تھے'' ——— (استفتاء فتاویٰ رضویہ ص ۸۴ ج ۶)

——— اس پر امام ——— امام مؤید من اللہ سیدی شاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ——— ''یہ کہنا کہ وفود کفار مسجد نبوی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں اپنے طریقے پر عبادت کرتے تھے محض جھوٹ ہے ——— اور نبی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے اسے جائز رکھنے کا اشعار حضور اقدس۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پر افترائے فجار ——— ——— حاشا کہ اللہ کا رسول گوارا فرمائے کہ کسی مسجد نہ کہ خاص مسجد مدینہ کریمہ میں نہ کہ خود حضور اقدس۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے سامنے بتوں یا مسیح کی عبادت کی جائے ——— ان مفتریوں کے نزدیک خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں خود حضور کے سامنے کفار اپنے طریقے کی عبادت کرتے تھے (معاذ اللہ)

وَیْلَکُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَیُسْحِتَکُمْ بِعَذَابٍ۔ (پ ۱۶ ع ۱۲ سورہ ۲۰ آیت ۶۱) تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے۔ (فتاوی رضویہ ص ۸۴ ج ۶)

علامہ فضل حق خیر آبادی۔ علیہ الرحمۃ والرضوان۔ نے ——— پیشوائے وہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر کہا۔ ——— اور آپ کے خیال تحقیق میں یہ اس بنا پر ہے کہ۔ ——— ان کی تحقیق، دہلوی عبارات سے متعلق

——— امام اہلسنت۔قدس سرہٗ۔کی تحقیق ——— سے مختلف واقع ہوئی تو آپ کے طور پر ضروری ہوا کہ ——— تکفیرِ دہلوی پر ——— علامہ خیرآبادی نے جو کتاب ''تحقیق الفتویٰ'' ——— نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھی ——— اس میں دہلوی عبارات کو ——— معنیِ کفر یا توہین میں متعین یا کفرِ صریح یا ضروریِ دینی کا انکارِ التزامی یا تکذیب وغیرہ کچھ فرمایا ہو ——— تو کیا آپ ——— یہ تحقیق الفتویٰ میں دکھا سکتے ہیں؟ ——— حالانکہ تحقیق الفتویٰ ——— دہلوی عبارت کے لزوم وتبین ہی کا صاف واشگاف اعلان کررہی ہے ——— اور یہی لزوم وتبین ——— امام اہلِ سنت۔قدس سرہ نے ——— کوکبۂ شہابیہ اور سل السیوف وغیرہ میں ثابت فرمایا ——— جلد نہم نصف آخر صفحہ ۳۱۴ میں ہے: ''تقویۃ الایمان اور صراط نامستقیم وغیرہ ذی کا مصنف ——— اسماعیل دہلوی ہے ——— اس پر صدہا وجہ سے لزوم کفر ہے'' ——— اور لزوم پر تکفیر مسلکِ فقہاء ہے ——— اور متکلمین کا مسلک عدمِ تکفیر ہے ——— الا یہ کہ لزوم التزام ہو لے ——— ہم نے ان مطالب کی بقدرِ کفایت تفصیل **اعلام بہ لزوم و التزام** نیز **تحقیق جمیل** اور **کشف نوری** میں کی ہے ——— اور اگر آپ جانتے تھے یا اب جانے کہ ——— دہلوی کی وہ تکفیر ——— وعدمِ تکفیر ——— اختلاف تحقیق کی بنا پر نہ تھی ——— تو وہ دیوبندیہ جنہوں نے ——— حضورِ اقدس۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔کے علمِ پاک کو ——— پاگلوں جانوروں سے ملایا ——— کہ صاف صریح لکھا ——— '' آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے الی قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے'' ——— اس میں علم غیب کی صرف دوقسمیں کی کُل اور بعض ——— کُل کا صاف انکار کیا اور جو بعض مانا تو اس بعض کے لیے صاف صریح کہہ دیا کہ ایسا تو ہر عام انسان ہر بچے پاگل بلکہ ہر جانور کو بھی ہے (معاذ اللہ)

عرف خواہ لغت زبان یا محاورۂ بیان انصاف سے پوچھو تو یہی بتاتے ہیں کہ وہابیہ دیوبندیہ نے اس بولی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں سے التزاماً ملایا اور صراحۃً توہین کی ——— ——— اور اس کے سوا اور کفریاتِ ملعونہ ——— جن میں ہزار ردّ ومواخذات کے باوجود وہ کوئی اسلامی پہلو نہ بتا سکے ——— اور یوں اپنی عبارات کا متعین فی الکفر ہونا خود بھی اُگل دیئے ———

تو یہاں التزام ہے ——— اور نہ احتمال فی الکلام اور نہ احتمال فی التکلم اور نہ ہی احتمال فی المتکلم ——— تو انکی تکفیر بہ اجماعِ فقہاء ومتکلمین ہے ——— پھر ایسوں کو کافر کہنے سے ——— آپ کا گریز کرنا کیا معنی ؟ ——— اہلسنت کے اس دینی سوال اور اس کے امثال ——— کی جوا

ب دہی کے لیے ——— تحریراً یا تحریراً مع تقریراً
برسرمجمع ——— کس طرح اور کب
——— آپ تیار ہیں؟

کتبہ بقلمہ الفقیر محمد کوثر حسن السنّی الحنفی
القادری الرضوی غفرلہٗ
دارالعلوم نوری، نوری دارالافتاء (نوری نگر) گدرہوا۔
۳۱۹ بلرام پور۔ یوپی۔ پن ۲۷۱۲۰۱

☆☆☆

(.....بقیہ ص ۴/کا)

ا/بجکر ۳۸/منٹ پر قل شریف ہوا بعدہٗ صلوٰۃ وسلام اور حضرت مدظلہ العالی کی دعا پر محفل اختتام کو پہنچی یہ پور اپروگرام بذریعہ انٹرنیٹ بھی نشر ہوا۔

آہ! شیر بہار مفتی اعظم بہار نہ رہے

جماعت اہل سنت کے عظیم عالم دین مسلک اعلیٰ حضرت کے بے باک نقیب، سلسلہ رضویہ کے کامل شیخ، اہل سنت کے فقیہ، محدث، مفسر، مناظر، اصولی، منطقی، باطل شکن، قاطع شرک، حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اسلم رضوی بانی جامعہ قادریہ مقصود پور، معروف "شیر بہار" و "مفتی اعظم بہار" معمولی علالت کے بعد ۱۱/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ/ ۶/جنوری ۲۰۱۲ء شب جمعہ مبارکہ ۲/بجکر ۳۵/منٹ پر فانی دنیا کو الوداع کہہ کر مذہب حق کی ترویج واشاعت کرتے ہوئے سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مفتی اعظم بہار کی وفات کی خبر سن کر جسم پر سکتہ طاری ہوگیا، پہلے یقین نہ ہوا پھر بعض احباب سے تذکرہ کیا تو اس کی تصدیق ہوئی۔ پھر ان کا مقدس سراپا ذہن ودماغ پر رہ رہ کر چھپنے لگا، مسکراتا ہوا چہرہ، مست بھری نگاہیں، دلکش علمی باتیں، عادات واطوار، اخلاق وانکسار غرض ہر اعتبار سے وہ خوب تھے، جلوت ہو یا خلوت ہمیشہ شریعت پر عامل، مخالف شرع امور کے مرتکب پر سخت، سنت مصطفیٰ علیہ السلام ان کی چال وڈھال سے عیاں، شریعت وطریقت کے جامع، حقیقت و معرفت کے غواص، درس وتدریس میں یکتا، تحریر وتقریر میں وہ بے مثال تھے، موصوف کو سنیت کا بے پناہ درد تھا، اور کیوں نہ ہوتا کہ آپ ایک سچے غلام مصطفیٰ، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت حضرت علامہ شیخ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی، مفتی اعظم عالم کے پروردہ، تربیت یافتہ تھے، آپ نے اپنے شیخ کی روش اختیار فرمائی اور پوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اور سلسلہ رضویہ کا فروغ فرماتے رہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم سرکار شاہ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہٗ سے بے پناہ عشق فرماتے تھے، تحریر و تقریر میں ارشادات اعلیٰ حضرت ہی پیش نظر رہتا، اعلیٰ حضرت ہی کی تحریر کردہ کتابوں کے مطابق وعظ ونصیحت، درس وتدریس دیتے ہوئے نظر آتے تھے، شہزادگان وتلامذہ کو مسلک اعلیٰ حضرت پر ہی عمل کی طرف راغب کرتے اور اسی کی نصیحت فرماتے تھے۔ لگتا ہے موصوف تادم آخر یہ نسبت رضویت ساتھ لے جانا چاہتے تھے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال صفر المظفر میں ہوا اور آپ نے بھی صفر المظفر ہی میں جاں جاں آفریں کے سپرد کی۔

آپ کی وفات سے اہل سنت میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ ناقابل تلافی خلا ہے اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک علیہ السلام کے دین پاک کی حفاظت واشاعت کے لئے کوئی نعم البدل عطا فرمائے۔ وہاں بدمذہب یہ سمجھ رہے ہیں کہ میری دنیا مفتی صاحب کے انتقال سے لہلہا اٹھی ہے کہ انہوں نے آپ کی وفات پر مٹھائیاں تقسیم کیں، خوشیاں منائیں مگر یہ بھول بیٹھے ہیں کہ اللہ کا دین، سچا دین ہے ضرور اس کی حمایت کے لئے کسی

نہ کسی کو وہ منتخب فرمائے گا۔ حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادہ محب گرامی حضرت مولانا مفتی محمد احسن رضوی عرب گلاب صاحب اچھے عالم ہیں موصوف ہی کے ذریعہ ہم شیر بہار کی شخصیت سے واقف ہوسکے، حضرت مولانا احسن صاحب مرکز الدرسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کے استاذ و مفتی تھے، یہاں انہوں نے تین سال تک یہ خدمت انجام دی ہے۔ حضرت شیر بہار کے فتاویٰ کی ترتیب انہوں نے شروع کی تھی راقم الحروف کو بھی انہوں نے دیکھا تھا۔ اللہ جانے وہ کس مرحلے میں ہے، اللہ تعالیٰ حضرت شیر بہار کے شہزادوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں ان کا سچا جانشین بنائے اوران سے دین متین کا کام لے (آمین)

استاذی الکریم ملک الفقہا حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی نے بہت افسوس کا اظہار فرمایا، جامعۃ الرضا میں مجلس تعزیت منعقد ہوئی شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ محمد عسجد رضا صاحب حضرت مفتی محمد صالح رضوی صاحب، شیخ الحدیث جامعۃ الرضا، حضرت بہاء المصطفیٰ صاحب شیخ الجامعہ، جامعۃ الرضا، نے بھی اظہار افسوس کیا۔ میڈیا کے ذریعہ اور جنازے میں شرکت کرنے والوں سے معلوم ہوا کہ آپ کے جنازہ میں بے شمار علماء فضلاء خواص وعوام شامل تھے اور سرزمین بہار میں کسی کے جنازہ میں اتنی بھیڑ دیکھنے میں نہ آئی۔ یہ حضرت شیر بہار کی مقبولیت کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو بقعۂ نور بنائے اور کروٹ کروٹ رحمت، برسائے اور ہم اہل سنت کو ان کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔

☆☆☆

(......بقیہ ص ۴۸ رکا)

مولانا عبدالرشید ابن محمد بیساخوں، اگرسیا گنجریا بازار
مولانا محمد افضل ابن رضی اللہ، مقصود پور اورائی
مولانا مجاہد علی نوری ابن اظہار عالم، بسہیاں کنکویاں
مولانا محمد ارشد ابن نثار احمد، گرگیا راہ پور
مولانا اظہر القادری ابن نثار احمد، گرگیا راہ پور
مولانا محمد محب الحق ابن محمد منیر الدین، جلیشور
مولانا محمد مناف رضوی ابن محمد اسلام الدین، افضل پور
مولانا اعجاز عالم ابن قیام الدین، کسکنگی
مولانا محمد رئیس احمد ابن محمد سبحان اللہ، بانسپار کوٹھی ٹولہ پرابر
مولانا محمد رضوان ابن خلیل احمد، میرگنج، سوار
مولانا محمد عزرائیل ابن عبدالطیف، دیورٹانڈ گرھی
مولانا محمد شاکر رضا ابن محمد داؤد حسین، مانپور بیلا
مولانا محمد عارف ابن محمد ایوب، شوبھا پور لہان بازار

کلیۃ التحفیظ:

حافظ محمد اسلم رضا ابن محمد عارف، اتر دیناج پور (بنگال)
حافظ محمد ایوب عالم ابن علاء الدین، ہزاری باغ (جھارکھنڈ)
حافظ محمد عبدالقادر ابن محمد بدر رضا خان، بریلی (یوپی)
حافظ محمد افسر علی ابن محمد ظفر عالم، گریڈیہ (جھارکھنڈ)
حافظ محمد توصیف رضا ابن نبی حسن، مراداباد (یوپی)
حافظ محمد مجاھد حسین ابن محمد ممتاز احمد، سرہا (نیپال)
حافظ محمد اشرف رضا ابن جلیس احمد، دیورنیا، بریلی (یوپی)
حافظ محمد طارق عزیز ابن محمد محسن، کٹیہار (بہار)
حافظ محمد ہارون رضا ابن محمد ذکیل احمد، لکھیم پور (یوپی)
حافظ محمد راہد حسین ابن محمد شہنواز حسین، کٹیھار (بہار)
حافظ محمد یوسف رضا ابن محمد رفیع آس، دہلی
حافظ محمد فریاد عالم ابن محمد نیر عالم، لکیہار (بہار)
حافظ محمد معراج الدین بٹ ابن محمد بشیر احمد بٹ، برغم (جموکشمیر)

(بقیہ ص ۳۹ رپر......)

ادارہ

امام احمد رضا ٹرسٹ کی سالانہ رپورٹ

۲۴ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ/۱۹ر جنوری ۲۰۱۲ء کو ''امام احمد رضا'' کی طرف سے سالانہ میٹنگ منعقد ہوئی جس میں ٹرسٹ کے سکریٹری حضرت مولانا محمد عسجد رضا صاحب کی طرف سے ایجنڈے جاری ہوئے اور ساتھ ہی سالانہ رپورٹ بھی پیش کی۔ اہل سنت کے دانشوروں نے شرکت کی مختلف جہتوں سے ٹرسٹ کی ترقی پر گفتگو ہوئی۔ ''حامدی مسجد'' کی بنیاد بھی اس موقع سے رکھی گئی۔ نیز ٹرسٹ کے دیگر منصوبات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش پر گفتگو ہوئی بعدہ حضرت تاج الشریعہ کی دعا اور صلوٰۃ وسلام پر محفل اختتام کو پہنچی۔ وہ ایجنڈا اور سالانہ رپورٹ پیش ہے، ملاحظہ کیجئے:

۸۶/۹۲

میٹنگ

"امام احمد رضا ٹرسٹ"

(۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء)

آج بتاریخ ۲۴ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ/ ۱۹ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعرات "مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا" کے ''علامہ حسن رضا کانفرنس ہال'' میں امام احمد رضا ٹرسٹ، آل ٹرسٹیز کی ایک خاص میٹنگ ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' کے صدر، والد گرامی سیدی و مرشدی فخر عرب وعجم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ النورانی کی صدارت میں منعقد ہونا طے پائی ہے۔

اس میٹنگ میں سبھی ممبران وعہدے داران اور ملک بھر سے آئے ہوئے نمائندے درج ذیل امور پر تبادلۂ خیال فرمائیں گے۔

ایجنڈا:

۱- تلاوت کلام پاک ونعت ومنقبت

۲- جامعہ کے تعلیمی وتعمیری امور پر تبادلۂ خیال

۳- دیگر امور باجازت صدر محترم

جاری کردہ

محمد عسجد رضا قادری غفرلہٗ

سکریٹری: امام احمد رضا ٹرسٹ

۲۴ر صفر ۱۴۳۳ھ/۱۹ر جنوری ۲۰۱۲ء

محبانِ مسلک اعلیٰ حضرت میرے عزیز کرم فرما حضرات......

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ تمامی حضرات کو اسلام وسنیت کی عبقری شخصیت، امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۹۳ رویں عرس پاک کی مبارکباد پیش ہے۔

آج نہایت ہی فرحت وانبساط کا موقع ہے کہ ہم مرکز اہل سنت کی عظیم اسلامی درس گاہ ''جامعۃ الرضا'' کے ''علامہ حسن رضا کانفرنس ہال'' میں حسب سابق ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' کی سالانہ میٹنگ میں حاضر ہیں جس میں ایجنڈے کے مطابق تبادلہ خیال اور ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' کے زیر اہتمام چلنے والے شعبہ جات کی ترقی جیسے اہم امور پر گفت وشنید کر کے طے شدہ امور کو کامیاب کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

الحمد للہ! امام احمد رضا ٹرسٹ کی پہلی کڑی ''مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا'' دنیائے اسلام کی عظیم باوقار شخصیت سیدی ومرشدی والد گرامی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ النورانی جانشین مفتی اعظم عالم کی پر فیض و پر تنویر سرپرستی اور محبان مسلک اعلیٰ حضرت بالخصوص ٹرسٹیوں کی خصوصی عنایت سے روزافزوں ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدنا و جدنا امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی مشن کو عام وتام کرنے کے لئے حضور والد گرامی تاج الشریعہ مدظلہ النوارانی نے، دانشواران اہل سنت اور خصوصی مریدین و متوسلین کے رائے و مشورے سے ایک ٹرسٹ کی بنیاد ڈالی جس کے سالانہ میٹنگ میں ہم حاضر ہیں، آج اس ٹرسٹ کی پے درپے کامیابی پر اکابر اہل سنت فرحاں ہیں اور مبارکباد پیش کررہے ہیں۔یعنی ۱۹۹۹ء میں دہلی نیشنل ہائیوے پر ایک بڑی آراضی خریدی گئی پھر اس ٹرسٹ نے ۲۰۰۱ء میں ایک ادارہ کی بنیاد رکھی جو تعمیری و ابتدائی مراحل عبور کرنے کے بعد ایک تناور درخت اور اسلامی قلعہ کی شکل میں دیدہ زیب ہوکر ۲۰۰۴ء سے دعوت نظارہ پیش کررہا ہے۔

باضابطہ ۲۰۰۴ء سے جامعہ کے تمام شعبہ جات میں تعلیم ہو رہی ہے اور الحمد اللہ جامعہ کے ہر شعبہ سے طلبہ فارغ ہورہے ہیں۔کلیہ تحفیظ القرآن، کلیہ تجوید القرآن، کلیۃ الشریعہ تینوں شعبوں سے عصری تقاضوں کے مطابق دینیات وعصریات کی تعلیم سے لیس طلبا ملک و بیرون ملک میں پھیل کر مسلک اعلیٰ حضرت کی نقابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔اس سال بھی کلیہ تجوید القرآن سے ۱۳۱ر طلبا اور کلیۃ الشریعہ کے شعبہ درس نظامی سے ۱۳۱ر طلبا فارغ ہوں گے جس کا حسین منظر ''امام احمد رضا کانفرنس'' میں آپ حضرات ملاحظہ کریں گے۔

اس سال انٹرنس ٹیسٹ میں ملک بھر کے کثیر طلبا نے شرکت کی جس میں سے ۲۹۹ر طلبا کامیابی سے سرفراز ہوئے، اور ۲۹۹ر طلبا نے ایڈمیشن بھی لیا۔قدیم طلبا میں ۳۶۵ر طلبا کو حسب ضابطہ جامعہ، ترقی دی گئی۔فی الحال ۶۶۴ر طلبا جامعہ کے ہاسٹل میں قیام پذیر ہیں جن کی کفالت جامعہ کررہا ہے ان ۶۶۴ر طلبا میں ۶۲ر طلبا کو دستار دی جائے گی گذشتہ سال ۵۰ر طلبا کو دستار دی گئی تھی۔

جامعہ کی تعلیم کو بہتر سے بہتر کرنے کے لئے تحریری و تقریری سہ ماہی امتحان کے علاوہ ششماہی اور سالانہ امتحان لئے جاتے ہیں اور سبھی امتحانات میں کامیابی کے بعد ہی طلباء کو جماعت میں ترقی ملتی ہے۔یہ نہج تعلیم اپنانے سے اساتذہ وطلبا ہمیشہ تعلیم وتعلم میں کوشاں نظر آتے ہیں۔یاد رہے کہ عصریات ودینیات کے امتحانات تحریری اور سالانہ امتحان میں بعض فنون سے تقریری لئے جاتے ہیں۔

ساتھ ہی طلبا کے اندر تقریر وتحریر کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے جامعہ میں ۷ر بزم قائم ہیں اور ۲۰ر جدارے انگریزی، عربی، فارسی، اردو میں نکالے جاتے ہیں، جس میں طلبا ذوق وشوق اور بھرپور مطالعہ کے ساتھ بزم اور جدارے میں شریک ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا تمام شعبہ جات میں اساتذہ نگرانی کرتے ہیں، یاد رہے کہ اساتذہ کرام کو تعلیمی امور سے متعلق کچھ کچھ ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں جس کی ماہانہ رپورٹ صدر المدرسین حضرت مفتی محمد بہاء المصطفیٰ صاحب قادری کے تبصرہ کے ساتھ ملاحظہ کرتا ہوں، ۲۲ر اساتذہ کرام جامعہ میں موجود ہیں جو مذکورہ بالا ذمہ داریاں نبھارہے ہیں۔ان

سب کے قیام وطعام وغیرہ کا انتظام ٹرسٹ کرتا ہے۔ جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کے لئے جامعہ کی طرف سے ہال مہیا ہیں جہاں وہ بیٹھ کر اسلامی طور طریقے سے کھانا تناول فرماتے ہیں لیکن طلباء ہال تنگ ہونے کی وجہ سے کئی نشستوں میں کھانا کھاتے ہیں، ہمیں ایک ڈائننگ ہال کی ضرورت ہے تاکہ اس میں تمام تر سہولتوں کے ساتھ وہ آرام سے کھانا تناول کرسکیں۔ فی الحال مطبخ سے اساتذہ اور طلبہ کو کھانا مینو (Menu) کے مطابق دیا جارہا ہے۔ فی طالب علم کا خرچ لگ بھگ ۲۰۰۰ر روپئے سے زائد ماہانہ ہیں۔

اکیڈمک بلڈنگ کے بعد ہاسٹل کی تعمیر ہونے لگی الحمدللہ مسلسل کام جاری ہے اب تک خطیر رقم ہاسٹل میں صرف ہوچکی ہے، اب ہاسٹل تکمیل کے مرحلے سے گزر چکا ہے۔ ہاسٹل میں ۱۰۷ر کمرے اور ۳ر ہال ہیں، ہاسٹل کی سہولت ۶۶۴ر طلبا پارہے ہیں، بریلی شریف میں کثیر تعداد میں طلباء کا آنا اور ان کا ایڈمیشن نہ ہونے پر واپس جانا ہی بتا رہا ہے کہ ہمیں مزید ہاسٹل کی ضرورت ہے۔

الحمدللہ تکمیل ہاسٹل کے بعد ادارے کا مین گیٹ ''باب رضا'' کی تعمیر ہورہی ہے اور پلان کے مطابق جامعہ کے گراؤنڈ میں سی سی روڈ تعمیر ہوچکا ہے۔ کسی بھی تعلیمی ادارے کے لئے لائبریری جان ہوا کرتی ہے یہاں پر دو لائبریری قائم کی گئی ہے۔ تاج الشریعہ لائبریری اور مفسر اعظم لائبریری، اس لائبریری کو طلبا چلاتے ہیں جامعہ کی طرف سے اسکو الماریاں اور ہال کی سہولت ہے۔ تاج الشریعہ لائبریری ٹرسٹ کی لائبریری ہے، ضرورت کے مطابق ہر سال کچھ کتابیں خریدی جاتی ہیں تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار سے زائد کتابیں لائبریری میں موجود ہیں، یہ کتابیں جامعہ کے لئے ناکافی ہیں لہٰذا میں آپ حضرات کی توجہ بالخصوص اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جامعہ کو ایک بڑی لائبریری کی ضرورت ہے جس کے لئے ایک مستقل بلڈنگ اور جملہ علوم وفنون پر مشتمل کتابوں کی سخت ضرورت ہے، فی الحال تاج الشریعہ لائبریری جامعہ کے ہال میں ہے۔ اب تک نمازیں جامعہ کے ''علامہ حسن رضا کانفرنس ہال'' میں ہوتی ہیں طلباء نماز میں کانفرنس ہال کے باہر برآمدے تک ہوتے ہیں اب یہ جگہ نماز کے لئے ناکافی ہے ٹرسٹ کے منصوبے میں ''حامدی مسجد'' ہے جس کی طرف اب قدم اٹھانا نہایت ضروری ہے۔ آپ حضرات اس پر بھی غور وفکر فرمائیں گے۔

اساتذہ کرام کا قیام جامعہ ہی میں رہتا ہے اور اساتذہ کی ضرورتوں کو پورا کرنا تعلیمی امور کو مضبوط کرنا ہے لہٰذا دیگر سہولتوں کے ساتھ اساتذہ کے لئے ''نوری اسٹاف کالونی'' کی تعمیر بھی ہونی ہے۔ جامعہ کے بہت سے شعبہ جات آپ کی توجہ کے طالب ہیں۔ ہم ایک ضروری امر کی طرف آپ کی توجہ چاہیں گے۔ جامعہ کے تمام منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مزید آراضی کی بھی ضرورت ہے۔ جامعہ کے شعبہ نشر و اشاعت سے اب تک تقریباً ۳۵ر کتابیں شائع ہوچکی ہیں نیز ''ماہنامہ سنی دنیا'' والد گرامی حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی سرپرستی اور مفتی محمد یونس رضا صاحب وائس پرنسپل جامعۃ الرضا کی ادارت میں ہر ماہ نکل رہا ہے۔ اس شعبہ کو بھی مضبوط کرنے کی ضرورت ہے تاکہ امام اہل سنت، مفتی اعظم ہند اور والد گرامی کی کتابیں نیز حالات حاضرہ کے مطابق اشتہارات وپمفلیٹ شائع کئے جاسکیں۔

دارالافتاء کی سہولت کے ساتھ ادارہ سال میں ایک مرتبہ ٹرسٹ کی طرف سے شرعی کونسل آف انڈیا کے تحت سیمینار منعقد کرتا ہے جس کے تحت اب تک ۸ر سیمینار ہو

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY
Regd. No. U.P./BR/28/11/12
Annual Subscription Rs. (180) Per Copy (15)

دُنیائے سُنّیت کی عظیم درسگاہ

جامعۃ الرضا

مرکز الدراسات الإسلامیۃ

بریلی شریف یوپی، ھند











لائف ٹائم مفت اسلامی SMS (Only for India)

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS چل رہا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں Join MarkazSMS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔ صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے، اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیلنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MarkazSMS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔

مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

اپریل ۲۰۱۲ء

April 2012

سنی دنیا

بریلی شریف



طاہر القادری شریعت کے آئینے میں؟

پروفیسر طاہر القادری ایک لمحہ فکریہ

فکر رضا کے تعارف کے عصری تقاضے!

آہ حضرت شاہ غلام مصطفیٰ

معمار قوم وملت.....

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

مالک ونگراں:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

جلد: ۳۲ | اپریل ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۴

ترجمانِ سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی

مفسرِ اعظم ہند مولانا ابراھیم رضا جیلانی بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیرِ عاطفت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ

حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیرِ عنایت

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتیٔ اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک ونگراں:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

ترئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)

آئی ٹی، ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ☸ زرِ سالانہ: ۱۸۰ روپے ☸ بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے ☸ لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ رسوداگران بریلی شریف (یوپی)

فون: 0581-3291453, 2472166

فیکس: 0581-2458543

Visit us: www.jamiaturraza.com

www.hazrat.org-www.alahazrat.in

E-mail: asjadaraza@gmail.com, atiq_shujamalik@yahoo.com, Sunniduniya@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دار الافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

اشاریہ

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	اداریہ	یونس رضا مونس اویسی	۳
۲	تجلیات نعت	اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ	۵
۳	ضیائے قرآن	کنزالایمان	۶
۴	بہار حدیث	علامہ محمد عسجد رضا قادری	۷
۵	فتاویٰ مرکزی دارالافتاء	مرکزی دارالافتاء	۹
۶	طاہر القادری شریعت کے آئینے میں؟	حضور تاج الشریعہ مدظلہ	۱۵
۷	پروفیسر طاہر القادری ایک لمحۂ فکریہ	علامہ محمد احمد، مفتی نظام الدین، علامہ یٰسین اختر	۱۹
۸	فکر رضا کے تعارف کے عصری تقاضے!	ڈاکٹر ساحل شہسرامی	۲۲
۹	طاہر القادری کے حیدرآباد بیان کا جواب	پٹیل شبیر علی رضوی	۲۹
۱۰	آہ حضرت شاہ غلام مصطفیٰ	ڈاکٹر ساحل شہسرامی	۳۴
۱۱	معمار قوم وملت......	مولانا محمد افضل حسین اویسی	۳۸
۱۲	بہتّر فرقے ہمیشہ جہنم میں	مولانا رضوان احمد نوری	۴۱
۱۳	اک آفتابِ چشت	ڈاکٹر ساحل شہسرامی	۴۸
۱۴			۰۰
۱۵			۰۰
۱۶			۰۰

احقاق حق ابطال باطل علمائے حق کا فریضہ ہے

اداریہ: .... یونس رضا مونس اویسی

مبتدعین زمانہ کی کڑی پچھلی کڑیوں سے ملتی آرہی ہے آج کے دور میں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے عالم اسلام کی تواریخ پر سرسری نظر رکھنے والے پر بھی خوب عیاں ہے اور گہری نظر رکھنے والے پر ہر پیچ وخم واہے جس سے وہ مبتدعین زمانہ کی شناخت کر لیتے ہیں۔ جب جب اسلام کے نام پر فرقے باطل نظریات اور مسلمہ عقائد و معمولات کے خلاف اُبھرے، ہمیشہ علمائے حق کھل کر اس کے رد و ابطال کے لئے بے چین ہوا ٹھے اور مسئلۂ حق واضح فرمایا یعنی باطل کو باطل اور حق کو حق کر دکھایا اللہ تعالیٰ رحمت برسائے اس مقدس گروہ پر جو اس اہم فریضہ کو انجام دیتا ہے ان کے ذہن و فکر میں رب تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک بسا ہوا ہے لہٰذا جوں ہی کوئی اسلام کے خلاف محاذ کھولتا ہے فوراً یہ اپنا فریضۂ حق ادا کرتا ہے۔ ارشاد ہے ''ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون'' (سورۂ بقرہ ۴۲) مت ملاؤ صحیح میں غلط اور یہ کہ چھپاؤ سچ کو جان کر، اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وَاِذْ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہٗ للناس ولا تکتمونہٗ'' (سورۂ آل عمران ۱۸۷) اور جب اللہ نے اقرار لیا کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کروگے لوگوں کے پاس اور نہ چھپاؤ گے اور ایک مقام پر فرمایا ''لتبین للناس ما نزل الیھم'' (سورۂ نحل ۴۴) کہ تو کھول لوگوں کے پاس جو اُترا ان کی طرف۔

چنانچہ جب فرقۂ خوارج نے جنم لیا تو اس کی طرف خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین، فاتح خیبر، جلیل الشان صحابی، زوج بتول، باب العلم حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور جلیل القدر صحابی حبر الامۃ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی طرف متوجہ ہوئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں سے بعض مناظرہ سے راہ راست پر آگئے اور باقی نے عناد کی وجہ سے انکار کیا تو ان پر تلوار مسلط ہوگئی۔

اسی طرح جب بدعت قدر کا ظہور ہوا اور معبد جہمی نے اس کا پرچم بلند کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کے لئے زاہد امت ابن امیر المؤمنین خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مقرر فرمادیا۔ اگر یہ دونوں بدعتیں ظاہر نہ ہوتیں تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک کے رد اور دوسرے کے ابطال میں کلام نہ فرماتے ان مقدس حضرات کی عادت کریمہ تو یہ تھی تقویٰ و جہاد اور افعال خیر کی ترغیب۔

مذہب اسلام کے عقائد و معمولات کے اندر قرآن و احادیث کی صراحت کے خلاف تخریب کاری کی بیج ابن تیمیہ نے بویا اور طرح طرح کے انتشار و اضطراب میں مسلمانوں کو مبتلا کر دیا انہیں خرافاتوں کے سبب اس کی زندگی کا ایک حصہ جیلوں میں گذرا اور مسلمانوں میں ایک فتنہ برپا ہوگیا جو حکمائے اسلام اور علمائے محققین ربانیین کی کاوشوں سے دب گیا مگر صدیوں بعد اسی پرچم کو لہرانے کے لئے نجد سے ایک شخص نمودار ہوا جہاں حضور پُرنور مخبر صادق ﷺ کے ارشاد کے مطابق شیطان کا سینگ نکلا اس قرن الشیطان کی سرپرستی میں اس فتنہ نے بڑا زور پکڑا اور رفتہ رفتہ اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوگیا اور کئی ممالک میں یہ فتنہ جا پہنچا رفتہ رفتہ ہندوستان بھی آپہنچا آخر کار ہوا جو ہوا۔

ان الباطل کان زھوقا اس سلسلۂ فتنہ کے اکابر علماء یہ ہیں۔ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) اس کے تلمیذ خاص ابن القیم (م ۷۵۱ھ) ابن عبد الہادی (م ۷۴۴ھ) محمد ابن عبد الوہاب نجدی (م ۱۲۰۶ھ) مولوی اسماعیل دہلوی نام نہاد شہید (م

۱۲۴۷ھ) محمد ابن علی شوکانی (م ۱۳۵۰ھ) داؤد ظاہری ابن حزم ظاہری، سید احمد رائے بریلوی، سرسید احمد خاں، غلام احمد قادیانی، رشید احمد گنگوہی، خلیل انبیٹھوی، قاسم نانوتوی، اشرفعلی تھانوی، ڈپٹی نذیر احمد وغیرہا اسی سلسلہ کی بالائی کڑی ہیں مگر ابن تیمیہ سب سے مشہور اور ان سب کا رہنما ہے اور ابن تیمیہ نے بے شمار مسائل میں اختلاف کیا اور اصول شرع سے ہٹ کر مسئلہ بتایا، لکھا مگر علمائے حق نے اس کا پیچھا کیا اور اس کے غلط نظریات کا رد فرمایا۔ چنانچہ جہاں ہار جاتا توبہ کرتا ۱۵؍ربیع الاول ۷۰۷ھ کی بات ہے فقہائے کرام نے اس کے ساتھ بحث کیا تو اس نے اس محضر نامہ میں توبہ کیا اور خود کو اشعری لکھا جب کہ اشعریت سے اس کا تعلق نہیں اس نے اپنے قلم سے لکھا ''الذی اعتقد ان القرآن معنا قام بذات الله وهو صفة من صفات ذاته القديمة وهو غير مخلوق وليس بحرف ولا صوت وان قوله الرحمٰن على العرش استوىٰ ليس علىٰ ظاهره ولا اعلم كنه المراد به بل لا يعلمهٗ الا الله والقول فى النزول كالقول فى الاستواء كتبهٗ احمد ابن تيميه ''یعنی میرا عقیدہ ہے کہ قرآن ایک معنیٰ ہے ذات خدا کے ساتھ قائم اور وہ اس کی ذات کی صفات قدیمہ میں سے ایک صفت ہے اور وہ مخلوق نہیں اور حرف اور آواز نہیں اور اللہ کا قول الرحمٰن علی العرش استوىٰ ظاہر پر محمول نہیں اور میں اس کی مراد کی کنہ نہیں جانتا بلکہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نزول میں کلام استواء میں کلام کی طرح ہے اسے ابن تیمیہ نے لکھا ہے پھر اس توبہ نامہ پر شہادت ثبت کی گئی کہ ابن تیمیہ اپنے اختیار سے تائب ہوا اس سے جو اس عقیدہ کے خلاف ہے اس توبہ نامہ سے بروقت فتنہ تھم گیا اور اسے جیل سے رہا کر دیا گیا۔

مگر اس کی قسمت میں راہ راست پر آنا نہ لکھا تھا نہ آیا اس کی قابلیت ولیاقت اور جھوٹی شہرت کی دام تزویر میں لوگ پھنستے چلے گئے اور آج تک لوگ گرفتار ہوتے چلے جا رہے ہیں حالانکہ اصول دین میں ابن تیمیہ کے یہ مقالات جو خلاف شرع ہیں موجود ہیں چند ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ محل حوادث ہے، حالانکہ وہ برتر ہے اس سے جو یہ کہہ رہا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ مرکب اور محتاج ہے (ہاتھ آنکھ ساق وغیرہ کا) جیسا کہ کل جزء کا محتاج ہوتا ہے۔

۳۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی ذات میں محدث ہے۔

۴۔ عالم قدیم بالنوع ہے۔ اللہ کے ساتھ ہمیشہ مخلوق رہا ہے۔ بس اس نے خدا کو موجب بالذات قرار دیا نہ فاعل بالاختیار۔

۵۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم وجہت وانتقال کا قائل ہے اس نے اپنی بعض تصانیف میں صاف لکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ بقدر عرش کے ہے نہ اس سے بڑا نہ اس سے چھوٹا۔

۶۔ انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں۔

۷۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے جاہ ومنزلت نہیں اور نہ ان سے توسل جائز ہے۔

۸۔ رسول ﷺ کی زیارت کیلئے سفر کرنا معصیت ہے اس سفر میں نماز قصر نہ کرنی چاہئے اس پر اس نے بڑا زور دیا ہے حالانکہ مسلمانوں میں سے کوئی اس کا قائل نہیں۔

۹۔ اہل دوزخ کا عذاب منقطع ہو جائیگا دائم نہ ہوگا (آگ فنا ہو جائے گی)۔ (سرگذشت ابن تیمیہ)

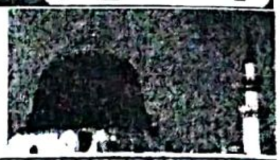
ان کے پیروکار خواہ کسی نام سے جنم لیتے ہوں ان کی بنیاد شان الوہیت کی تنقیص اور شان رسالت کی توہین ہوتی ہے خواہ نام قرآن واحادیث کا لے یا سلف کا ذکر کرے ان کا تذکرہ بھی یہ لوگوں کو دام تزویر میں گرفتار کرنے کیلئے کرتے ہیں۔

سطور بالا میں آیت کریمہ گذری ہر دور میں اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حمایت ونصرت کے لئے کسی نہ کسی کو کھڑا کر دیتا ہے ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی، اسماعیل دہلوی، اکابر دیابنہ کا فتنہ ابھرا علمائے حق نے ان کا رد کیا اور مسئلہ حق کو اجاگر فرمایا اس دور میں

(بقیہ ص ۱۸؍ پر ....)



تجلیاتِ نعت



آقائے نعمت دریائے رحمت مجددِ دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نوری باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے
جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزش عشق چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ دل کے کباب میں ہے
انہیں کی بو مایۂ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے
کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے
کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

چارہ گر ہے دل تو گھائل عشق کی تلوار کا
کیا کروں میں لے کے پھاہا مرہم زنگار کا
روکش خلد بریں ہے دیکھ کوچہ یار کا
حیف بلبل اب اگر لے نام تو گلزار کا
حسن کی بے پردگی پردہ ہے آنکھوں کے لئے
خود تجلی آپ ہی پردہ ہے روتے یار کا
حسن تو بے پردہ ہے پردہ ہے اپنی آنکھ پر
دل کی آنکھوں سے نہیں ہے پردہ روئے یار کا
اک جھلک کا دیکھنا آنکھوں سے گو ممکن نہیں
پھر بھی عالم دل سے طالب ہے ترے دیدار کا
تیرے باغ حسن کی رونق کا کیا عالم کہوں
آفتاب اک زرد پتا ہے ترے گلزار کا
کب چمکتا یہ ہلال آسماں ہر ماہ یوں
جو نہ ہوتا اس پہ پرتو ابروئے سرکار کا
جاگ اٹھی سوئی قسمت اور چمک اٹھا نصیب
جب تصور میں سمایا روئے انور یار کا
مرقدِ نوری پہ روشن ہے یہ لعل شب چراغ
یا چمکتا ہے ستارہ آپ کی پیزار کا

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضریٰ دیکھنے کو مل جاتا
میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مل جاتا
میرے دل سے دھل جاتا داغِ فرقتِ طیبہ
طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ میں ہی مل جاتا
موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا
خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا
دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اُس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا
فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا
دل مرا بچھا ہوتا ان کی رہ گزاروں میں
ان کے نقش پا سے یوں مل کے مستقل جاتا
ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل درِ اقدس کیسے منفعل جاتا

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۱۲۵/۱۲۶

اور کرو جب ہم نے اس گھر کو {۲۲۷} لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا {۲۲۸} اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ {۲۲۹} اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسماعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لئے (۱۲۵) اور جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کردے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں {۲۳۰} فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دونگا پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کردوں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی (۱۲۶)

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

{۲۲۷} بیت سے کعبہ شریف مراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخل ہے {۲۲۸} امن بنانے سے یہ مراد ہے کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو امن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر بھیڑ لئے بھی شکار کا پیچھا نہیں کرتے چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ مومن اس میں داخل ہو کر عذاب سے مامون ہو جاتا ہے حرم کو حرم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل ظالم شکار حرام و ممنوع ہے (احمدی) اگر کوئی مجرم بھی داخل ہو جائے تو وہاں اس سے تعرض نہ کیا جائے گا (مدارک) {۲۲۹} مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحباب کے لئے ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں (احمدی وغیرہ) {۲۳۰} چونکہ امامت کے باب میں لاینال عہدی الظالمین ارشاد ہو چکا تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دعا میں مومنین کو خاص فرمایا اور یہی شان ادب تھی اللہ تعالیٰ نے کرم کیا دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ رزق سب کو دیا جائے گا مومن کو بھی کافر کو بھی لیکن کافر کا رزق تھوڑا ہے یعنی صرف دنیوی زندگی میں وہ بہرہ مند ہو سکتا ہے۔

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، حضرت مولانا ابوحسام محمد عسجد رضا خاں قادری بریلی شریف

مدینہ میں آپ کی آمد کا انتظار: امام بخاری ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں جس دن سے اہل مدینہ کو حضور ﷺ کے بارے میں معلوم ہوا آپ ﷺ شہر مدینہ تشریف لا رہے ہیں تو وہ ہر روز صبح کی نماز ادا کر کے دوپہر تک شہر مدینہ سے باہر مقام حرہ پر آپ کا انتظار کرتے۔

"جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ طیبہ روانہ ہو چکے تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد مقام حرہ پر آ کر انتظار کرتے حتیٰ کہ دھوپ تیز ہو جاتی، سایہ نہ پاتے تو واپس گھروں کو چلے جاتے"۔

حتیٰ کہ جس دن آپ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی وہ انتظار کر کے واپس جا چکے تھے ایک یہودی نے آپ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا وہ بے ساختہ پکار اٹھا:

"اے عربو! یہ تمہارے ساتھی ہیں جن کا تم انتظار کرتے ہو"۔

یہ آواز کانوں میں پڑتے ہی اہل مدینہ استقبال کے لئے واپس امڈ آئے تمام مسلمان ہتھیار سجا کر مقام حرہ پر استقبال کے لئے حاضر ہو گئے۔

چودہ دن تک آپ ﷺ قبا شریف میں اقامت پذیر رہے وہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی تمام ظاہری حیات آپ ہفتہ کے روز پیدل یا سوار ہو کر مسجد قبا تشریف لاتے رہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے جو مسلمان باوضو ہو کر مسجد قبا آئے اور وہاں دو رکعات نماز اللہ کے حضور ادا کرے اسے عمرہ کا ثواب نصیب ہوگا۔

استقبالیہ ترانہ: پروگرام کے مطابق بچے اور نوجوان شہر مدینہ کے مختلف راستوں اور گلیوں میں جلوس کے آگے آگے یا محمد ﷺ اور یا رسول اللہ ﷺ کے مبارک الفاظ اور نعروں سے لوگوں کو آگاہ کر رہے تھے اور جلوس کا راستہ بتا رہے تھے وہاں بچے بچیاں اور خواتین مل کر ترانہ بھی پڑھ رہی تھیں۔ امام بیہقی اور رزین نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا۔

"جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ پہنچے تو تمام خواتین بچے اور نوجوان یہ ترانہ پڑھ رہے تھے"۔

طلع البدر علینا ☆ من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ☆ ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا ☆ جئت بالامر المطاع

شہر مدینہ کی طرف روانگی کے موقعہ پر استقبالی جلوس کی چند جھلکیاں: حضور ﷺ جب قبا شریف سے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے جمعہ کا روز تھا۔ آپ نے قصواء اونٹنی لانے کا حکم دیا۔ تمام مسلمان جمع ہو گئے۔

حضور ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور لوگ آپ کے ارد گرد تھے اور کوئی پیدل تھا اور کوئی سوار۔

بنو نجار کے نوجوان تلواریں بستہ جلوس کو کنٹرول کر رہے تھے جیسے جیسے جلوس شہر مدینہ کی طرف بڑھتا جا رہا تھا

اس میں لوگوں کے ہجوم کا اضافہ ہورہا تھا۔

''تمام لوگ راستوں میں کھڑے آپ کا استقبال کر رہے تھے''۔

نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت: اس مقدس و مبارک جلوس میں جو خوبصورت نعرے لگ رہے تھے اس میں بار بار اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور حضور کی رسالت کا اعلان تھا۔

''خدام اور بچے گلیوں میں یہ کہتے ہوئے پھیل گئے، اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے، رسول اللہ تشریف لے آئے آقا محمد ﷺ تشریف لے آئے''۔

اس استقبالیہ جلوس میں شریک ایک مشہور صحابی خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں اس وقت بچہ تھا۔

''میں بھی ان بچوں کے ساتھ تھا جو کہہ رہے تھے حضرت محمد ﷺ تشریف لے آئے ہیں''۔

پانچ صد انصاری نوجوانوں کے دستہ کی سلامی: جب رسول اللہ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ آئے تو وہاں سے ایک آدمی کو دوڑایا گیا جو انصارِ مدینہ کو اطلاع کرے، اطلاع ملتے ہی'' پانچ صد انصاری نوجوانوں کے دستہ نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے سلامی پیش کی۔

انہوں نے آپ کو شہر مدینہ میں داخلہ کے وقت خوش آمدید کہا۔

حضور ﷺ ان کے ساتھ آگے بڑھے تو آپ کے جلوس کی صورت حال یہ بن چکی تھی کہ تمام اہل مدینہ آپ کے استقبال کے لئے امڈ آئے تھے۔

''تمام اہل مدینہ حتیٰ کہ پردہ دار خواتین بھی چھتوں پر زیارت کے لئے نکل آئیں اور وہ ایک دوسرے سے پوچھیں رسول اللہ ﷺ کون سے ہیں''۔

مدینہ کے درو دیوار یا محمد یا رسول اللہ کے نعرہ سے گونجنے لگے: شہر مدینہ کی ہر گلی اور راستہ میں بچے اور نوجوان یا محمد ﷺ کی صدائیں بلند کر کے لوگوں کو اطلاع کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری ہو چکی ہے۔

''نوجوان بچے شاہراہوں پر پکارتے ہوئے پھیل گئے، یا محمد یا رسول اللہ ﷺ''

وہ استقبال کا منظر آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس استقبال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا جو حضور ﷺ کی مدینہ طیبہ تشریف آوری پر اہل مدینہ نے کیا تھا، خود بھی اس میں شریک ہوئے تھے، زندگی میں جب بھی مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی آمد کا ذکر ہوتا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے، وہ منظر آج بھی میرے سامنے ہے۔

''گویا میری اب بھی نگاہوں میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر ہیں اور ان کے پیچھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہیں اور بنو نجار کے لوگ آپ کے آپ ﷺ حضرت ابوایوب کے ہاں پہنچے''۔

تشریف آوری پر تیر اندازی کا پروگرام: امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جب حضور ﷺ شہر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے اس خوشی کے موقعہ پر جو مختلف پروگرام کئے ان میں ایک تیر اندازی کا پروگرام بھی تھا جو اس دور کا مشہور مشغلہ تھا۔

(معمولات صحابہ)

فتاوی مرکزی دارالافتاء

سوال:

جناب مفتی .... صاحب

السّلام علیکم ورحمة اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

آج کل مختلف نعت خواں اپنی نعتوں کے ساتھ خصوصاً عربی کلام کے ساتھ ذکر اللہ کرتے ہیں وہ اس طریقے سے کرتے ہیں کہ سننے والے کو یہ محسوس ہو کہ کوئی ڈھول بجا رہے ہیں یعنی گمان ایسا کیا جاتا ہے کہ نعت کے ساتھ (معاذ اللہ عزوجل) میوزک بج رہا ہے تو کیا یہ پڑھنا اور اس کو سننا شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو برائے مہربانی اس کی دلیل کے ساتھ وضاحت فرمادیجئے اور اگر ناجائز ہے تب بھی اس کی دلیل کے ساتھ وضاحت فرمادیجئے۔

سائل محمد انیس

پتہ: متعلم مدرسہ رضویہ کراچی پاکستان

باسمہ تعالیٰ

الجواب بعون الملک الوہاب:- قرآن شریف میں ہے: واستفزز من استطعت منهم بصوتک الی اخرہ (پ۱۵ ع۶) یعنی اور ڈگا (ہٹا) دے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے (کنز الایمان) یعنی وسوسے ڈال کر اور معصیت کی طرف بلا کر۔ بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس سے گانے باجے لہو ولعب کی آوازیں ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے (خزائن العرفان) اور حدیث شریف میں ہے: عن ابی وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان الغناء ینبت النفاق فی القلب یعنی موسیقی دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اپنی تصنیف ''الکشف شافیا'' میں تحریر فرماتے ہیں: ہر عقل مند جانتا ہے کہ اس میں کسی خاص قسم کے آلہ سے آواز پیدا ہوگی وہ اس کے رنگ میں رنگ جائے گی (مشابہ ہو جائے گی)

معلوم ہونا چاہئے کہ موسیقی شریعت میں ناجائز ہے یوں ہی ہر وہ طریقہ جس سے موسیقی پیدا ہوتی ہو وہ بھی شرعاً ناجائز ہے صورت مسئولہ میں نعت شریف کے Back Ground (بیک گراؤنڈ) اس طریقے پر ذکر اللہ کی تکرار کرنا جس سے سننے والے کو موسیقی معلوم ہو یا موسیقی کے ساتھ مشابہت ہو جائز نہیں نعت خواں حضرات اور سامعین کو اس سے گریز کرنا چاہئے تاکہ نعت شریف اور ذکر اللہ کا

تقدس برقرار رہے۔

مفتی عبدالعزیز حنفی غفرلہٗ
دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی
۱۰ ر جمادی الاخرہ ۱۴۲۳ھ ۲۰ راگست ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے پاس ایک فتویٰ کراچی سے عزیز محترم مولانا عبد العزیز حنفی کا لکھا ہوا تصدیق کے لئے بھیجا گیا مصروفیات اور مسلسل سفر کی وجہ سے میں بروقت اس فتوے کی تصدیق کرنے سے قاصر رہا فتویٰ ایک کیسٹ سے متعلق ہے جس میں ذکر ہے کہ آواز اس طور پر سنائی دیتی ہے جیسے دف کے ساتھ ذکر ہورہا ہو اور سوال میں بھی مرقوم ہے اور زبانی طور پر بھی معلوم ہوا کہ ذکر کرنے والوں نے دف کا استعمال نہ کیا بلکہ اپنے منہ سے وہ ایسی آواز نکالتے ہیں جو دف کے مشابہ معلوم ہوتی ہے یہ مسئلہ چونکہ قابل غور تھا اس لئے لوگوں سے کیسٹ منگوا کر سنا۔ واقعۃً وہ آواز مشابہ دف معلوم ہوتی ہے۔

دف آلات لہو ولعب میں سے ہے جس کا استعمال اغلب احوال میں لہو ولعب کے لئے ہوتا ہے لہٰذا دف کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں۔ دف بغیر جلاجل کی اباحت بعض احادیث سے مثلاً اعلنوا هذا النكاح واضربوا عليه بالدفوف وغیرہ سے معلوم ہوتی ہے لیکن اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ اذا اجتمع الحلال والحرام رجح الحرام بنابریں ترجیح جانب حرمت کو ہے جس کی مؤید سرکار ابد قرار ﷺ المدرار کی احادیث شریفہ مثلاً امرت بمحق المعازف بعثنی ربی عزوجل بمحق المعازف وغیرہما ہیں قطع نظر اس کے کہ حدیث مذکور اعلنوا هذا النكاح میں اجازت استعمال دف کی بغرض اعلان مفہوم ہوتی ہے یہی لیا جائے کہ بعض احوال میں ملاہی کی اجازت ہے مگر اس زمانے میں جبکہ لوگ تصحیح نیت سے قاصر اور احکام شرع سے غافل لہو ولعب میں منہمک ہیں سبیل اطلاق منع ہیں کما افاده الامام جدی الهمام الشيخ احمد رضا قدس سرهٗ فی رسالته المباركة "هادی الناس فی رسوم الاعراس"۔ قال فی الدر المختار بعد حكاية عن امامنا ابی حنيفة رضی الله تعالیٰ عنه دلت المسئلة علیٰ ان الملاهی كلها حرام۔ یہ تو دف وغیرہ آلات لہو کے بارے میں تھا جو آواز ان آلات لہو کے مشابہ کسی طرح سے پیدا کی جائے اس کا بھی وہی حکم ہے جو ان کے آلات لہو سے نکلنے والی آوازوں کا ہے۔

اس کی نظیر گراموفون وغیرہ آلات سے نکلنے والی ان آوازوں کا حکم ہے جو قطعاً ان آلات لہو سے نکلنے والی آوازیں تو نہیں لیکن بلا شبہ یہ آوازیں ان آلات لہو کے آوازوں کی کاپیاں ہیں۔ لہٰذا گراموفون وغیرہ میں ان ملاہی کی آوازیں بھرنا اور انہیں سننا اسی طرح حرام ہے جس طرح ان ملاہی کا استعمال سننے سنانے کے لئے حرام ہے۔ سیٹی ایک مخصوص آواز نکالنے کا آلہ ہے اس جیسی آواز اگر منہ سے نکالی جائے تو یہ بالعموم طریقۂ فساق ہے، اور ناجائز ہے۔ لہٰذا ان مندرجہ بالا امور سے روشن ہے کہ دف جیسی آواز نکالنا اگرچہ بغیر استعمال دف ہو، ناجائز ہے اور اگر یہ قصداً ہے تو یہ تلہی ہے جو مطلقاً حرام ہے۔ اور اگر ایسی آواز منہ سے بلا قصد نکلتی ہے تو وہ صورۃً لہو کے مشابہ ہے لہٰذا اس سے بھی گریز چاہئے خصوصاً ذکر و نعت میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ قصد لہو اور صورت لہو دونوں سے پرہیز کیا

جائے دف کے استعمال کی رخصت نظر بہ بعض احادیث سے اگر ثابت بھی ہے تو ان اشعار میں ہے جن کا تعلق ذکر و نعت سے نہیں اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کی اجازت سے حضور کی خدمت میں جب ایک گانے والی نے دف بجایا اور منجملہ اشعار کے یہ مصرعہ پڑھا۔

"وفینا نبی یعلم مافی غد"

حضور ﷺ نے فرمایا دعی ھذہ وقولی بالذی ماکنت تقولین یہ رہنے دو اور جو پڑھ رہی تھیں وہی پڑھتی رہو کہ صورت لہو پر نعت شریف شایان شان نہ تھا اب حکم مسئلہ صاف ہوگیا اور وہ یہ کہ ایسی آواز جو دف وغیرہ کے مشابہ ہو منھ سے نکالنا جائز نہیں کہ طریقۂ فساق ہے اور ذکر وغیرہ میں اشد ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

قالہ بفمہ وامر برقمہ

فقیر محمد اختر رضا ازہری قادری غفرلہٗ

النزیل بچرّہ من اعمال فیض اباد

ایسی آوزیں منہ سے نکالنا جن سے موسیقی کا دھوکہ ہو یا لوگ اسے موسیقی سمجھ کر موسیقی کا لطف اٹھائیں لہو ولعب میں شامل ہے اور ہر لعب حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

تحسین رضا غفرلہٗ

شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

نعت ومنقبت اور قصیدہ خوانی میں دف بجانا سوء ادب اور مکروہ وممنوع ہے اسی طرح ایسی آواز منہ سے بنانا اور نکالنا جس سے محسوس ہو کہ دف یا دیگر آلات موسیقی بجائے جارہے ہیں ممنوع و ناروا اور بے ادبی ہے، لہو ولعب کی آوازیں منہ سے نکالنا عموماً فاسقوں کا طریقہ ہے جس سے اجتناب وغنا وآواز مزامیر وبہ انداز مزامیر ناجائز ہے نعت شریف میں اور خاص اسم جلالت کے ساتھ انداز صوت مزامیر اختیار کرنے میں نوع اہانت بھی ہے اس لئے اس کا عدم جواز شدید ہے اگرچہ نیت خیر ہو فالجواب صحیح وہو تعالیٰ اعلم

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہٗ

دف کی آواز منہ یا کسی اور طریقہ سے بالقصد بنانا بھی مردوں کے لئے مطلقاً مکروہ ہے، ذکر و نعت شریف میں اس کی کراہت اور اشد ہے واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی شہید عالم رضوی

جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

احتراز لازمی ہے خصوصاً اسم جلالت، اسم رسالت یا کلمہ شریف کا ذکر اس طرح کرنا کہ آلۂ موسیقی بجائے جانے کا شبہ ہو سخت ممنوع و ناجائز ہے وہو تعالیٰ اعلم

ازیں قبل میں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا تھا اس وقت یہ مسئلہ مجھ پر واضح نہیں تھا اب میں اس جواب سے رجوع کرتا ہوں رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں معاف فرمائے اور فتویٰ نویسی میں خطاء ولغزش سے محفوظ و مامون رکھے آمین!

محمد ایوب مظہر

دارالعلوم وارثیہ، گومتی نگر، لکھنؤ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم	قاضی محمد عبدالرحیم غفرلہ القوی
الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم	خواجہ مظفر حسین
الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم	محمد ناظم علی بارہ بنکوی
الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم	محمد مظفر حسین قادری رضوی
الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم	محمد کمال، دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور فیض آباد
الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم	محمد یونس رضا الاویسی الرضوی

ھذا حکم العالم المطاع وما علینا الاالاتباع

عبدالرحیم نشتر فاروقی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج کل ایک مخصوص قسم کے ذکر کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں حلق سے ایک مخصوص آواز جو مشابہ دف ہے صاف سنی جاتی ہے بلکہ بیان کرنے والوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مائک کو دونوں ہونٹوں کے درمیان یا بالکل قریب کر کے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مزامیر کے مثل آواز پیدا ہوتی ہے بارہا کیسٹ سنے گئے اور دف جیسی آواز صاف سنائی دی، بالکل بعض مروجہ طریقوں میں یہ صاف آشکار ہے کہ محض ایک آواز مشابہ دف مسموع ہوتی ہے اور اسم جلالت ادا نہیں ہوتا اس پر یہ مستزاد ہے کہ چھن چھن یا اس کے مشابہ کچھ آوازیں صاف سنائی دیتی ہیں، ان امور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ بتکلف ایسی آوازیں جو مشابہ ساز و مماثل دف ہوں نکالتے ہیں کسی مباح شعر میں ان آوازوں کی اجازت نہیں ہوسکتی کہ مزامیر شرعاً ممنوع ہیں اور اس طرح کی وہ آوازیں جو مشابہ مزامیر ہوں ان کا بھی وہی حکم ہے۔

میرے سابقہ فتویٰ میں اس امر کی قدرے تفصیل ہے جو اس مضمون سے منسلک ہے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ سے دف بے جلاجل کی اجازت مطلقاً مفہوم نہیں ہوتی بلکہ بہت جگہ پر اسے مختلف قیود و شروط سے مقید و مشروط فرمایا اسی عبارت کو لیجئے جو ایک فتویٰ میں نقل کی گئی (مسمع بالکسر یعنی آلہ سماع مزامیر نہ ہو اگر ہوں تو صرف دف بے جلاجل جو ہیات تطرب پر نہ بجایا جائے) یہ عبارت بحمدہ تعالیٰ ہماری مؤید ہے کہ ہم نے اپنے سابقہ فتویٰ میں کہا: اگر یہ قصداً ہے تو یہ تلہی ہے جو مطلقاً حرام ہے اور اگر ایسی آواز منہ سے بلاقصد نکلتی ہے تو وہ صورت لہو کے مشابہ ہے۔

لہٰذا اس سے بھی گریز چاہئے خصوصاً ذکر و نعت میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ قصد لہو اور صورت لہو دونوں سے پرہیز کیا جائے گا اس لئے کہ ارشاد فرمایا کہ ہیات تطرب پرالخ اور ہیات صورت کے مترادف ہے اور تطرب سے مراد تلہی ہے تو مطلب یہ ہوا کہ صورت تلہی پر نہ بجایا جائے اور اس عبارت میں بظاہر صورت تلہی کی ممانعت فرمائی اور اس سے بدرجۂ اولیٰ قصد تلہی کی ممانعت مفہوم ہوئی اور اس طرح یہ ارشاد اقدس ہمارے دعوے کا مؤید ہے پھر اس قدر عبارت جو اس فتوے میں منقول ہوئی بہت مجمل ہے ناقل عبارت کو یا کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ یہی شرط بس ہے بلکہ فتاویٰ رضویہ کے اسی چوبیسویں حصہ میں اسی فتویٰ کے دس صفحہ بعد جہاں سے یہ مجمل عبارت اٹھائی گئی اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں شادی میں دف اجازت ہے مگر تین شرط سے (۱) ہیأت تطرب پر نہ بجایا جائے یعنی رعایت قواعد موسیقی نہ ہو، ایک یہی شرط اس مروج کے منع کو بس ہے کہ ضرور تال سم پر بجاتے ہیں (۲) بجانے والے مرد نہ ہوں کہ ان کو مطلقاً مکروہ ہے (۳) عزت دار بیبیاں نہ ہوں۔

یہاں سے چند امور واضح ہوئے (۱) دف بے جلاجل کی اجازت مشروط محض شادی میں ہے حمد و نعت و منقبت میں نہیں (۲) ہیات تطرب جو وہاں مجمل ارشاد ہوا اس کی تفسیر یہ فرمائی کہ رعایت قواعد موسیقی نہ ہوں نیز ہادی الناس فی رسوم الاعراس میں ارشاد فرمایا: شرع مطہر نے شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف دف کی اجازت ہے جب کہ مقصود شرع سے تجاوز کر کے لہو مکروہ تک نہ پہونچے۔ لہٰذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب بالکل چھوٹی چھوٹی بچیاں یا باندیاں بجائیں اور

ہر طرح کے منکرات شرعیہ اور مظان فتنہ سے پاک ہوں۔ اصل حکم میں تو اس قدر کی رخصت ہے مگر حال زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہال حال سے کسی طرح امید نہیں کہ انہیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے اس کے پابند رہیں اور حد مکروہ و ممنوع تک تجاوز نہ کریں۔لہٰذا سرے سے فتنے کا دروازہ ہی بند کیا جائے۔

(ملخصاً فتویٰ رضویہ مترجم ج ۲۳ ص ۲۸۰)

یہاں بھی شادی کی تخصیص سے صاف ظاہر ہے کہ دف کی شرائط مشروطہ خاص مواقع شادی کے لئے ہے اب اعلیٰ حضرت سے ہی صاف صریح سنئے اسی فتاویٰ رضویہ کے اسی طویل فتوے میں جو موسیقی سے متعلق ہے اسی عبارت سے متصل جو یوں نقل کی مسمع بالکسر یعنی آلہ سماع مزامیر۔ مسمع بالفتح جائے سماع مجلس فساق نہ ہو اور اگر حمد ونعت و منقبت کے سوا عاشقانہ غزل گیت ٹھمری وغیرہ ہو تو مسجد میں مناسب نہیں ہادی الناس فی رسوم الاعراس کے اقتباس سے یہ صاف آشکار ہے کہ نظر بحال زمانہ دف کی مطلقاً اجازت نہیں ہے یہی وہ ہے جو ہم اپنے سابقہ فتوے میں کہہ چکے ہیں سبیل اطلاق منع ہے۔

نیز اسی فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۲۱ ص ۶۶۴ میں ارشاد فرماتے ہیں: قوالی کی طرح (میلاد شریف) پڑھنے سے اگر یہ مراد کہ ڈھول ستار کیساتھ جب تو حرام اور سخت حرام ہے اور اگر صرف خوش الحانی مراد ہے اور کوئی امر مورث فتنہ نہ ہو تو جائز بلکہ محمود ہے اور اگر بے مزامیر گانے کے طور پر راگنی کی رعایت سے ہو تو ناپسند ہے کہ یہ امر ذکر شریف کے مناسب نہیں۔ اس ارشاد اقدس میں حمد ونعت وغیرہ میں ڈھول کی صریح ممانعت پر یہ مستزاد فرمایا کہ حمد ونعت راگ اور راگنی کہ طور پر نہ ہو بالجملہ سطور بالا سے

صاف ہو گیا کہ دف کا استعمال مطلقاً ممنوع ہے دف بے جلاجل کی رخصت ایسی شروط سے مشروط ہے جن کا تحقق اس زمانے میں نامتصور یا سخت نادر و دشوار ہے۔لہٰذا بات وہی ہے کہ سبیل اطلاق منع ہے نمبر ۳ر سے رخصت بھی ذکر ونعت وغیرہ میں ہر گز نہیں یہ سب امور ہمارے سابقہ فتوے میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہوئے اب کہ یہ مسئلہ پھر سے تازہ ہوا ذکر ونعت میں اس طریقہ نامحمودہ کا رواج زور وشور سے ہوا اس پر مزید یہ کہ اس طریقہ نامرضیہ کی تائید میں ایک پرانا فتویٰ چند ناسمجھوں کے ہاتھ لگا جس میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس طویل فتوی متعلقہ موسیقی سے چند عبارتیں جنہیں ناقل نے اپنے لئے مفید مطلب سمجھا اس فتوے میں ناقل نے ذکر کیں اور وہ عبارات جو صراحۃً ممانعت کا پتہ دیتی تھیں چھپا لیں یہ امر افسوس ناک ہے کہ ایک طریقہ مذمومہ کی تائید کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارات کا اس طور پر سہارا لیا جائے۔

لہٰذا اپنے سابقہ فتوے پر یہ مضمون فقیر نے مستزاد کیا اور اپنے مضمون کو سیدی الکریم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارات سے مزین کیا تا کہ حقیقت کھلے اور لوگوں پر حق ظاہر ہو اور سابقہ فتوے کی ایک گونہ تائید وتشہید ہو بالجملہ ذکر مروجہ کی ہر گز اجازت نہیں ہو سکتی اور بعض سورتوں میں ذکر ہوتا ہی نہیں اور بعض میں دف اور ساز کے مشابہ آوازوں کے ساتھ یہ ذکر سنا جاتا ہے جس کی ممانعت کلام اعلیٰ حضرت سے آشکار ہے۔ یہ ذکر ہر گز سانس سے نہیں ہوتا نہ ایسا ہے کہ بلا قصد و بے ساختہ ایسی ناروا آوازیں نکلتی ہیں بلکہ ضرور قصد کو دخل ہے خود اس فتوے میں جو حال میں بمبئی کے نوجوانوں کے ہاتھوں میں پہنچا یہ مذکور ہے (اس ذکر

کے پڑھنے والوں نے کافی مشق کر کے ذکر کو اس دلکش انداز سے پڑھا ہے کہ قلب حزیں مسرور ہو جاتا ہے حالانکہ بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ذکر دف کے ساتھ کیا جا رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دف کا مطلقاً استعمال نہیں کیا گیا)

اور اس پر بنائے کار کہ دف کا مطلقاً استعمال نہیں کیا گیا اصلاً مفید نہیں اور کافی مشق کرنا جس کا فتوے میں اعتراف کیا ہے دلیل قصد و تکلف ہے تو جا بجا قصد کی نفی بے جا ہے اور اس پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی یہ عبارت منطبق کرنا (اگر اتفاقاً اس کا پڑھنا کسی شعبہ موسیقی کے موافق ہو جائے نہ اس پر الزام اور نہ یہ شرعاً ممنوع) بے محل ہے واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

قاله بفهمه وامر برقمه

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۲ رصفر المظفر ۱۴۲۷ھ بمطابق ۳ مارچ ۲۰۰۶ء جمعہ مبارکہ

الجواب صحیح حق صریح واللّٰہ تعالیٰ اعلم

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ

۲۳ رصفر المظفر ۱۴۲۷ھ

☆☆☆

(.....بقیہ ص ۲۸ کا)

کی کوشش بھی ہے۔ جہاں ہمارے مشائخ اہل سنت کے مبارک قدم نہیں پہنچتے، وہاں حریفانِ اہل سنت اپنے قدم جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔

❁

عرس اعلیٰ حضرت میں بریلی شریف کے اندر ایک بڑے ہال میں رضا ایکزیبیشن کا اہتمام کیا جائے جس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی جملہ تصانیف فنی اور موضوعاتی اعتبار سے درجہ بندی کر کے نمائش کے لئے رکھی جائیں۔ رضویات پر جہاں جہاں کام ہوا ہے، ان افراد کی تصانیف، ان اداروں کی تصاویر بھی فراہم کی جائیں۔ اعلیٰ حضرت اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر تبرکات و آثار بھی اس ہال میں زیارت کے لئے پیش کئے جائیں۔ یہ بھی اپنوں اور بیگانوں سب کے لئے تعارف رضا کا ایک پرکشش ذریعہ ہے۔

❁

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی فکری اور علمی خدمات انجام دینے والے حضرات داد و دہش اور صلہ و انعام سے بے نیاز ہو کر محض لوجہ اللہ کام کرتے ہیں اور اپنے امام اہل سنت عاشق ماہِ رسالت کے حضور نذر عقیدت پیش کرتے ہیں۔ لیکن حوصلہ افزائی سے جذبے اور جلا پاتے ہیں، اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر ٹھوس علمی اور تعارفی خدمات انجام دینے والے افراد اور اداروں کی بہر طور حوصلہ افزائی کی جائے اور ہر ممکن تعاون سے نوازا جائے۔ بعض احباب سرد مہری کا شکوہ کرتے ہیں، ان کا یہ شکوہ دور ہونا چاہئے۔ ہمارا مشن تو بس یہ ہونا چاہئے کہ ؎

تم نے جو شمع جلائی ہے نہ بجھنے پائے
اب تو لے دے کے یہی کام ہمارا ٹھہرا

فیض رضا پائندہ و تابندہ رہے۔ آمین! اعظم چشتی کے اس دعائیہ شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں ؎

دشت بھی آباد کر ڈالے ترے فیضان نے
میرے دل پر بھی برس اے ابرِ بارانِ رضا

☆☆☆

اعلیٰ حضرت ہے اعلیٰ مقام آپ کا
اس لئے اعلیٰ حضرت ہے نام آپ کا

☆☆☆

طاہر القادری سنیوں کا نمائندہ نہیں

از: قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی بریلی شریف

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین۔ اللھمّ إنّی أعوذبک من ھمزات الشیاطین وأعوذ بک ربّ ان یحضرون۔

ابھی کچھ دیر پہلے بنگلور سے ایک کرم فرما کے فون سے معلوم ہوا کہ جامعہ بلال واقع بنگلور کے حضرات کو طاہر القادری کے بارے میں میرا تحریری بیان مطلوب ہے، اس سے پہلے طاہر القادری کے بارے میں میرا زبانی بیان جو انٹرنیٹ پہ موجود ہے لوگوں کو پہنچ چکا ہے جس کے ہوتے ہوئے تحریری بیان کی حاجت نہ تھی، بہر حال حسبِ فرمائش تحریری بیان حاضر ہے تاکہ اس کے بعد کسی کو کوئی عذر نہ رہے اور حجت تمام ہو۔ نام نہاد طاہر القادری کی پذیرائی اہل سنت کے حلقوں میں سخت موجبِ حیرت ہے اس لئے کہ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ نام نہاد طاہر القادری سنیوں کا نمائندہ نہیں اس کی کتابوں سے خصوصاً ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' جو مدت دراز سے چھپ کر منظر عام پر آچکی صاف روشن ہے کہ اس کے نزدیک بریلویت دیوبندیت شیعیت وغیرہ سب ایک ہیں اس کے بقول ان میں صرف تعبیری تشریحی اختلاف ہے، دیوبندی طاہر القادری کے نزدیک سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہوں تو ہوں اس سے بحث نہیں، سوال یہ ہے کہ دیوبندیوں کے خدا و رسول کے بارے میں کچھ مخصوص عقائد ہیں مثلاً خدا جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ رشید احمد گنگوہی کے فتوے کے مطابق وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی وہ جھوٹ بول چکا، نبی آخر الزماں کا خاتم النبیین ہونا عوام کا خیال ہے نہ کہ اہل فہم کا، اہل فہم کے نزدیک تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں لہٰذا حضور ﷺ کے زمانے میں یا بعد زمانۂ نبوی اگر کوئی نبی جدید مبعوث ہو تو خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا۔ (دیکھو تحذیر الناس)

اس کا صاف مفاد یہ ہے کہ حضور آخری نبی نہیں ان کو نبی آخر الزماں ماننا اہل فہم کا عقیدہ نہیں اس میں ان کی کوئی فضیلت نہیں حضور کے بعد نیا نبی مبعوث ہونا ممکن ہے غیب جاننے میں کچھ حضور ﷺ کی تخصیص نہیں بلکہ ایسا علم تو ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔

(دیکھو حفظ الایمان)

شیطان و ملک الموت کا علم نبی ﷺ سے زیادہ ہے اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک ہے۔ (دیکھو براہین قاطعہ)

اس نام نہاد طاہر القادری سے پوچھئے جو اس بات کا دعوے دار ہے کہ بریلوی اور دیوبندی میں صرف تعبیری و تشریحی اختلاف ہے یعنی اس اختلاف کو وہ لفظی بتاتا ہے تو اس کے طور پر یہ اختلاف حقیقی اور معنوی نہیں اس کا صاف مفاد یہ ہے کہ بریلوی اور دیوبندی باہم ایک معنی و مفہوم کے قائل ہیں، اختلاف صرف لفظ میں ہے باعتبار معنی دونوں ہم عقیدہ ہیں اس سے بڑھ کر سفید جھوٹ کیا ہو سکتا ہے؟ ناظرین دیکھیں کہ وہ کس طرح سنیوں کی آنکھوں میں دھول

جھونک رہا ہے، اور اس سے پوچھیں کہ وہ کونسا سنی ہے جس کا خدا کے بارے میں یہ اعتقاد ہو کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے جو ختم نبوت کا منکر ہو اور خاتم النبیین ﷺ کے بعد نئے نبی کا آنا ممکن جانتا ہو؟ وہ کونسا سنی ہے جو نبی ﷺ کے علم کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کے برابر بتائے؟ شیطان کے لئے وسعت علم مانے اور نبی کے لئے علم غیب کو مطلقاً شرک ٹھہرائے؟

اسی طرح شیعوں کے مخصوص عقائد میں جن کے ذریعہ وہ منکر ضروریات دین ہونے کے سبب اہل سنت کے نزدیک کافر مرتد بے دین ہیں ازاں جملہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن ناقص ہے، جبریل امین نے وحی لانے میں خطا کی، حضرت عائشہ صدیقہ جن کی طہارت و براءت پر قرآن ناطق ہے ان کو سخت دشنام و فجور کا الزام لگاتے ہیں اس کے علاوہ بہت سارے عقائد کفریہ رکھتے ہیں۔

(دیکھو رد الرفضہ، المستند المعتمد، عالمگیری تحفۂ اثنا عشریہ وغیرہ)

نام نہاد طاہر القادری کے نزدیک یہ کوئی بنیادی اختلاف نہیں صرف تعبیری وتشریحی اختلاف ہے۔

(دیکھو اقتباس فرقہ میرتی کا خاتمہ جو تحریر ہذا کے ساتھ منسلک ہے)

طاہر القادری نے اپنے دعوے سے صاف بتایا کہ یہ بنیادی اختلاف نہیں یعنی یہ اختلاف اصول میں نہیں محض فروعی ہے بلکہ اس کے پیش نظر کہ وہ اس کو تعبیری وتشریحی اختلاف کہتا ہے یہ اختلاف ہی نہیں نہ اصولی نہ فروعی بلکہ لفظی اختلاف ہے، اس سے پوچھو کیا وہ قرآن وسنت میں ان معتقدات کی کوئی اصل دکھا سکتا ہے، اگر نہیں دکھا سکتا اور یقیناً نہیں دکھا سکتا تو یہ نہ صرف اہل سنت پر بہتان ہے بلکہ قرآن وسنت پر افترا ہے یہ سب تو طاہر القادری کے افتراءات وہذیانات کا اس کی ایک کتاب سے نمونہ تھا۔

انٹرنیٹ پر اس کے متعدد بیانات اس دور جدید میں الیکٹرانک میڈیا پر نظر رکھنے والے خصوصاً انٹرنیٹ کے رسیا نوجوانوں کے لئے کچھ ڈھکے چھپے نہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہودی ونصرانی اس کے نزدیک (Believers) اہل ایمان ہیں، اس کی مسجد اس کے یہودی اور عیسائی بھائیوں کے لئے کھلی ہوئی ہیں جس میں یہودی ونصرانی کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کی اجازت ہے۔

یہاں پر نام نہاد طاہر القادری کا وہ بیان بھی ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے جو اس کے آڈیو اور ویڈیو سے خود اسی کے الفاظ میں کچھ لوگوں نے تیار کیا............

کیا اس کے بعد بھی اہل سنت کو کوئی شک ہے کہ نام نہاد طاہر القادری نہ صرف یہ کہ دوسرا مودودی ہے، دیوبندی رافضی نواز ہے بلکہ یہودی لابی کا ایجنٹ ہے، اسی لئے آنجناب کو UNO میں اعزازی عہدہ حاصل ہے۔

یہودی و نصاریٰ اہل ایمان ہیں طاہر القادری کا بیان:

منہاج القرآن میں منعقد کرسمس ڈے کے موقعہ پر، یہود ونصاریٰ کو مخاطب کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: پوری دنیا میں جب تقسیم کی جاتی ہے تو لیورز (Believers) اور نان بی لیورز (Non Beleivers) کی تقسیم آتی ہے۔ نان بی لیورز کو کفار کہتے ہیں، علمی اصطلاح میں اور بی لیورز ان کو کہتے ہیں، جو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی پر، آسمانی کتابوں پر، پیغمبر پر ایمان لاتے ہوئے، مذہب ان کا کوئی بھی ہو، تو جب بی لیورز اور نان بی لیورز کی تقسیم ہوتی ہے، تو یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادری اور مسلمان یہ تین مذاہب بی لیورز میں شمار ہوتے ہیں، یہ کفار میں شمار نہیں ہوتے، اور جو کسی بھی آسمانی کتاب پر آسمانی نبی اور پیغمبر پر

ایمان نہیں لاتے وہ نان بی لیورز کے زمرے میں آتے ہیں، تو قرآن مجید کا اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے اور سنت محمد ﷺ کا حضور علیہ السلام کی تعلیمات کا تو واضح طور پر یہ جو رشتہ اور تعلق ہے، ایمان ، وحی، آسمانی اور آخرت پر ایمان لانے کا، انبیاء، رسل، اور پیغمبروں اور اللہ کی بھیجی ہوئی وحی پر ایمان لانے کا جزا اور سزا پر ایمان رکھنے کا علیٰ ہذا القیاس یہ وہ مشترکات ہیں، جن کی بنیاد پر یہ دو عقیدے اور مذہب بہت قریب ہو جاتے ہیں۔

منہاج القرآن کی مسجد یہود و نصاریٰ کے لئے کھلی ہے: طاہر القادری

مزید کہتا ہے: آپ اپنے گھر میں آئے ہیں قطعاً کسی دوسری جگہ یہ نہیں، آپ کی عبادت کا وقت ہو جائے، تو ابھی مسلمان عبادت مسجد میں کریں گے، اگر آپ کی عبادت کا وقت ہو جائے، تو مسجد منہاج القرآن کسی ایک وقت کے ایونٹ(event) کے لئے نہیں کھولی تھی، ابدالآباد تک آپ کے لئے کھلی ہے، یہ اس لئے نہیں کھولی تھی کہ ایک وقت کوئی سیاسی کام تھا یا سیاسی دور تھا یا شاید کوئی سمجھے کہ سیاسی ضروریات میں سے تھی، اب تو میری کوئی سیاسی محتاجی نہیں ہے، آپ سب کو اس بیان سے بری الذمہ کرتے ہوئے اب تو جو یہ سیاست کے اوپر غالب ہے، میں تو نہیں جوتے کے نوک پر ٹھکرا چکا ہوں، جوتا مار چکا ہوں، کوئی ضرورت نہیں ہے سیاست کی اب بھی اگر آپ کو بلایا اور ویلکم کیا ہے، اور تقریب منعقد کی اور مسجد کھلے رہنے کا بھی اعلان کیا ہے، تو اس کا مطلب ہے ہمارا کوئی اقدام کسی غرض پر مبنی نہیں ہوتا ہمارے ایمان پر مبنی ہوتا ہے۔ شکریہ (CD مسٹر طاہر)

اس نے حال ہی میں ۲۵ ستمبر ۲۰۱۱ء کو لندن میں پیس فار ہیومنٹی کانفرنس کے نام سے جلسہ منعقد کیا جس میں بہت سے الگ الگ مذہب کے ماننے والوں کو جمع کیا اسی کانفرنس میں اسٹیج پر موجود لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:

Allah means god nothing else it is not special thing for muslim Allah is the Arabic word for god for brahma, for lord, for the creater you know but you can raise any word specified for your us remember our lord according to your own religion, so let according to our own traditions and religions remember our god!

یعنی اللہ معنی گاڈ اور کچھ نہیں یہ مسلمانوں کے لئے خاص نہیں، اللہ عربی ہے لفظ گاڈ برہما لارڈ (رب) یا کریٹر (خالق) کے لئے لیکن آپ (اسے یاد کرنے کے لئے) کسی بھی لفظ کی آواز بلند کر سکتے ہیں، جو آپ کے مذہب کے مطابق آپ کے رب کے لئے خاص ہو! تو آؤ ہم اپنے رب کو یاد کریں !اپنے اپنے مذہب اور رسموں کے مطابق (حکم دیتے ہوئے کہا) یاد کرو اپنے گاڈ کو اس کے بعد مسٹر طاہر اور اسٹیج کے نیچے مجمع نے اللہ اللہ کہنا شروع کیا جب کہ اسٹیج پر جو کھلے کفار تھے سب خاموش رہے اس کے بعد طاہر اسٹیج پر موجود ایک ہندو پنڈت کی طرف بڑھا اور اسے مائک دیتے ہوئے کہا:

"any god you want to say any word probably any name according to your religion"

یعنی کوئی لفظ یا نام تم گاڈ کے لئے لینا چاہتے ہو تمہارے مذہب کے مطابق؟ پنڈت مائک لیکر ہرے راما ہرے کرشنا

زوردار آواز میں بولتا رہا (یہ ہندو مذہب کا ایک منتر ہے جسے ہندو رام اور کرشن کی عبادت کرتے ہوئے بطور دعا کہتے ہیں جس کا معنی ہے رام اور کرشن میرے دکھ تکلیف کو دور کرو) جب پنڈت اپنا جاپ ختم کر چکا تب طاہر نے مائک لے جا کر اسٹیج پر موجود ایک کرسچن کو دیا کرسچن نے کہا:

"Jesus jesus jesus father god amen"

یعنی جیسس جیسس جیسس فادر گاڈ امن (عیسائی لفظ جیسس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فادر گاڈ سے اللہ تعالیٰ مراد لیتے ہیں) اس کے بعد مسٹر طاہر مائک ایک بودھسٹ پجاری۔ ، پاس لے گیا اور پجاری مائک لے کر نمو بدھائے نمو ،ھائے بولنے لگا گوتم بدھ کی عبادت کرتے ہوئے بو ست ایسا کہتے ہیں جس کا معنیٰ ہے بودھ کو میرا سجدہ اور مجرا۔ اسی طرح اور کفار نے اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق اپنے معبود کا نام جپا اس سب کے بعد طاہر نے لا الہ اللہ کہنا شروع کیا تو پھر اسٹیج پر سارے کفار خاموش رہے مگر ایک بودھسٹ نمو بدھائے اوم بدھائے کہتا رہا۔

☆☆☆

(......بقیہ ص ۲۱؍کا)

جس کے بارے میں اسے پختہ علم ویقین ہے کہ یہ شخص کبھی کبھی شہد میں زہر ملا دیتا ہے اور کبھی کبھی مٹھائیوں کے ساتھ زہر بھی کھلا دیتا ہے، اس کے ہاتھ سے یا اس کے دسترخوان پر کچھ کھائے؟ یا اس کے قریب جائے؟

سوچیے ، غور کیجیے پھر صحیح فیصلہ کیجیے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اپنے قریب کے مستند علمائے اہل سنت سے ملاقات کر کے حقائق کی جانکاری حاصل کیجیے اور اپنی عاقبت درست رکھنے کی کوشش کیجیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو حق وہدایت وصراطِ مستقیم پر گامزن رکھے اور اپنے اکابر واسلاف کے مذہب ومسلک پر قائم ودائم رکھے۔ آمین بجاہِ حبیبہٖ سیّدِ المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

☆☆☆

(......بقیہ ص ۴؍کا)

بھی ایسے گروہ ہیں جنکے عقائد ومعمولات اہل سنت کے مطابق نہیں ہیں بعض تو خوب ظاہر ہیں اور بعض ابھی خوب نہیں کھلے ہیں مثلا طاہر القادری منہاجی پاکستانی کا فتنہ کہ یہ حشویہ فرقہ ضالہ مضلہ کے فریق دوم کی طرح صحابۂ کرام اکابر سلف صالحین کا نام استعمال کرتا ہے اور یہودیت ونصرانیت کو فروغ دینے میں مصروف ہے یہ خلفائے راشدین ، غوث اعظم ، ابو منصور ماتریدی ، ابو الحسن اشعری ، جنید بغدادی ، معروف کرخی ، حسن بصری ، بشر الحافی ، خواجہ معین الدین چشتی ، عثمان ہارونی ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ، نظام الدین اولیاء کا ذکر کرتا ہے اور اعلی حضرت کو تو دادا استاذ کہتا ہے اور طرح طرح کی باتیں کرتا ہے مگر اکابر علمائے پاکستان اور ہندوستان کے اکابر علماء اس کے باطل نظریات سے واقف ہو چکے ہیں اور بیانات وفتاوی اس کے خلاف جاری کر چکے ہیں کہ یہ اہل سنت سے نہیں ہے اس کے کفریات بہت ہیں لھذا اس کے بیانات وغیرہ سننے سے بچیں سی ڈی اور فتاوی اور کتابچے اس کے نظریات کے رد میں شائع ہو چکے ہیں مزید اطمینان کے لئے آپ ادھر رجوع کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

پروفیسر طاہر القادری! ایک لمحۂ فکریہ

☆☆از: علامہ محمد احمد مصباحی، مفتی محمد نظام الدین رضوی، علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحبان ☆☆

ہندوستان (ہندو پاک و بنگلہ دیش) کے اندر اسلام کی روشنی عہدِ صحابۂ کرام میں پہنچی اور اسلامی دُعاۃ و مبلغین و صوفیہ و مشائخِ عِظام کی مخلصانہ دعوت و تبلیغ کے ذریعہ ہزاروں لاکھوں افراد مشرف بہ اسلام ہوئے اور شب و روز یہ تعداد بڑھتی اور ہر خطۂ ہند میں اسلام کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔

ایک طویل مدت کے بعد مسلم تاریخِ ہند میں اسلام کی صورت مسخ کرنے اور اہل اسلام کی شناخت ختم کرنے کا ایک سنگین حادثہ و مرحلہ اُس وقت پیش آیا جب مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر نے اپنے دربار میں ہر مذہب کے پیشواؤں کو جمع کر کے ان کے مذہب کی تعلیمات و احکام سننے کا ایک سلسلہ شروع کیا اور خود اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سب کی اچھی باتوں کا انتخاب کر کے کیوں نہ میں خود ہی ایک مذہب بنالوں اور اسے سارے ہندوستان میں رائج کردوں۔ چنانچہ اس نے ''دینِ الٰہی'' کے نام سے ایک ''معجونِ مرکب'' تیار کرایا اور شاہانہ سرپرستی میں اسے پھیلانے کے اس نے سارے انتظامات بھی کردیے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جزائے خیر دے اور اپنی رحمتوں سے نوازے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی و مجددِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی کو کہ ان دونوں حضرات نے خصوصاً اور بعض دیگر حضرات نے عموماً اِس فتنہ کا اپنے اپنے انداز میں مقابلہ کیا اور اس کے امنڈتے ہوئے سیلاب سے مسلم آبادیوں کو محفوظ کردیا۔

مسلمانانِ ہند صدیوں بعد دوبارہ اس طرح کے حالات سے اُس وقت دوچار ہوئے جب ۱۹۲۰ء میں تحریکِ ترکِ موالات جسے تحریک عدم تعاون، (نان کو آپریشن مومنٹ) بھی کہا جاتا ہے، اس کی آندھی چلی اور اس کے بعض لیڈروں نے ایک ایسا نیا مذہب بنانے کی در پردہ سازش کی جو ہندو مسلم کا فرق و امتیاز مٹادے اور سنگم و پریاگ کو مقدس مقام قرار دے۔اس نازک موڑ پر امام اہل سنت مولانا الشاہ محمد احمد رضا قادری برکاتی بریلوی (وصال ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء) اور آپ کے بعض دیگر ہم خیال عُلما و مشائخِ اہل سنت نے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے اس فتنے کی سرکوبی کر کے مسلمانانِ ہند کے ایمان و عقیدے کو محفوظ رکھا اور استقامتِ دینی و غیرتِ ملّی کا عظیم نمونہ پیش کیا۔

ذہانت و صلاحیت اللہ رب العزت کی عطا کردہ ایک بڑی نعمت ہے جس کا صحیح استعمال خلقِ خدا کے لئے باعثِ رحمت ہے۔ بندۂ مومن اور عالمِ ربانی اس عطیۂ خداوندی سے ساری انسانیت کو فیض پہنچا کر باعثِ رُشد و ہدایت بنتا ہے اور اسے اللہ کے پسندیدہ دین اسلام سے قریب کرنے کی راہ ہموار کرتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا جب سلامتیِ فطرت، سعادتِ قلب اور توفیقِ الٰہی اسے حاصل اور شریک حال ہو۔

بعض اوقات یہ ذہانت و صلاحیت انسان کے لئے فتنہ و آزمائش کا سبب بن جاتی ہے وہ اپنے علم و عقل پر بے جا

اعتماد کر کے خودسَری کا شکار ہو جاتا ہے، اسلاف واکابر کی حرف گیری وانگشت نمائی اس کا مشغلہ بن جاتا ہے، کچھ نیا کر گذرنے اور اپنی طرف لوگوں کو متوجہ کر کے ان کے درمیان مشہور ومقبول ہونے کا جذبہ اسے راہِ حق اور راہِ اعتدال سے دور کرنے لگتا ہے۔ مسلمہ حقائق اور متفقہ احکام سے عدول وانحراف کر کے اپنی تحقیقات اور نئے خیالات پیش کرنے لگتا ہے، جمہور علما وفقہائے اسلام کے بالمقابل اپنے مزعومہ اجتہاد پر اِصرار کرنے لگتا ہے، اپنے تخیل وزورِ بیان وقوتِ تحریر کا مظاہرہ کرتے ہوئے سوادِ اعظم اہلِ سنت کے درمیان اپنا ممتاز مقام بنا کر اپنی ایک مخصوص جماعت بنانے کی تدبیر کرنے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنے ہم مزاج وہم خیال افراد کو منظم کر کے ایک نئے فرقہ کا بانی بن جاتا ہے۔ اس طرح کی متعدد مثالیں خود ہمارے ہندوستان (متحدہ ہندوستان بشمول ہندو پاک وبنگلہ دیش) کے اندر موجود ہیں جنہیں عوام وخواص اچھی طرح جانتے ہیں۔

پندارِ علم اور عقلیت پرستی نے ہندوستان کی جن معروف شخصیتوں کو اپنی گرفت میں لے کر انہیں غلط راہ پر ڈالا اور اپنی ''تحقیق واجتہاد'' کا نشہ جنہیں صحیح منزل سے بہت دور لے گیا ان میں سرسید احمد خان وعنایت اللہ مشرقی وابوالکلام آزاد کے نام نمایاں ہیں۔ موجودہ لوگوں میں اسی طرح ایک نام وحید الدین خان (نئی دہلی) کا بھی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کی آفتوں وبلاؤں اور ان کی گمراہیوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور انہیں اپنے اسلاف واکابرِ اہلسنّت کے نقشِ قدم پر چلتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

ادارہ منہاج القرآن لاہور کے بانی پروفیسر طاہر القادری اپنی تحریر وتقریر کے ذریعے پاک وہند اور بعض دیگر ممالک کے بہت سے مسلمانوں کے لیے مرکز توجہ بنتے جارہے ہیں۔ ان کے خیالات بہت سے لوگوں کے دل ودماغ کو متاثر کرتے ہیں۔

پروفیسر طاہر القادری کی کتابِ زندگی اور مجموعۂ خیالات کا ایک پہلو یہ ہے کہ انہوں نے بعض عقائد ومعمولاتِ اہلِ سنت کو اپنی تحریر وتقریر کے ذریعے بڑے ہی مدلل اور پُرکشش انداز میں پیش کیا جس کا اثر یہ ہے کہ بہت سے سنی مسلمان انہیں مذہب اہل سنت کا بہترین مبلغ وترجمان سمجھنے لگے ہیں۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان کی تحریر وتقریر کے ذریعے ایک نئے قسم کا رُجحان پیدا ہو رہا ہے اور نئے خیالات جنم لے رہے ہیں۔ ان کی ''تحقیق واجتہاد'' سے انتشار وفتنے کے نئے دروازے کھل رہے ہیں اور دینی وعلمی حلقوں میں ان کی ذات اور فکر وتحریک موضوعِ بحث بنتی جارہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علما ومشائخ اہل سنت پاک وہند کسی بڑے خطرے کی بو محسوس کرنے کے بعد سے ہی سخت اضطراب وبے چینی میں مبتلا ہیں اور وہ اس کا سدِّ باب کرنے کی مختلف تدابیر پر تبادلۂ خیال اور غور وفکر کر رہے ہیں اور پاکستان میں اپنے مضامین اور رسائل وکتب کے ذریعے برسوں سے اظہار خیال بھی کر رہے ہیں۔

ابھی ایک تازہ واقعہ یہ ہوا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری نے انگلستان میں مختلف مذاہب کے پیشواؤں کی ایک مشترکہ کانفرنس کی جس میں سب نے اپنے اپنے عقائد کے مطابق شرکا وحاضرین کو خطاب کرتے ہوئے اپنے اپنے عقیدے کے مطابق دعائیں کیں۔ اس کانفرنس میں بعض محرمات وکفریات کا بھی ارتکاب ہوا جنہیں پروفیسر طاہر

القادری نے برداشت کیا اور ان کی طرف سے کسی تردید و انکار کا اظہار نہیں ہوا۔ سی ڈی میں کانفرنس کی روداد اور اس کے مناظر دیکھے سُنے جا سکتے ہیں۔ یہ سی ڈی ہندوستان میں بھی گشت کر رہی ہے اور اسے بآسانی حاصل کر کے کوئی بھی شخص بذات خود سب کچھ دیکھ سُن سکتا ہے۔

پروفیسر طاہر القادری کی تجدُّد پسندی اور ان کی "تحقیق و اجتہاد" کا آغاز اس وقت ہوا جب انہوں نے دِیَت (خون بہا) کے مسئلے پر اپنے موقف کا اظہار کیا جو امام اعظم ابو حنیفہ و جمہور فقہا و ائمۂ احناف کے موقف و مسلک کے بالکل برعکس اور مخالف ہے۔ پاکستان کے جلیل القدر عالم اور پروفیسر طاہر القادری کے استاد حضرت علامہ احمد سعید کاظمی (ملتان، پنجاب، پاکستان) نے پروفیسر طاہر القادری کو بہت سمجھایا مگر یہ اپنے "اجتہاد" پر بضد رہے اور تمام عُلمائے اہل سنت مل کر بھی انہیں اس مسئلہ میں راہ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ یہاں تک کہ ایک گفتگو کے دوران ایک عالم نے جب ان سے کہا کہ: "اس مسئلہ میں امام اعظم ابو حنیفہ یہ فرماتے ہیں" تو انہوں نے یہ حد درجہ جسارت آمیز اور حیران کُن جواب دیا کہ: "آپ میرے دلائل کے جواب میں ان کا نام کیوں پیش کرتے ہیں؟ وہ تو اس مسئلے میں ہمارے فریق ہیں"۔ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مسئلے میں میں نے اجتہاد کیا اور اسی مسئلے میں صدیوں پیشتر امام اعظم ابو حنیفہ نے بھی اجتہاد کیا جن کے اجتہاد سے الگ میرا اجتہاد ہے۔ ایسی صورت میں ایک فریق میں ہوا، ایک فریق وہ ہیں۔ پھر فریقِ مخالف کا نام یا ان کے اجتہاد کا ذکر میرے مقابلے میں کیوں پیش کر رہے ہیں؟

اس پہلے اجتہادی اِقدام کو قارئین سامنے رکھیں اور اس پر غور و فکر کر کے خود ہی فیصلہ کریں کہ پروفیسر طاہر القادری کی ذہانت و صلاحیت نے انہیں سب سے پہلے کس کے مقابلے میں لا کھڑا کیا؟ اور پھر یہ نتیجہ خود ہی اَخذ کریں کہ ائمۂ مجتہدین و فقہا و علمائے اسلام کے مقابلے میں جو شخص اپنے علم و عقل اور اپنے خیال و رائے کو ترجیح و فوقیت دیتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اور آنکھ بند کر کے اسے ماننے والوں کا حشر کیسا ہوتا ہے؟

پروفیسر طاہر القادری کا دوسرا بڑا اجتہاد انہیں قرآن حکیم کے مقابلے میں کھڑا کر دیتا ہے اور وہ علانیہ اپنے اس مخالفِ قرآن "اجتہاد" کا اظہار کرتے ہیں "کہ ایک عورت کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے"۔ پروفیسر طاہر القادری نے اپنے اس اجتہاد میں کتاب وسنت کی صریح خلاف ورزی کی اور ائمۂ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل کے متفق علیہ مسلک و موقف کو نظر انداز ہی نہیں بلکہ پامال کر کے رکھ دیا ہے اور سوادِ اعظم اہلِ سنت کے مسلکِ جمہور کی قطعاً کوئی پروا نہیں کی۔ اعاذنا اللّٰہ منہ۔

شدہ شدہ بات یہاں تک پہنچی کہ اپنی کانفرنس میں اپنے اسٹیج پر یہود و نصاریٰ کے مذہبی پیشواؤں اور کفار و مشرکین کے مذہبی رہنماؤں کے اعمال و افعال مشتمل بر حرام و ضلال و کفر کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کے اقوال و تقاریر مشتمل بر حرام و ضلال و کفر سے اپنے کان بہرے کر لیتے ہیں۔ جو نہ کوئی مجبوری ہے نہ ضرورت بلکہ اسے صاف و صریح الفاظ میں کفر پر رضا مندی کے سوا کچھ اور نہیں کہا جا سکتا۔

کیا ایک معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی جان بوجھ کر ایسی حماقت کر سکتا ہے

(بقیہ ص ۱۸ / پر......)

فکرِ رضا کے تعارف کے عصری تقاضے!

مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی [علیگ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا قادری قدس سرہٗ ایک عہد ساز عبقری تھے جن کی دینی، علمی خدمات اور روحانی فیوض و برکات آج ایک عالم کو محیط ہیں۔ آپ کے وصال کو تقریباً ایک صدی ہونے کو ہے، لیکن جس طور اور جس سطح پر آپ کی دینی، علمی اور ملی خدمات کا عالمی سطح پر تعارف ہونا چاہئے، اب تک نہ ہو سکا۔ اس بے توجہی اور غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل کے کچھ واقعی اسباب بھی ہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا قادری قدس سرہٗ کا وصالِ مبارک ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ ۲۸/راکتوبر ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ اس وقت کے سیاسی حالات کیا تھے؟ سبھی اہلِ علم پر روشن ہیں۔ خلافت اور ترکِ موالات کی تحریکیں زور پر تھیں۔ دنیا ابھی ابھی جنگِ عظیم اول کے صدمے سے دوچار ہوئی تھی۔ خلافتِ عثمانیہ کا سقوط، پھر قیامِ پاکستان کے نظریے کی پیشکش، انگریزوں سے نجات پانے کی کوششیں تیز تر ہو چکیں تھیں۔ ۱۹۴۷ء میں ملکِ عزیز ہندوستان فرنگی سامراج کے جابرانہ تسلط سے آزاد ہوا اور اہالیانِ ہند ذرا چین کی سانس لی تو ملکی سطح پر فرقہ وارانہ فسادات کا سلسلہ چل پڑا۔ ۱۹۶۴ء اور ۱۹۷۱ء میں پاکستان سے دو جنگیں ہوئیں جس کے نتیجے مسلمانوں کے لئے اپنا وطن ہی بیگانہ سا لگنے لگا۔ اس طور سے دیکھا جائے تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ وصال مبارک کے بعد نصف صدی کا عرصہ بہت افراتفری اور سیاسی ابتری کے ماحول میں گذرا جس میں مسلمانوں کے لئے خود اپنا وجود سنبھالنا مشکل تھا، کسی علمی اور فکری پروجیکٹ کی باضابطہ تشکیل کی فرصت کسے تھی۔ ایسے حالات میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے تلامذہ اور فیض یافتہ حضرات نے فکرِ رضا کے تحفظ اور ترویج کا جو فریضہ انجام دیا، وہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے اور ان کے آہنی عزم و حوصلے کا پتہ دیتا ہے۔ اس ذیل میں حضرت مفتی اعظم شاہ مصطفےٰ رضا قادری نوری، حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، حضرت

یہ مقالہ مرکز برکات رضا ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ، میراں روڈ، ممبئی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے امام احمد رضا کانفرنس و سیمینار میں پیش کیا گیا۔ یہ سیمینار ۷ رجنوری ۲۰۱۲ء بمقام میراں روڈ نزد مسجد شمس صبح ۱۱ ربجے منعقد ہوا۔ اسی جگہ نماز ظہر کے بعد نعتیہ مشاعرہ اور نماز مغرب کے بعد حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری میاں دامت برکاتہم القدسیہ کی سرپرستی میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ یہ مقالہ اسلامی اسکالر، محقق، معروف ادیب و مصنف حضرت مفتی ڈاکٹر محمد ارشاد احمد شہسرامی ساحل علیگ نے تحریر فرمایا ہے۔ ادارہ محرر اور مرکز برکات رضا کا شکر گزار ہے۔

مدیر

ملک العلما مولانا سید شاہ ظفر الدین قادری رضوی اور حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدست اسرارہم بہت ممتاز ہیں۔

وطنِ عزیز ہندوستان کی آزادی اور قیامِ پاکستان کے بعد ہندوستان کی بساطِ سیاست پر کانگریس پارٹی حکمراں رہی۔اہلِ سنت کے مذہبی حریف طبقے ابتدا سے ہی کانگریس پارٹی کے دست وبازو رہے،اس لئے جب یہ پارٹی اقتدار میں آئی تو توقع کے عین مطابق اس کی سیاسی اور ملکی نوازشات بھی حریفانِ اہلِ سنت کے ساتھ رہیں اور آج بھی ہیں۔انہوں نے اپنے سیاسی اثر ورسوخ کو بہر طور استعمال کیا اہلِ سنت کو کسی سطح پر بھی زک پہنچانے سے نہیں چوکے۔سیاسی پارٹیوں میں ان کی نمائندگی رہی۔ملکی سطح کے جتنے تعلیمی اور رفاہی ادارے ملے،ان میں اپنے افراد کو خصوصی طور پر قابلِ توجہ سمجھا اور اہلِ سنت کو ان سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش رہی۔یونیورسٹی،کالج اور اوقاف کے شعبوں کے معمولی سروے سے ان باتوں کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔جب عمومی سطح پر اہلِ سنت کے ساتھ ان کا یہ سلوک رہا تو وہ اعلیٰ حضرت کو کیسے بخش سکتے تھے۔اس لئے انہوں نے فکر رضا کو محدود کرنے ،مسلمانوں کے بھولے بھالے طبقے کو اعلیٰ حضرت سے وحشت زدہ کر کے دور رکھنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے شفاف وجود پر الزام تراشیاں کرنے کا انہوں نے کوئی موقع ،کوئی طریقہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔خیر ان سے کوئی گلہ نہیں کہ وہ غیر ٹھہرے۔اس سیاسی اور ملکی پسِ منظر کے سرسری جائزے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نصف صدی کے اس طویل عرصے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے تعارف کا سلسلہ کیوں کم کم رہا۔

۱۹۷۰ء کے بعد سے ہندوستانی مسلمانوں کے حالات نسبتاً پُرسکون ہوئے تو اہلِ سنت نے سنبھالا لیا اور اس چالیس سال کے عرصے میں ہمہ جہت فروغ ہوا۔ اس عرصے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا تعارف بھی عالمی سطح پر کرانے کی قابلِ قدر کوشش کی گئی لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

آیئے اس سرسری جائزے کے بعد ان جہات پر غور کیا جائے جو ابھی تشنہ ہیں اور ان پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

❁

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عالمگیر تعارف کے سلسلے میں سب سے پہلا اور اہم ترین کام یہ ہے کہ جملہ تصانیفِ رضا بالخصوص فتاویٰ رضویہ اور کنز الایمان کو بین الاقوامی سطح پر رائج زبانوں میں ترجمہ کیا جائے۔عربی ۵۲ر مسلم ملکوں کی سرکاری زبان ہے جو پوری دنیا کا ایک چوتھائی حصہ ہے۔سب سے پہلے عربی زبان میں تصانیفِ رضا بالخصوص فتاویٰ رضویہ اور کنز الایمان کو منتقل کیا جائے۔انگریزی زبان تعلیم یافتہ مسلم طبقے میں بھی دوسری بڑی زبان ہے جو قریب قریب ہر ملک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔دوسرے مرحلے میں تصانیفِ رضا بالخصوص فتاویٰ رضویہ اور کنز الایمان کو سلیس انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ان کے علاوہ فرانسیسی، جرمن، اسپینی اور سواحلی زبانیں بھی ایسے علاقوں میں رائج ہیں جہاں انگریزی زبان سے انسیت نہیں ہے اور وہاں مسلمانوں کی اچھی تعداد پائی جاتی ہے۔اسلئے ان زبانوں میں بھی تصانیفِ رضا کے ترجمے کا منصوبہ بنایا جائے۔اس ذیل میں فرانسیسی زبان خاص کر توجہ کے قابل ہے،کیونکہ اس کے اثرات جدید عربی میں بھی پائے جاتے ہیں۔ان زبانوں میں ترجمہ کرنے کے

لئے ماہر اور تجربہ کار افراد کا انتخاب کیا جائے۔

اس ذیل میں مختلف حضرات نے انفرادی سطح پر کوششیں بھی فرمائی ہیں۔مرشد گرامی حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم نے مختلف رسائل اعلیٰ حضرت کی تعریب فرمائی اور فتاویٰ رضویہ کی تعریب کا سلسلہ جاری ہے۔خدا کرے یہ مرحلہ جلد بحسن وخوبی تکمیل کو پہنچے۔جامعہ ازہر مصر سے وابستہ افراد نے بھی عربی زبان میں فکر رضا کا تعارف اور رسائل اعلیٰ حضرت کی تعریب کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور فرمائے۔آمین! مختلف حضرات نے رسائل اعلیٰ حضرت کا انگریزی زبان بھی ترجمہ کیا ہے۔ان میں مولانا عبد الہادی رضوی مدّ ظلہٗ ساؤتھ افریقہ کی کوششیں نسبتاً زیادہ منظّم، منضبط اور مسلسل ہیں۔رضا اکیڈمی مانچسٹر نے بھی اعلیٰ حضرت کے متعدد رسائل انگریزی میں ترجمہ کرائے ہیں۔لیکن ان کوششوں کو مزید مستحکم اور منضبط کرنے کی ضرورت ہے۔

۞

تدوین، ترجمہ اور ترتیب کے بعد اس کی اشاعت کا مرحلہ ہوتا ہے۔تصانیفِ رضا کی اشاعت بحمدہ تبارک وتعالیٰ خوب ہورہی ہے۔اس ذیل میں رضا اکیڈمی، ممبئی نے بہت عمدہ کردار ادا کیا ہے۔اس کے علاوہ المجمع الاسلامی مبارک پور اور مرکزی مجلس رضا لاہور بھی بہت ممتاز ہیں۔لیکن تصانیفِ رضا کو تسہیل وتخریج کے ساتھ مزید پھیلانے کی ضرورت ہے۔عرس اعلیٰ حضرت کے علاوہ بھی تصانیف رضا کا مکمل سیٹ دستیاب ہونا چاہئے، جبکہ بریلی شریف میں بھی عام دنوں میں دستیابی مشکل ہوتی ہے۔عرس اعلیٰ حضرت میں خاص طور سے تصانیفِ رضا کی موضوعاتی اور فنی درجہ بندی کر کے ان کی نمائش [Exhibition] کا اہتمام ہونا چاہئے، تاکہ کوئی اسکالر آئے تو اسے بیک نگاہ اندازہ ہوسکے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کن کن فنون پر کتنی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔اسی طرح فنی اور موضوعاتی درجہ بندی کر کے تصانیفِ رضا کے مجموعے شائع کئے جائیں، جیسے اعلیٰ حضرت کے رسائل تصوف، رسائل عقائد، رسائل فلکیات، رسائل توقیت، رسائل ریاضی، رسائل فلسفہ، رسائل جفر، معاشرتی رسائل، رسائل سائنس وغیرہ۔اس طرز پر رسائل اعلیٰ حضرت کی اشاعت سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوں گی اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی جامع ترین شخصیت سب کے سامنے نکھر کر آجائے گی۔

۞

ملکی سطح پر اور صوبائی سطح پر بھی بہت سے کتابی میلے لگا کرتے ہیں۔یہ نیشنل اور انٹرنیشنل بک فیئرس عام طور سے اہل سنت کے کسی کتب خانے کی نمائندگی سے خالی ہوتے ہیں، جبکہ بد مذہبوں کی ہر ٹولی اپنے بک اسٹال سے اپنی گمرہی کی اشاعت میں سرگرم نظر آتی ہے۔ضرورت ہے کہ اہل سنّت کے کتب خانے بھی ان کتابی میلوں میں شرکت کریں اور علمائے اہل سنت بالخصوص اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتابیں عوام کے سامنے پیش کریں۔ان کتابی میلوں میں شرکت کے چار چیز کچھ زیادہ ضرور ہوتے ہیں لیکن ان سے حاصل ہونے والے فوائد زیادہ قیمتی اور سود مند ہیں۔رضا اکیڈمی، ممبئی اس سمت توجہ کرسکتی ہے۔

۞

آج کا زمانہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔بھاگتی دوڑتی زندگی میں مطبوعہ کتابوں کا بوجھ سنبھالنے کا حوصلہ کم سے کم ہوتا جارہا ہے۔اس لئے ضرورت ہے کہ اس سمت بھی پیش رفت کی جائے اور تصانیفِ رضا کو ڈیجیٹلائز کر کے آن

لائن فراہم کیا جائے، تاکہ امت مسلمہ کا ہر طبقہ حسب سہولت فکر رضا سے متعارف اور مستفید ہو سکے۔ اس سلسلے میں بھی پیش رفت ہوئی ہے۔

yanabi.com.nafseislam.com.trueislam.com وغیرہ جیسی سنی ویب سائٹس دستیاب ہیں جن پر کثیر سنی لٹریچر ڈیجیٹل صورت میں موجود ہے۔ لیکن ایک خاص ویب سائٹ بنائی جائے جس پر صرف اعلیٰ حضرت کی تصانیف اور اعلیٰ حضرت پر لکھی گئی کتابوں کی سافٹ کاپی دستیاب ہو۔ میرے خیال میں www.razaebook.com کے عنوان سے ایک ویب سائٹ بنائی جائے اور اس پر سارا رضویاتی لٹریچر upload کر دیا جائے۔

❁

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ تھے۔ اہلِ نظر کہتے ہیں کہ ایسی جامع کمالات شخصیت ماضی کی چھ سات صدیوں میں نہیں پیدا ہوئی۔ آپ علم لدنی کا مظہر تھے اور یہ کوئی عقیدت کا غلو نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے۔ ۵۵ر سے زائد علوم اور علم کی ضرب دیتی شاخوں کے تناظر میں ۱۱۰ر سے زائد علوم پر حاوی شخصیت کے تعارف کے لئے کوئی ایک فرد کافی نہیں بلکہ ماہرین کا ایک بورڈ ہونا چاہئے، تب جا کر ایسی قاموسی طرز کی ذاتِ گرامی کا تعارف ممکن ہو سکے گا اور پھر بھی اہل نظر اعتراف کرتے نظر آئیں گے کہ ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ جیسی بلند قامت عبقری شخصیت کی اب تک کوئی جامع سوانح منظر عام پر نہ آسکی۔ مختلف اصحابِ فن و کمال نے اس چمن زارِ فکر و معرفت کی آئینہ بندی کرنے کی کوشش فرمائی اور متعدد سوانحی کتابیں منظر عام آئیں۔ ان میں حضرت ملک العلما کی حیات اعلیٰ حضرت، علامہ بدرالدین رضوی کی سوانح اعلیٰ حضرت اور پروفیسر محمد مسعود احمد کی حیات امام احمد رضا وغیرہ عمدہ اور مقبول کاوشیں ہیں لیکن اس پہلودار شخصیت کی بہت سی تہیں اب بھی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ اس وسیع الجہات ذات گرامی کے تعارف کے لئے قاموسی طرز کی سوانح چاہئے۔ پروفیسر محمد مسعود احمد نے ۱۵ر جلدوں میں امام موصوف کا سوانحی خاکہ پیش فرمایا ہے۔ اس پر نظر ثانی کر کے اسے اور جامع بنایا جائے اور اس خاکے میں رنگ بھرنے کے لئے ماہرین کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے۔ کام کو سمیٹنے کے لئے پہلے سے شائع نمبرات و رسائل میں سے مفید اور اہم مضامین کا انتخاب کیا جائے اور انہیں متعدد مجوزہ عنوانات کے تحت سیٹ کیا جائے۔ جو عنوان تشنہ ہو اور اس پر مطلب کے مضامین دستیاب نہ ہوں، ان پر ماہرین سے مضامین لکھوائے جائیں۔ اس طور سے یہ علمی پروجیکٹ کم مدت میں اور بہتر طور سے پایۂ تکمیل کو پہنچے گا اور اپنے طرز کا یہ منفرد سوانحی انسائیکلوپیڈیا ہوگا۔

❁

ہندوستان میں میری معلومات کی حد تک اٹھارہ سینٹرل یونیورسٹیاں ہیں۔ ہر ایک میں شعبۂ اردو، عربی، اسلامک اسٹڈیز موجود ہے۔ ان کی سینٹرل لائبریریوں میں ''امام احمد رضا سیل[Cell]'' قائم کیا جائے۔ اس سلسلے میں وفد کی صورت میں ذمہ داران شعبہ اور سربراہانِ جامعات سے ملنا ہوگا۔ انہیں امام احمد رضا کی کثیر الجہات شخصیت سے علمی طور پر متعارف کرانا ہوگا اور پھر انہیں اس بات پر آمادہ کرنا ہوگا کہ وہ اپنی لائبریریوں میں امام احمد رضا سیل قائم کریں، ہم لوگ بھی ہر ممکن تعاون

دیں گے۔اجازت ملنے کے بعد وہاں امام احمد رضا پر دستیاب لٹریچر یونیورسٹی کے خرچ سے فراہم کیا جائے۔مطبوعات،مطبوعات کی صورت میں اور مخطوطات کی عکسی کاپی مہیا کرنی ہوگی۔اس اقدام سے مطالعۂ رضویات کو بہت وسعت ملے گی۔سینٹرل یونیورسٹیوں میں کامیابی ملنے کے بعد ہر صوبے کے دارالحکومت میں قائم صوبائی طرز کی یونیورسٹی میں بھی اس کی کوشش کی جائے۔

❁

مخصوص مرکزی یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا ریسرچ اسکالر شپ جاری کی جائے جس کی رقم کم از کم ۵۰۰۰/روپے ماہانہ ہو۔یہ رقم اس اسکالر کو فراہم کی جائے جو امام احمد رضا کے افکار کو اپنی تحقیق کا موضوع بنائے۔اس سلسلے میں یونیورسٹیاں آسانی سے آمادہ ہو جائیں گی۔اس رقم کی فراہمی کے سلسلے میں ہر سال کوشش کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ایک بار ایک مخصوص رقم بینک میں مختص کرنی ہوگی اور پھر بینک ہر سال یہ اسکالر شپ اپنی طرف سے ریسرچ اسکالر کو فراہم کرتا رہے گا۔اردو،عربی، اسلامک اسٹڈیز، پولیٹیکل سائنس اور ہسٹری ہر شعبے کے طلبہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے متعلقہ افکار پر ریسرچ کی دعوت دی جائے۔

❁

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ عربی، فارسی،اردو کے صاحب طرز ادیب اور نظم نگار تھے۔ان کے نثری شہ پارے اور نظمی شاہکار آج ہر صاحب ذوق کو دعوت نظارہ دیتے ہیں۔ضرورت ہے کہ اسکول،کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر نصابی کتابوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی عربی،فارسی،اردو نثر و نظم کے منتخبات شامل نصاب کئے جائیں اور ساتھ امام احمد رضا کا تعارف بھی،تا کہ طلبہ اور اساتذہ بہر صورت اعلیٰ حضرت کے مطالعے میں مصروف ہوں۔یہ کام مشکل ضرور ہے کیونکہ نصاب سازی کے شعبے پر عام طور سے حریفانِ اہل سنت کا تسلط ہے۔لیکن اگر ہم بھی خود کو اس کارواں میں شامل کرنے کی کوشش کریں تو یہ کوئی مشکل سی مشکل نہیں ہے۔

احقر نے کرناٹک میں مڈل کلاس کی فارسی نصابی کتاب میں اعلیٰ حضرت کی ایک فارسی نعت شامل کرانے کی کوشش کی ہے جو بعض احباب کے تعاون سے امید ہے شامل ہوگی۔کانپور کے بعض احباب اہل سنت نے الگ سے کتابی شکل میں امام احمد رضا کے منتخبات کو طبع کرا کے شامل نصاب کرنے کی کوشش فرمائی لیکن وہ بار آور نہ ہوئی۔اس کی وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے۔ایک مستقل کتاب کو شامل نصاب کرنا بہت مشکل ہے اور نسبتاً کم مفید بھی،لیکن رائج کتابوں میں چند صفحات اعلیٰ حضرت کے لئے خاص کرانا نسبتاً کم مشکل اور زیادہ مفید ہے۔اس لئے اس کے لئے ہر صوبے کی سطح پر کوشش کی جائے۔

❁

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ جامع سلاسل صوفیہ تھے۔انہیں قادری،چشتی،سہروردی،نقشبندی سبھی سلسلے کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔برصغیر کی ایسی کوئی سنی خانقاہ نہیں تھی جہاں سے اعلیٰ حضرت کے رابطے نہ رہے ہوں اور ایسی تمام خانقاہوں کا فکری اور عملی تعاون بھی اعلیٰ حضرت کو حاصل تھا۔خانقاہی دنیا کے ایک اہم فرد کا یہ جملہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے:

''جماعت صوفیہ انہیں [اعلیٰ حضرت کو] اپنا صف شکن بہادر مرد مجاہد سمجھتی ہے۔'' [خواجہ حسن نظامی،دہلی]

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی حیات مبارکہ کا یہ پہلو تشنۂ تعارف ہے۔ اگر امام احمد رضا کا اس جہت سے ایک جامع تعارف پیش کر دیا جائے تو اس غلط فہمی کے ازالے میں بہت مدد ملے گی کہ خانقاہی الگ ہیں اور امام احمد رضا کے ماننے والے الگ۔ اگر کوئی صاحب ذوق اس عنوان کو اپنا موضوع تحقیق بنا کر پورے ذوق وشوق کے ساتھ یہ علمی پروجیکٹ مکمل کر دیں تو بڑی علمی اور دینی خدمت ہوگی۔ اس کا ممکنہ عنوان یہ ہوسکتا ہے:

''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے سنی خانقاہوں سے وسیع روابط''

❁

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے اپنے دور کے بد مذہبوں کا پوری قوت کے ساتھ تعاقب کیا اور اپنی مجاہدانہ کاوشوں سے بد مذہبی کے سیلاب پر بند باندھنے کی کامیاب کوشش فرمائی۔ وہ اس میدان میں سب سے ممتاز ضرور تھے لیکن تنہا نہ تھے۔ ہر علاقے میں دردمند اور مخلص علمائے امت اور مشائخ ملت نے تحریری اور تقریری انداز میں بد مذہبوں کا رد فرمایا اور اہل اسلام کو ان کے مسموم اثرات سے بچانے کی کوشش فرمائی۔ لیکن اعلیٰ حضرت کی اس مجاہدانہ کوشش کو بہت منفی انداز میں لیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں بعض خانقاہی طبقے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ ''صوفیائے کرام نے ہم آہنگی اور بھائی چارگی کا انداز اپنایا ادھر ان کے یہاں ہر طبقے کے لوگ آتے جاتے تھے۔ کسی کا دل دکھانا اور رد و تنقید کرنا ان کا وطیرہ نہیں۔''

اس مغالطے کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خود حضرات صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے حوالے سے یہ بات واضح کر دی جائے کہ حضرات صوفیا نے اپنے اپنے دور میں بد مذہبوں کا کس شدّ ومد کے ساتھ رد فرمایا اور اپنے عقیدے میں کس درجہ متصلب تھے۔ اگر کوئی صاحب ''حضرات صوفیائے کرام اور رد بد مذہباں'' کے عنوان سے ایک علمی پروجیکٹ تیار کر دیں اور اس میں اخیر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی اس باب میں مجاہدانہ کاوشوں کو تفصیل سے اور مثبت انداز میں پیش کریں تو یہ رضویات کی بھی بڑی خدمت ہوگی اور بعض خانقاہی طبقے میں پھیلی ہوئی یا پھیلائی گئی اس غلط فہمی کا مدلل انداز میں ازالہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت، حضرات صوفیائے کرام کی روش سے قدرے الگ ہیں۔ ذرا سی محنت اور توجہ سے اس موضوع پر خاصا مواد ہاتھ آجائے گا۔

❁

فکر رضا کے تعارف کے لئے ہر علاقے کی اس نمایاں شخصیت کو وسیلہ بنایا جائے جن کے فکری رابطے امام احمد رضا سے رہے ہوں اور انہوں نے تبلیغ سنیت اور ردّ بد مذہباں میں نمایاں کردار ادا کیا ہو۔ کیونکہ اپنے گھر کے مسلم بزرگوں کی بات سے انکار کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ اس شخصیت کے افکار ونظریات کی پیشکش کے بعد یہ بات روشن کی جائے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے فلاں حضرت کی طرح اس میدان میں قائدانہ کردار ادا کیا ہے اور فلاں بزرگ نے بھی اعلیٰ حضرت کو اہل سنت کا قائد، رہنما اور بزرگ تسلیم کیا ہے۔ ناچیز نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے تعارف کے لئے اس نسخے کو کئی جگہ آزمایا اور بفضلہٖ تعالیٰ تیر بہ ہدف پایا اور بڑے مفید اور مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

❁

ہر علاقے کی سنی خانقاہوں سے رابطے مزید مستحکم اور

وسیع کئے جائیں اوران میں جو ناواقف ہوں یا بد مذہبی کے معاملات ان کے سامنے مکمل طور سے واضح نہ ہوں، ان سے مل کر افہام وتفہیم کی راہیں نکالی جائیں اور رفتہ رفتہ ان کے سامنے مذہبی شناخت ، ہمارا بد مذہبوں سے اعتقادی اختلاف کیا ہے؟ ہمیں ان سے دور کیوں رہنا چاہئے؟ یہ ساری باتیں واضح کی جائیں۔ بہت سے افراد ہیں جو اپنی ناواقفی کی بدولت یہ معاملات واضح طور پر سمجھ نہیں پاتے اور غیروں کی سازشوں کا آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں۔

ہمارے بزرگوں نے بھی اس نہج پر کام کیا ہے اور بہت سے ذی علم خانوادوں کو وہابیت کی جملہ شاخوں کے بارے میں مدلل انداز میں باور کرایا ہے۔ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی قادری رضوی کی الصوارم الہندیہ اس کی روشن مثال ہے۔ مثبت اور نرم انداز میں افہام وتفہیم سے بڑے دور رس نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ میں اس کی صرف دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

مفتی اعظم دہلی حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی علیہ الرحمہ وہابیہ دیابنہ کے بارے میں کوئی واضح موقف نہیں رکھتے تھے۔ فتاویٰ مظہری میں اولین زمانے کے بعض فتاویٰ اس طرز کے مل جائیں گے۔ لیکن ہمارے اکابر نے افہام وتفہیم کی راہ نکالی اور بالآخر الصوارم الہندیہ میں حسام الحرمین پر حضرت نے مدلل اور واضح تصدیقی کلمات درج فرمائے۔ انہیں کے صاحب زادے ہیں حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد مظہری نقشبندی جن کے لئے ۱۹۷۰ء سے پہلے اعلیٰ حضرت صرف ''مولوی احمد رضا مرحوم'' تھے، لیکن حضرت حکیم محمد موسیٰ چشتی امرتسری علیہ الرحمہ کے حکیمانہ طرز تفہیم اور انہیں رابطے میں لے کر اعلیٰ حضرت سے متعارف کرانے کی بدولت آج حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ ماہر رضویات کہلاتے ہیں۔

الہ آباد میں حضرت علامہ عبد الکافی نقشبندی علیہ الرحمہ کے گرد وہابیوں نے گھیرا ڈالنے کی کوشش کی اور انہیں اپنے خانے میں شمار کرنا شروع کیا۔ اس سلسلے میں نارہ کے ایک دیوبندی مولوی نے ''السلک الشافی در مسلک عبد الکافی'' نامی کتاب لکھی، جس میں یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت علامہ عبد الکافی علیہ الرحمہ وہابیوں سے نظریاتی طور پر متفق ہیں۔ اس وقت حضرت مجاہد ملت علامہ شاہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی اڑیسوی علیہ الرحمہ نے حضرت علامہ عبد الکافی علیہ الرحمہ سے اس سلسلے میں واضح فتاویٰ حاصل کئے اور انہیں شائع کیا، جس کی بدولت وہابیوں کی سازش ناکام ہوئی۔

وہابیہ کی جملہ شاخیں، خانقاہوں پر گہری نظر رکھتی ہیں اور پوری کوشش کرتی ہیں کہ ان کا کوئی نہ کوئی فرد ہمارے ہتھے چڑھ جائے یا ہمارے کسی دار العلوم کا طالب علم بن جائے یا کسی وہابی خاندان سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو جائے۔ اس لئے ان خانقاہوں کے ایمانی تحفظ کے لئے ہمیں بھی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے جو ہمارے مشائخ اہل سنت کی یادگار ہیں۔

❁

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ سے جتنی خانقاہیں مکمل طور سے مانوس اور جتنے سلسلے پورے طور سے associate ہیں، ان کا پھیلاؤ بھی فروغ رضویات کا اہم ذریعہ ہے۔ ابھی بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں اعلیٰ حضرت سے مکمل مانوس سلاسل نہیں پہنچے یا پہنچے لیکن ان کا پھیلاؤ نہیں ہے۔ ایسے علاقوں کی سمت توجہ کی جائے۔ یہ دین کی بھی خدمت ہے، تحفظ ایمان کی بھی کاوش ہے اور فروغ رضویات

(بقیہ ص ۱۴/پر......)

پروفیسر طاہر القادری کے حیدر آباد بیان کا جواب

از: پٹیل شبیر علی رضوی، اڈیٹر ماہ نامہ: برکات خواجہ، گجراتی، دیادرا، بھروچ، گجرات

حامداومبسملاومصلیاومسلما

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون بھی نہ نکلا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام میں کچھ اصول وضوابط بنائے ہیں، کچھ حدیں مقرر کی ہیں اور بندوں پر انکی پابندی لازم قرار دی ہے اور انکا دائرۂ کار متعین فرمادیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولاتتبعوا السبل فتفرق بکم ''(انعام، پ۸، آیت ۱۵۲) ترجمہ: یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اسپر چلو اور دوسری راہیں نہ چلو کہ تمہیں اسکی راہ سے جدا کر دینگے۔

نیز حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمارے لئے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ ہے پھر اسکے دائیں بائیں چند لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ راہیں ایسی ہیں کہ ہر ایک پر شیطان بیٹھ کر اسکی طرف بلا رہا ہے اور پھر آپ ﷺ نے مذکورہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ (سنن نسائی، دارمی، مسند امام احمد بن حنبل)

لہٰذا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان اصول وضوابط کا پابند بنائے جنکو اللہ و رسول عزوجل و ﷺ نے مقرر فرمائے ہیں اور انہی کے دائرہ میں رہ کر کام کرے۔ اب اگر کوئی شخص ان حدود کو توڑ کر ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے اور اسلامی قوانین سے صرف نظر کر کے بزعم خویش اسلام کی ہمہ گیر دعوت وتبلیغ کرتا پھرے ایسا شخص غیروں کی نظر میں تو اسلام کا داعی ہو سکتا ہے مگر شرعی نقطۂ نظر سے وہ داعی تو کیا مسلمان کہلانے کا بھی حقدار نہیں ہے۔ زمانۂ حال میں اسکی مثال ڈاکٹر طاہر القادری صاحب بھی ہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اپنی تحریروں اور تقریروں میں اپنے خود ساختہ اور من گھڑت نظریات کی وجہ سے بہت سی جگہوں پر ٹھوکریں کھا بیٹھے اور جب علماء اہلسنت نے قرآن وحدیث کی رو سے انکی گمراہی اور لامذہبیت کو ثابت کیا اور فتاویٰ میں شائع کیا تو بجائے توبہ کرنے کے اور بھڑ گئے بمصداق اس آیت کے **واذاقیل له اتق الله اخذ ته العزة بالاثم فحسبه جهنم** ترجمہ جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرتو اور ضد چڑھے پس اسکے لئے جہنم کافی ہے۔ (بقرہ ۲۰۶) اور بدحواسی کے عالم میں اپنے حیدر آباد کے بیان میں ایسی ایسی باتیں کہہ گئے جو خود ان کے عمل اور عقیدے سے متضاد ہیں۔

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

چنانچہ پروفیسر صاحب یہ کہتے ہیں کہ '' یہ مسلک صحابۂ کرام کا مسلک ہے، یہ مسلک خلفاء راشدین کا ہے، تابعین کا ہے، اتباع تابعین کا ہے، یہ مسلک اویس قرنی کا

ہے، جنید بغدادی کا ہے، یہ سری سقطی کا ہے، بشر الحافی کا ہے، ذی النون مصری کا ہے، یہ مسلک بایزید بسطامی کا ہے، امام ابوالحسن شاذلی کا ہے، یہ مسلک سرکار غوث اعظم جیلانی کا ہے، خواجہٴ اجمیر کا ہے، شیخ شہاب الدین سہروردی کا ہے، حضرت بہاؤالدین نقشبند کا ہے، یہ مسلک شیخ نقشبند مجدد الف ثانی وغیرہ وغیرہ ہزاروں محدثین وائمہ کا ہے اور وہ ہی مسلک میرا بھی ہے جوانہی کا ہے''۔ اب آیئے مندرجہ ذیل سطور میں ہم انکی بات کی سچائی کو ناپ لیں۔

سرکار غوث اعظم جیلانی کا مسلک یہ ہے جو غنیۃ الطالبین میں ہے کہ آپ نے رافضی، خارجی، معتزلہ، مشبہ وغیرہ تمام فرقوں کو ۷۲ جہنمی فرقوں میں شمار کیا ہے۔ (ص ۱۷۵ تا ۱۷۷، ہدایت کے راستے سے بھٹکے ہوؤں کا بیان) جب کہ پروفیسر صاحب تو اس نظریے کے قائل ہیں کہ تمام فرقوں میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے، صرف تعبیری اور تشریحی اختلاف ہے لہٰذا وہ گمراہ نہیں۔ اب طاہر صاحب بتائیں کہ آپ کا مسلک حضور غوث اعظم کے مشن اور مسلک کے سراسر خلاف نہیں ہے!۔ اسی کتاب میں حضور غوث پاک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جب تم کسی بد مذہب کو سامنے آتا دیکھو تو راستہ بدل لو۔ لیکن آپ تو شیعہ، وہابی، دیوبندی، وغیرہم سب کے پیچھے نماز پڑھنے کو نہ جائز کہتے ہیں بلکہ پڑھتے بھی ہیں نیز اپنی کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے'' میں تمام مکاتب فکر کے ایک ہوجانے کا راگ الاپا ہے اور اسکے لئے نسخے اور تدبیریں بھی ذکر کی ہیں۔ پس جب آپ کا مشن ہی غوث اعظم کے مشن کے مطابق نہیں ہے تو پھر آپ کو سیدنا غوث اعظم سے کیا نسبت؟ حیرت بالائے حیرت یہ کہ ان سے فیوض برکات حاصل کرنے اور خواب میں ان کی بارگاہ سے سند حاصل ہونے کی باتیں بھی آپ برملا کہتے ہیں جبکہ یہ سب باتیں سراسر جھوٹ معلوم ہوتی ہیں کیونکہ حضور غوث اعظم کا فیض اس شخص کو کیسے مل سکتا ہے جس کا مسلک انکے مسلکِ مقدس سے ہٹکر ہو؟۔

دیکھئے طاہر صاحب قبولِ حق کی استعداد اگر زندہ ہے تو ذرا اپنے ان اسلاف کے مسالک کا اپنے خود ساختہ مسلک سے موازنہ کریں جنکا آپ بڑے شدومد سے نعرہ لگاتے ہیں۔ دیکھئے ذرا مجدد الف ثانی کا مسلک کیا ہے۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ بادشاہ اکبر کے قائم کردہ ''دین الٰہی'' کو دنیا سے نیست ونابود کرنے کا آپ نے مکمل تہیا کرلیا تھا جس کے نتیجے میں آپکو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑی کیونکہ اکبر نے اپنے خود ساختہ دین ''دین الٰہی'' میں کفر وشرک کو خلط ملط کرکے اس کو اسلام میں نافذ کردیا تھا۔ حالانکہ طاہر صاحب! آپ نے تو از خود مختلف مذاہب کے نمائندوں کو بلاکر مورخہ ۲۴/۹/۲۰۱۱ء کو بمقام ویمبلی (لندن) میں ''پیس کانفرنس'' کے دوران راضی برضا ہوکر ان سے ان کے طور طریقہ کے مطابق جی بھر کے انکے معبودان باطل کی پرستش کی اجازت دی، کفریہ کلمات بولنے کی اجازت دی۔ اب آپ ہی بتائیں کہ آپ کا حضرت مجدد الف ثانی کے مسلک سے کوئی رشتہ رہا؟؟ اسی طرح جناب طاہر صاحب! آپ حضور خواجہٴ اجمیر کے مسلک کی بات کرتے ہیں ذرا ان اللہ کے برگزیدہ بندوں کے مسلک کا مطالعہ کرنے کی تو زحمت گوارا کریں۔ خواجہٴ خواجگان حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار کسی مقام پر آتش پرستوں کی عبادتگاہ میں داخل ہوئے اور اپنی خداداد کرامت کا اظہار کرکے انہیں از سر نو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل فرمایا یونہی اجمیر مقدس میں بے شمار مشرکوں کو اپنی کرامات کے ذریعہ مشرف بہ اسلام کیا۔ لیکن ایک آپ ہیں کہ اتحاد

کے نشے میں چور ہوکر آپ نے ہندو، بودھ، سکھ اور عیسائیوں سے کفری کلمات بلوائے اور اس پر تالیاں بجواکر اپنی رضا اور خوشی کا ثبوت دیا جس کے نتیجے میں آپ نے خود کو اور دوسرے بہتوں کو اسلام کے دائرے سے خارج کرلیا اب آپ خود ہی بتایئے کہ ایسی صورت میں آپ کا مسلک خواجہ غریب نواز سے کیا تعلق رہا؟

علاوہ ازیں! آپنے محدثین کے مسلک کا حوالہ دیا کہ یہ مسلک محدثین کا مسلک ہے۔محدثین کا مسلک کیا ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں؟ جو بڑے طمطراق اور جوشیلے انداز میں خود کو سنی ظاہر کررہے ہیں!! حق بینی اور حق پذیری کی قوت اگر ساتھ دے تو دیکھئے یہ شیخ محقق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی ہیں جنہوں نے اپنے دور کے باطل فرقہ شیعہ ورافضیوں کا خوب ردوابطال کیا بلکہ تحفۂ اثنا عشریہ اسی جذبے کی زیر اثر منصۂ شہود پر آئی اور سوائے اہل سنت کے تمام فرقوں کو جہنمی بتایا۔جبکہ آپ کی تحریک ’’منہاج القرآن‘‘ میں تو ہر فرقہ اور مذہب کے لوگ ممبر ہیں جیسا کہ خود آپ اسکے قائل ہیں کیونکہ آپ کے نزدیک ان فرقوں کے درمیان کوئی اصولی اور بڑا اختلاف ہی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آپ انہیں گمراہ یا کافر کہنے میں جھجھک محسوس کرتے ہیں ۔اب آپ خود ہی بتائیں کہ اہلسنت کے ائمہ ومحدثین کا مسلک آپ کے مسلک سے کس حد تک مناسبت رکھتا ہے؟! مذکورہ حضرات نے تو اہلسنت کو جنتی فرقہ بتایا ہے جبکہ آپ کا کہنا ہے کہ کسی فرقے کو جنتی ہونے نہ ہونے کا پروانا نہیں دیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے دیوبندی، وہابی، اہلحدیث اور قادیانی کو کافر کہہ کر ان جھوٹے گستاخ عقائد کو پاش پاش کردیا جب کہ آپ تو ان تمام اہل فرقہ کو گلے لگاتے ہیں تو پھر آپ کا مسلک مسلک اعلیٰ حضرت کے کیسے مطابق رہا؟! ان حوالوں کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اہل سنت کے بزرگان دین، ائمہ اور محدثین کے مسلک سے پروفیسر صاحب کا مسلک الگ تھلگ ہے اور اس سے ان کے سنیت کے دعوے میں جھوٹا ہونے کی دلیل بھی مل رہی ہے! اعلیٰ حضرت کو سر کا تاج کہنا صرف زبانی دعویٰ اور لوگوں کو دھوکے میں ڈالنا ہے۔

جناب طاہر صاحب کا کہنا ہے کہ’’ اہل سنت کو فتویٰ بازی کی روش کھا گئی لوگ بجائے اہل سنت بنانے کے سنیت سے خارج کرتے رہتے ہیں۔‘‘ پروفیسر صاحب آپ خود ہی بتائیں کہ صحابہ اور تابعین اور انکے سوا تمام بزرگان دین جنہوں نے اہل سنت کی راہ سے دور ہونے والوں پر جو کفر وگمرہی کے فتوے صادر کیئے ہیں تو کیا وہ اسلاف سب فتویٰ باز تھے؟! کیا انہوں نے سنیت سے خارج کرنے کا کام کیا؟ جیسا کہ امام اعظم نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا کہ جو قرآن مجید کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔تو کیا وہ فتویٰ باز تھے؟! امام احمد بن حنبل نے مامون الرشید وغیرہ کے خلاف خلق قرآن کے مسئلے میں فتویٰ صادر فرمایا اور خوب رد فرمایا جس کے نتیجے میں ان پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑے گئے تو کیا وہ فتویٰ باز تھے؟! فتاویٰ حدیثیہ میں ابن حجر ہیتمی نے فرمایا کہ امام تاج الدین سبکی، امام ابوالحسن سبکی، شیخ امام عز بن جماعہ اور انکے علاوہ ائمۂ شافعیہ، حنفیہ، مالکیہ کے اکابر نے ابن تیمیہ کا رد کیا ہے۔کیا یہ ائمہ فتویٰ باز تھے؟! شیخ احمد صاوی نے (صاوی جلد اول، ص ۹۶ میں) فرمایا کہ ابن تیمیہ حنبلی المسلک تھا اور اس مذہب کے ائمہ نے اس کا رد کیا ہے حتی کہ علماء نے فرمایا کہ وہ (ابن تیمیہ) گمراہ اور گمراہ گر ہے۔طاہر صاحب بتایئے کیا یہ ائمہ فتویٰ باز تھے؟! علامہ ابن عابدین شامی نے اپنی شہرۂ آفاق

کتاب ردالمحتار میں کتاب الجہاد ،باب البغاۃ میں ابن عبدالوہاب نجدی کا رد کیا اور فتویٰ جاری کیا تو کیا وہ فتویٰ باز ہو گئے ؟! کیا جواب ہے اس کا آپ کے پاس؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی کیسا ہی کفریہ عقیدہ اختیار کرے اس کے خلاف کچھ نہ کہا جائے !۔ کیا ان ائمہ نے سنیت کا ٹھیکہ لے رکھا تھا جو لوگوں کو اہل سنت سے خارج کرتے رہتے تھے ! طاہر صاحب تنگ نظری کی عینک ہٹا کر اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں ۔ان ائمہ نے تنگ نظری کی بنیاد پر فتاوے صادر نہیں فرمائے بلکہ حکم شریعت کو واضح کیا ہے ۔اگر حکم شریعت کو واضح کرنا اور ظاہر کرنا ہی فتویٰ بازی اور ٹھیکہ داری ہے تو آپ خود ہی جہالت کے شکار اور علمی بصیرت سے محروم نظر آتے ہیں ۔

جناب طاہر صاحب آپ نے اہلسنت کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ’’اس مسلک کا نام بریلوی نہیں ہے‘‘۔ اور پھر اپنے اس قول پر انتہائی طفلانہ دلیل قائم کرتے ہیں جو آپکے گمان میں بڑی ٹھوس اور پختہ دلیل معلوم ہوتی ہے جبکہ ایسے سطحی دلائل پیش کر کے صرف آپ بھولی بھالی ،ناواقف عوام کی واہ واہی تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن مکتب کا ادنیٰ طالب علم بھی ایسے کھوکھلے دلائل کا رد کر سکتا ہے ۔ طاہر صاحب کی مستحکم دلیل ملاحظہ فرمائیں ۔ کہتے ہیں کہ ’’ اس پر دلیل یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی اپنے آپ کو بریلوی نہیں کہا ، اپنے کو رضوی نہیں لکھا ۔اعلیٰ حضرت اپنے آپ کو حنفی قادری لکھتے تھے‘‘۔ آپ خود ہی بتائیں کہ حضور غوث پاک نے کب اپنے آپ کو قادری کہا یا لکھا؟ کہ آپنے اپنے پیچھے قادری لگانا شروع کر دیا !! امام اعظم نے کب اپنے آپ کو حنفی کہا یا لکھا؟ کہ آپ اپنے پیچھے حنفی لگانے لگے ! جبکہ حقیقت میں مسلک امام اعظم سے آپکو کوئی واسطہ نہیں ہے ۔ان بزرگوں کے بعد میں آنے والے عقیدت مند خود کو انکی طرف منسوب کرنے کی غرض سے اپنے آپ کو حنفی قادری لکھ سکتے ہیں ۔ اسی طرح عشاقان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اگر اپنی نسبت انکے ساتھ جوڑ کر اپنے آپ کو رضوی لکھتے ہیں یا کہتے ہیں تو آپ کے پیٹ میں کیوں درد ہوتا ہے؟ ۔اور مسلک اعلیحضرت کے لئے لفظ ’بریلوی‘ کو تو غیروں نے وضع کیا ہے ۔کسی اہلسنّت نے وضع نہیں کیا ۔دیوبندی وہابی بھی اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں لیکن ہم انہیں اہلسنّت نہیں مانتے اس لئے انہیں دیوبندی وہابی وغیرہ سے موسوم کرتے ہیں اور وہ ہمیں بریلوی کہتے ہیں ۔اب اس صورت میں اہل سنت کو مخاطب کرنے کا کیا مقصد ؟ !۔رہی بات مسلک کو کسی بزرگ کے نام سے معنون کرنے کی تو خود اعلیٰ حضرت نے اپنے وصایا میں اسکو نقل کروا یا ہے کہ ’’ میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا‘‘ ۔اعلیٰ حضرت نے اپنی تصانیف میں وہی ذکر کیا ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت شدہ صحابہ ،تابعین، تبع تابعین ،ائمہ واکابرین کے نظریات ومعمولات ہیں ۔اب اسی مسلک کو اعزازاً اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر دیا جائے تو اس میں کونسی قباحت ہے؟ گذشتہ زمانہ میں جب باطل فرقے دیوبندی ،وہابی ،مودودی وغیرہ نے اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کر کے لوگوں کو دھوکے میں ڈالنا چاہا ۔تو سچے مذہب اہلسنّت کی پہچان کے لئے اہل سنت کو مسلک اعلیٰ حضرت سے پہچانا گیا ۔ اب ذرہ برابر بھی جسکے اندر دیانت داری ہوگی وہ اسکو کوئی نیا فرقہ یا مذہب نہیں سمجھے گا ۔ہاں تنگ نظری اور حسد جیسی خبیث صفات سے جو متصف ہیں ،جن کے تجدیدی کارناموں کی اعلیٰ حضرت کی

تجدیدی خدمات کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے ایسے حضرات کوضرور اعلیٰ حضرت کی طرف مسلک کی نسبت کرنے سے اعتراض ہوگا۔

جناب طاہر صاحب نے اپنی حقانیت اور عظمت کا سکہ بٹھانے کی غرض سے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کے ایک واسطے سے شاگرد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔جس سے انکا مقصد لوگوں میں اپنے آپ کوسنی باور کرانا ہے اور اپنا علمی مقام اجاگر کرنا ہے۔آپ کے پاس علم کا خزانہ ہوگا تو کیا علم والے گمراہ نہیں ہوسکتے؟ آپ نے نوح علیہ السلام کے بیٹے کے گمراہ ہونے کی مثال دی ہے کیاوہ آپ پر منطبق نہیں ہوتی ہے؟! کہ جب نبی کی اولاد گمراہ ہوسکتی ہے تو کیا مجدد اعظم کا شاگرد گمراہ نہیں ہوسکتا؟! فرقۂ معتزلہ کا بانی واصل بن عطا جوحضرت حسن بصری جیسے عظیم تابعی کا شاگرد تھا جب وہ گمراہ ہوگیا تو طاہر صاحب اگر آپ گمراہ ہوجائیں (اور ہیں بھی) تو کونسی نئی بات ہوگی!۔

جناب پروفیسر صاحب کا کہنا ہے کہ انہوں نے عالم رؤیا میں امام اعظم سے نوسال تک پڑھا اور اعلیٰ حضرت سے بھی براہ راست عالم رؤیا میں شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔اسکی حقیقت تو اللہ اور اسکے رسول ﷺ ہی بہتر جانیں لیکن ہم ان سے صرف اتنا دریافت کرنا چاہیں گے امام اعظم سے عالم رؤیا میں پڑھنے والے امام جلال الدین سیوطی جنہوں نے ۷۲ مرتبہ اپنی کھلی آنکھوں سے مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ رافضیوں کی صحبت میں بیٹھنے والے کو بوقت نزع کلمہ نصیب نہ ہوا۔ طاہر صاحب نے امام جلال الدین سیوطی کے مسلک کا حوالہ تو دے دیا مگر ان کو اپنی حالت نزع کی بھی فکر نہ ہوئی کہ رافضیوں کو اپنا دوست بنالیا!! اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ نوسال تک امام اعظم سے طاہر صاحب نے پڑھا لیکن امام اعظم سے یہ بھی نہ سیکھ پائے کہ ڈاڑھی کتنی رکھنی چاہئے؟! ہمارے امام کا مسلک تو یہ ہے کہ ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والا فاسق ہے۔کیا انکو بلا واسطہ دیکھ کر مکمل ڈاڑھی رکھنے کی بھی توفیق نہ ملی؟!اور فاسق ہوکر خود کے مجدد ہونے کے نعرے سن کر آپکے کان پر جوں تک نہیں رینگتی!!

لہٰذا جن وجوہات کی بنیاد پر آپ علماء اہلسنت کے فتاویٰ کی زد میں جا پڑے ہیں اس سے گلوخلاصی کی کوئی صورت نہیں ہے سوائے اس کے کہ یا تو آپ توبہ کرکے راہ راست پر آجائیں یا پھر اپنے نظریات کو حق ثابت کرنے کے لئے علماء اہل سنت کا چیلنج مناظرہ قبول کرلیں۔لچھے دار تقریروں اور سٹائلوں سے متاثر ہونے والی بھولی بھالی عوام سے بھی گذارش ہے کہ ایسے دوغلی پالیسی اپنانے والے گمراہ گروں کے چنگل میں نہ پھنسیں اور ناواقفی میں چلے گئے ہوں تو جلد ہی توبہ کرکے حقانیت قبول کرلیں ہدایت دینا اللہ کے ذمہ ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین۔

☆☆☆

(......بقیہ ص ۳۷ر کا) اسے پایۂ تکمیل تک پہونچا کر چھوڑا اور اپنے تلامذہ کو بھی خدمت قوم وملت کی خدمت کی طرف آمادہ اور اس کی ترغیب کیا کرتے تھے۔

اللہ عزوجل آپ کو اپنی رحمت وبخشش کے وسیع وعریض سائے میں چھپا کر اپنے قرب خاص میں جگہ عنایت فرمائے اور آپ کی قبر انور بقعۂ نور بنائے (آمین) نیز ہمارے اندر بھی خلوص للّٰہیت قوت وطاقت اور خدمت دین کا جذبہ عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین)

وہ نظر سے دور تو ہے مگر یہ عجیب صورت حال ہے
ہمہ وقت پیش نظر بھی ہے نہ فراق ہے نہ وصال ہے

☆☆☆

آہ حضرت شاہ غلام مصطفیٰ علیہ الرّحمہ

مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی [علیگ]

دوشنبہ مبارکہ ۶ / ربیع الاول شریف ۱۴۳۳ھ / ۳۰ رجنوری ۲۰۱۲ء کی شام کو یہ خبر وحشت اثر حواس پر بجلی بن کر گری کہ مخدوم گرامی شیخ عصر حضرت علامہ سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد منعمی (علیہ الرحمہ) ۳۰ رجنوری کی شام چار بج کر ۳۰ رمنٹ پر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

حضرت کے وصال کی اطلاع محبّ گرامی جناب ڈاکٹر سید معراج الاسلام غیاثی اصدقی رضوی شہسرامی نے بذریعہ SMS فراہم کی ۔ میں کچھ دیر تو سکتے کے عالم میں گم صم سا رہا، پھر خود کو سنبھالنے کے بعد سارے احباب و متعلقین کو میں نے بذریعہ SMS اس سانحے کی اطلاع دی ۔مغرب کے بعد حضرت کے منجھلے صاحبزادے سید عطا فضیل صاحب نے بذریعہ فون مجھے مطلع کیا۔ ان سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ اگلے دن بعد نماز عصر ادا ہوگی۔ ان دنوں میں بنگلور میں مقیم ہوں جس کا فاصلہ گیا سے تقریبا تین ہزار کلو میٹر ہے۔دل مسوس کر رہ گیا اور اپنے منجھلے بھائی عزیزم رضوان احمد رضوی سلمہٗ کو جنازۂ مبارکہ میں شرکت کی ہدایت کی۔خیالات کا ایک تسلسل تھا جو موجوں کی روانی کی مانند سطح دل و دماغ پر رواں دواں تھا۔ دو دن تک عجیب سی کیفیت دل و دماغ پر طاری رہی۔قطب بنگلور سیدی حضرت توکل مستان سہروردی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں جمعہ کے دن بعد نماز مغرب حاضر تھا۔حضرت شاہ غلام مصطفیٰ احمد منعمی علیہ الرحمہ بے طرح یاد آئے، یہاں تک کہ میں حضرت کی یاد میں اشک بار ہو گیا۔حضرت توکل مستان سہروردی قدس سرہٗ کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ غلام مصطفیٰ علیہ الرحمہ کی روح پاک کو بھی خصوصی طور پر ایصال ثواب کیا۔حوصلہ نہیں ہو رہا تھا کہ میں محبّ گرامی حضرت مولانا سید شاہ صباح الدین احمد منعمی زید مجدہٗ جانشین شیخ عصر علیہ الرحمہ کو تعزیت پیش کروں۔فاتحۂ چہارم اور رسم سجادگی کے بعد دوسرے دن خود حضرت صباح میاں نے فون سے رابطہ فرمایا۔جی بھر آیا۔تسلی کے کلمات کہے، سنت ادا کی، پھر بہت سی باتیں رہیں ۔اللہ کی امانت اللہ کے سپرد ۔ رہے نام اللہ کا۔

خانقاہ منعمیہ ابو العلائیہ، گیا سے میرے نیاز مندانہ رابطے تقریباً بیس سال کے عرصے پر محیط ہیں۔اس کا سرا جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے ملتا ہے جب میں وہاں درجات فضیلت کا طالب علم تھا۔صباح میاں وہاں حصول علم کی غرض سے تشریف لائے تو ان سے کئی جہت سے رابطے رہے۔ یہ صحیح النسب سادات سے تھے، حضرت سید اصغر امام صاحب قبلہ کے بھانجے تھے، میرے وطن سے قریب تھے اور کچھ مزاجی ہم آہنگی بھی تھی۔دن گذرتے رہے اور دینی، علمی اور قلبی رابطے مستحکم ہوتے رہے۔پھر میں نے اشرفیہ میں

استاذ اور مفتی کی حیثیت سے چھ سال گذارے۔اس دوران بھی حضرت صباح میاں سے رابطے استوار رہے اور جونیئر اور ادارے کا طالب علم ہونے کے باوجود ان سے دوستانہ مخلصانہ اور مودبانہ رابطے رہے۔۱۹۹۷ء میں صباح میاں نے جامعہ اشرفیہ کو الوداع کہا اور مصروف کار حیات ہوئے۔ اس دوران متعدد بار خانقاہ عالیہ منعمیہ ابو العلائیہ، گیا میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور مخدوم گرامی حضرت سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد منعمی علیہ الرحمہ کی زیارت اور آپ سے استفادے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔

باقری سادات کی ایک شاخ دانا پور پٹنہ سے ۱۲۶۲ھ میں گیا آئی۔سید المتوکلین سید شاہ عطا حسین منعمی فانی قدس سرہٗ (م ۱۳۱۱ھ) ۱۲۶۱ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ارادہ تھا کہ وادیٔ بطحا چھوڑ کر نہ جائیں گے لیکن حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر گیا تشریف لائے اور یہیں طرحِ اقامت ڈالی۔حضرت فانی، فیضان اویسی سے سرفراز کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔آپ کے اخلاف میں صاحبزادہ گرامی سید شاہ غلام قطب الدین (م ۱۳۰۹ھ)، نبیرہ حضرت سید شاہ نظام الدین (م ۱۳۲۶ھ) خانقاہی روایات کی امانتیں سنبھالے رہے۔حضرت سید نظام الدین قدس سرہٗ کی دو شادیاں ہوئیں۔پہلی حرم سے سید شاہ حسین الدین احمد قدس سرہٗ (م ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء) تولد ہوئے جو گیا میں مدفون ہیں اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔دوسری حرم سے تین صاحبزادے سید قیام الدین احمد، سید حسام الدین احمد، سید احتشام الدین احمد اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔سید شاہ حسین الدین احمد کے شاہزادے ہیں مخدوم گرامی سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد منعمی علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ ابو العلائیہ، ضلع گیا، بہار جن کی ولادت مبارکہ ۲۹؍رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴؍دسمبر ۱۹۳۶ء دوشنبہ کے روز، صبح صادق کے وقت خانقاہ منعمیہ ابو العلائیہ میں ہوئی۔ یہ خانقاہ عالیہ ہمیشہ شریعت وطریقت اور علم وروحانیت کا سنگم رہی اور یہاں صاحب تصنیف بزرگوں کا ایک سلسلہ رہا۔

حضرت والا دراز قد، گندمی رنگت رکھتے تھے جس میں محمدی ملاحت کا عکس جلوہ گر تھا۔ایمان واتقا کا نور اس پر مستزاد۔جسامت متوسط تھی۔آواز اسد اللہی تھی، ساتھ میں حلیمانہ ملائمت اور نرمی بھی تھی۔رفتار بہت باوقار، تصنع سے پاک۔لمبے قدم اٹھاتے۔لباس سنت کے مطابق اکثر سفید ہوتا۔دو پلی سفید ٹوپی زیب سر ہوتی۔مخصوص اوقات میں عمامہ شریف بھی زیب سر فرماتے۔ریش مبارک گھنی تھی جو شانے تک پھیل ہوئی تھی۔مبارک آنکھیں سرگیں تھیں۔ اکثر و بیشتر سرمہ سے آراستہ۔گفتگو ٹھہر ٹھہر کر فرماتے۔ خوراک مختصر ہوتی۔ہر چیز میں سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ السرمدی کی پاسداری ملحوظ خاطر تھی۔

حضرت والا ہمیشہ ایک حلیم، بردبار، شفیق بزرگ نظر آئے۔علم اور لوازمات علم کا بہت اکرام فرماتے۔پیشانی مبارک نور ایمان سے جگمگاتی رہتی۔اتباع شریعت ہر قدم پر ملحوظ تھا۔خود رسوخ علم اور وفور عمل کی نعمتیں رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی ان نعمتوں کے حصول کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔بہت وضعدار، مرنجاں مرنج، دور اندیش اور رفتار زمانہ سے باخبر بزرگ تھے۔اخبارات پابندی سے ملاحظہ فرماتے۔ملت اسلامیہ کی صورت حال سے باخبر رہتے اور دوسروں کو باخبر رہنے کی تاکید فرماتے۔یاوہ گوئی اور قہقہہ سے حد درجہ محترز رہتے۔البتہ گفتگو میں شگفتگی کا عنصر شامل رہتا۔اکثر متبسم رہتے۔حاضرین سے ان کے معیار عقل

کے مطابق گفتگو فرماتے۔ اگر کوئی بات ناگوار گذرتی اور کوئی بڑی بات نہ ہوتی تو بس خاموش ہو جاتے۔ ہاں! جہاں اصلاح ضروری ہوتی، وہاں مناسب انداز میں اصلاح بھی فرماتے۔ گفتگو درمیانی آواز میں فرماتے۔ ہر آنے جانے والے کی موقع محل سے ضیافت فرماتے۔ چائے بسکٹ سے عموماً تواضع کی جاتی۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام کے لئے بہت اہتمام کے ساتھ دعوت کا انتظام فرماتے۔

کتابوں کے مطالعے کا شوق تھا۔ میں جب بھی کوئی کتاب تحفتاً نذر کرتا تو خوش ہوتے اور دعائیں دیتے۔ علمی استحضار تھا لیکن اس کا دانستہ اظہار نہیں تھا۔ عموماً خاموشی کی رداسایہ افگن رہتی۔ آپ کے روحانی مراتب کیا تھے، وہ اہل دل اور اہل نظر خوب جانتے ہیں لیکن مجھ جیسے کم نظر بھی آپ کی نگاہ ولایت کی کیمیا اثری کے شاہد ہیں۔ آپ کی دعاؤں میں رب تبارک وتعالیٰ نے خصوصی تاثیر دے رکھی تھی۔ ناچیز عرصۂ دراز سے اپنے بعض افراد خاندان کی شر پسندی کے زیر اثر ہے۔ حضرت سے متعدد نازک مراحل میں دعا کی درخواست کی اور حضرت کی دعاؤں کی برکت سے وہ پریشاں خاطری اور اثرات بدزائل ہوئے۔ اس کی تفصیل پھر کبھی۔ حضرت نے کئی اوراد کی اجازت مرحمت فرمائی جن میں صلوٰۃ العصمۃ اور صلوٰۃ غوثیہ بطرز کبیر خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ آپ نے مسبعات عشر اور آیت کریمہ: وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ کے ورد کی خاص ہدایت فرمائی۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ دشمنوں کے شر سے حفظ وامان کے لئے حضرت کسی مختصر آیت کریمہ کی بے موکل زکوٰۃ دلادیں۔ حضرت نے فرمایا: زکوٰۃ بے موکل کہاں ہوتی ہے، آپ ابھی نہ کریں، آزمائش میں پڑ جائیں گے اور آپ کی علمی مصروفیات متاثر ہوں گی۔ پھر درود شریف کثرت سے پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ ۲۰۰۵ء میں، میں نے عرض کی کہ حضرت میری کتاب ''ملک العلما'' پر آپ چند دعائیہ کلمات تحریر فرمادیں۔ یہ میرے آٹھ مضامین کا مجموعہ ہے جو حضرت ملک العلما سے متعلق ہیں۔ اس میں حضرت کے پیر ومرشد حضرت سید شاہ حسام الدین احمد منعمی علیہ الرحمہ کے چند خطوط بھی درج ہیں جو ملک العلما کے نام تحریر کئے گئے ہیں۔ حضرت ملک العلما کا اس خانقاہ عالیہ سے رابطہ بھی تھا۔ حضرت نے طبیعت کی ناسازی اور تحریری شہرت سے بے نیازی کے باوجود میرا دل رکھنے کی خاطر چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔

حضرت کی شفقت میں دن بہ دن اضافہ ہوتا رہا۔ حضرت کی آخری زیارت جون ۲۰۱۱ء میں ہوئی جب میں مولانا سید جمال احمد صاحب اشرفی الہ آبادی (علی گڑھ) کے ہمراہ حضرت مولانا سید اشتیاق عالم بھاگلپوری علیہ الرحمہ کے چہلم میں شرکت کر کے بھاگلپور سے واپس لوٹ رہا تھا۔ عصر کی نماز کے وقت ہم لوگ خانقاہ عالیہ پہنچے۔ حضرت صباح میاں نے عمدہ ظہرانے کا انتظام فرمایا تھا۔ اس سے فراغ کے بعد نماز عصر ادا کی۔ اس سفر سے خاص مقصود حضرت کی عیادت اور زیارت تھی۔ کیونکہ کچھ ہی دنوں پہلے حضرت پر دوبار ہارٹ اٹیک ہو چکا تھا۔ حضرت کم کم حویلی کے باہری حصے میں تشریف رکھتے تھے۔ حسن اتفاق حضرت اس وقت ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت صباح میاں نے فوراً ملاقات کرائی۔ میں مولانا سید جمال احمد صاحب کے ساتھ خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ بس زیارت ہی ہوسکی۔ حضرت ڈرائنگ روم کے دروازے پر واکر کے سہارے کھڑے تھے۔ صابر و شاکر نورانی چہرے پر اس حالت میں بھی تبسم کی ہلکی سی جھلک موجود

تھی۔ میں نے سلام عرض کیا، دست بوسی کی سعادت حاصل کی، دست مبارک میرے سر پر رکھا اور بہت شفقت بھرے انداز میں ہمیں خوشی کے ساتھ رخصت کیا جیسے ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ رہے ہوں۔ وہ منظر آج بھی نگاہوں میں گھومتا رہتا ہے۔

یادوں کا ایک دراز سلسلہ ہے لیکن حضرت کے وصال کو ایک مہینہ گذرنے کے بعد بھی جذبات ابھی مکمل طور سے قابو میں نہیں ہیں۔ ان شاء اللہ مستقبل قریب میں حضرت کی حیات مبارکہ پر تفصیل سے لکھنے کا ارادہ ہے۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

شیخ عصر حضرت سید شاہ غلام مصطفٰے احمد منعمی علیہ الرحمہ کی رحلت ایک نا قابل تلافی نقصان ہے۔ شریعت وطریقت کا ایسا امتزاج اور قدیم خانقاہی رسوم وآداب کی ایسی پاسداری اب دیکھنے کو نہیں ملتی۔ بہت سے خصائص و امتیازات حضرت اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ وہ سادگی، وہ بے نیازی، وہ وضعداری، وہ خاکساری، وہ احترام انسانیت وہ مروت وشفقت، وہ قناعت اور سیر چشمی، وہ دلداری و غمگساری، وہ حاجت روائی مخلوق، وہ انابت الی اللہ، وہ روحانی کمالات اور اخفائے حال، وہ مرنجاں مرنج طبیعت، وہ غیرت وخودداری، وہ کرم وسخاوت، وہ پاسداری شریعت، وہ قرب الٰہی اور حضوری بارگاہ رسالت پناہی ﷺ جس ایک پیکر میں جمع تھی، اس ذات والا صفات کو شیخ عصر حضرت علامہ سید شاہ غلام مصطفٰے احمد منعمی علیہ الرحمہ کہتے ہیں جنہوں نے تقریباً ۷۶ رسال کی طویل عمر پائی اور ۵۳ ر سال تک منعمی ابو العلائی فیضان تقسیم کرتے رہے۔

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

مولیٰ تبارک وتعالیٰ سبھی اخلاف و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، مہر ومروت کے ساتھ مل جل کر زندگی گذارنے اور اسلاف کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق وطاقت عطا فرمائے۔ حضرت کے جانشین حضرت مولانا سید صباح الدین احمد منعمی زید مجدہٗ میں حضرت کا رنگ نمایاں فرمائے۔ ہم سب ان کے دست وبازو بنیں اور یہ حضرت کے مشن کو آگے بڑھاتے رہیں۔ منعمی آفتاب قیامت تک درخشاں رہے اور ابو العلائی فیضان دلوں کو گرماتا اور ایمان کو توانائیاں بخشتا رہے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید الانبیاء و المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ اکرم الصلوٰۃ وافضل التسلیم!

تم نے جو شمع جلائی ہے، نہ بجھنے پائے
اب تو لے دے کے یہی کام ہمارا ٹھہرا

☆☆☆

(...........بقیہ ص ۴۰ رکا) حضرت کے اندر ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ جب روابط کے ذرائع موبائل اور فون وغیرہ نہ تھے آپ کے پاس کہیں سے کوئی خط آتا تو آپ تمام مصروفیتوں کے باوجود از خود جوا بات تحریر فرماتے۔ اور آپ کی تحریر دلکش اور مضامین شفقت آمیز ہوا کرتے تھے جسے پڑھنے کے بعد قلبی سکون حاصل ہوتا تھا۔ صحیح معنوں میں جو شفقت ومحبت ایک استاذ کے اندر ہونا چاہیئے (کہ استاذ بمنزلہ باپ ہے) آپ کے اندر مکمل طور پر موجود تھی۔ اور ایک عالم کی جو شان وشوکت، جاہ وجلال، رعب ودبدبہ ہونا چاہیے ان سب کے آپ بدرجہ اتم حامل تھے۔ آپ جو بھی کام کرتے اس کے اندر اخلاص ہوا کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ ہر اہم سے اہم معاملے میں آپ کو تائید غیبی حاصل ہوتی رہتی اور آپ نے جس کام کا بھی عزم مصمم کرلیا (بقیہ ص ۴۳ رپر...........)

معمارِ قوم وملت کی کچھ یادیں کچھ باتیں

از: مولانا محمد افضل حسین اویسی استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف

۱۳؍فروری ۲۰۱۲ء مطابق ۲۰؍ربیع النور ۱۴۳۳ھ بروز دوشنبہ میں واپس ہورہا تھا اور بھساول کے قریب پہنچا تھا کہ ناگاہ استادگرامی معمارقوم وملت محبوب العلماء حضرت العلام مولانا کوثر خاں نعیمی (نوراللہ مرقدہ) کے انتقال پر ملال کی جانکاہ خبر ملی۔ طبیعت بالکل نڈھال ہوگئی۔ سوچ میں پڑ گیا کہ ایسے وقت میں حضرت کا وصال ہوا کہ جنازہ میں بھی پہنچنا ممکن نہیں۔ جب سے سنا حضرت کا ہی تصور ذہن و دماغ میں بسا رہا پوری رات کرب و اضطراب میں گزری کل نفس ذائقتہ الموت کے تحت داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنی اصل منزل کی طرف ہر فرد کو جانا ہے۔ آنا اور جانا تو اس دنیا کے اندر لگا ہوا ہے لیکن بعض شخصیتیں ایسی بھی ہیں جن کا جانا اس عالم کے لئے موت کہا گیا ہے۔ چنانچہ آقائے کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: موت العالم موت العالم اس حدیث رسول کی روشنی میں جب ہم حضرت نعیمی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت پر نظر کرتے ہیں تو آپ مذکورہ حدیث کے مکمل مصداق نظر آتے ہیں آپ نے قوم وملت کی جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں وہ خدمات بزبان حال خود کہہ رہی ہیں۔

چلے گئے ہیں مگر یادگار باقی ہے

آپ اہلسنّت والجماعت بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت کے بےلوث پاسبان اور بےباک ترجمان تھے آپ سنیت کے علم بردار اور بدمذہبوں کے لئے شمشیر برہنہ تھے۔ آپ کا جو رعب و دبدبہ غیروں پر تھا اور جو عزت اپنوں میں تھی اس کی مثال کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ تصلب فی الدین جو ایمان کا ایک اہم ترین درجہ ہے آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھا۔ چنانچہ تصلب فی الدین کا ایک اہم واقعہ جو میرے سامنے پیش آیا وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ جہانگیرگنج کے قریب ایک بستی جو دریائے گھاگھرا کے کنارے واقع ہے اس بستی کا نام میرے ذہن سے نکل چکا ہے کسی کے یہاں میلاد شریف کا پروگرام تھا جن میں چند طلباء بھی گئے تھے اور میں بھی جماعت ثالثہ کا متعلم تھا اور وہاں حاضر تھا حضرت کی پرمغز اور دلکش تقریر کے بعد لوگ صلوٰۃ وسلام کے لئے کھڑے ہوئے اس محفل میں ایک بدعقیدہ بھی کہیں سے آگیا تھا سارے لوگ کھڑے ہوئے اور وہ جوں کا توں بیٹھا رہا حضرت کی نظر جوں ہی اس بدبخت پر پڑی جلال میں آکر اسے خوب پھٹکار لگائی آخرکار وہ بدبخت جب اس مجلس سے چلا گیا تو سلام کا اختتام ہوا حضرت کے تصلب کا یہ واقعہ آج تک میرے ذہن و دماغ پر اسی طرح ہے جیسا میں نے دیکھا تھا ملحدوں اور بدمذہبوں پر حضرت کی شدت دیکھ کر اپنے اسلاف کی یاد تازہ ہوجاتی تھی واقعی آپ نمونہ سلف تھے یہ تو آپ کے تصلب اور شدت کی ایک جھلک تھی جو میں نے پیش کی اسی طرح متعدد واقعات ہیں جن پر آپ کے تلامذہ مدرسے کے اراکین ودیگر ارباب اہلسنت شاہد ہیں اور آپ کی محبت وشفقت بھی اپنوں میں کم نہ تھی اس پر جہانگیرگنج اور اطراف کے لوگ شاہد عدل ہیں جو شخص بھی ایک مرتبہ حضرت سے مل لیتا آپ کا گرویدہ ہوجاتا جو آپ

سے ملاقات کے لئے آتا اس سے اتنے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے اور اس کی ایسی ضیافت کرتے کہ وہ یہی تصور کرتا کہ حضرت مجھے زیادہ چاہتے ہیں آپ کا اخلاق کریمانہ ہر ایک کے ساتھ مساوی ہوتا کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ کیا امیر کیا غریب سب آپ کی نظر میں برابر تھے ہر ایک کے ساتھ آپ محبت وشفقت کے ساتھ پیش آتے طلبہ پر بھی آپ حد درجہ مہربان تھے اور خود میرے اوپر حضرت بے حد شفیق ومہربان تھے چنانچہ ایک مرتبہ دوران تعلیم میری گھنٹی خالی تھی غالبا کوئی استاذ گھر گئے تھے دوران درس ناشتہ کی غرض سے میں چوراہے پر چلا گیا، چونکہ اس وقت مدرسہ میں طلباء کو ناشتہ میں کھچڑی ملتی تھی جو میں کسی وجہ سے نہیں کھاتا تھا، ایک ہوٹل میں میں ناشتہ کر رہا تھا حضرت کو کہیں شادی وغیرہ میں جانا تھا اسی دوران حضرت چوراہا پہنچ گئے حضرت کی نظر میرے اوپر پڑی میں پسینہ پسینہ ہو گیا چونکہ مجھ سے دلی محبت کرتے تھے اور دوران درس مدرسے سے باہر جانا ایک جرم تھا بہرحال حضرت نے اس وقت تو کچھ نہیں فرمایا خاموشی سے تشریف لے گئے شام کو جب آپ کی واپسی ہوئی مجھے طلب فرمایا اور بہت ہی نرم لہجہ میں فرمایا کہ دوران درس چوراہا جانا جرم ہے پھر تم کیوں گئے تھے مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی کہ تم جرم کا ارتکاب کروگے۔ میں نے بے خوف ہوکر سچ بات بتادی کہ حضور بھوک لگ رہی تھی اس لئے ناشتہ کی غرض سے چلا گیا تھا۔ حضرت نے استفسار کیا کیا ناشتہ نہیں کئے تھے میں اصل بات چھپانا چاہتا تھا میں نے عرض کیا حضور؛ ناشتے میں کھچڑی ملتی ہے جو میں نہیں کھاتا ہوں حضرت نے پوچھا کہ کیا تم روزانہ ناشتہ نہیں کرتے ہو میں نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔ حضرت نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تم مجھ سے بتائے ہوتے اتنے دن ایسے ہی رہے کھچڑی نہیں کھاتے ہو تو میں روٹی کا انتظام کر دیتا۔ فوراً آپ نے باورچی کو بلا کر یہ حکم صادر فرمایا کہ ان کو روزانہ ناشتہ میں روٹی دے دیا کرو۔ آپ کی شفقت وہی شفقت تھی جو ایک باپ کو بیٹے سے ہوتی ہے۔ یقین جانئے کہ حضرت کے اس مشفقانہ رویہ سے میری آنکھوں سے آنسو ہی نہیں نکلے تھے بلکہ دل بھی رو پڑا تھا کہ حضرت کس قدر طلبہ پر مہربان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ کے جملہ اساتذہ بھی طلبہ پر نہایت ہی رحمت وشفقت سے پیش آتے ہیں اسلئے کہ تقریبا سبھی آپ کے تربیت یافتہ ہیں۔ ظاہر ہے جب آپ کی آغوش رحمت کے خوشہ چین ہیں تو اس کی جھلک تو ضرور نظر آئیگی۔ اس طرح ۱۹۹۳ء میں برکت العلوم نواری بازار میں حفظ کی میری دستار ہوئی۔ اس وقت میں جامعہ میں ثانیہ میں زیر تعلیم تھا۔ دستار بندی میں ہمارے گھر سے تقریبا ۲۰ رلوگ گاڑی کر کے آئے تھے۔ جس میں میرے والد محترم (نور مرقدہٗ) برادر محترم چچا اور دیگر اقرباء بھی آئے تھے۔ واپسی میں وہ حضرات حضرت سے ملاقات کی غرض سے جامعہ حاضر ہوئے حضرت نے فوراً ان کے ناشتہ پانی کے انتظام کا حکم صادر فرما کر تھوڑے سے وقت میں ان کی اس قدر ضیافت کی کہ وہ حضرات آپ کے اس اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور آج تک اس کا تذکرہ کرتے ہیں اس پہلی ملاقات میں ایسا لگتا تھا جیسے آپ کے ان سے دیرینہ تعلقات ہوں۔ اس ملاقات میں میرے والد بزرگوار نے حضرت سے گذارش کی کہ حضرت میرے بچے کا خیال رکھئے گا۔ تو آپ نے از راہ محبت فرمایا آپ کا بچہ بہت شریف ہے اور ہم آپ کے لڑکے سے بہت خوش ہیں۔ یہ آپ کے لئے بڑی خوش نصیبی کی بات ہے کہ آپ کا لڑکا نیک طبیعت اور شریف ہے آج کے دور میں جس کی

اولا دنیک ہواس پر اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے۔

والد بزرگوار کو اور بھی کچھ نصیحتیں آپ نے فرمائیں۔ آپ کے اخلاق اتنے عمدہ اور فکر اتنی بلند تھی کہ جو بھی آپ سے پہلی بار ملتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ ان تمام صفات کے ساتھ سب سے اہم چیز جو آپ کے اندر تھی وہ یہ کہ آپ خود دار تھے۔ کسی کے سامنے مدرسے کے لیئے بھی ہاتھ پھیلانا پسند نہ فرماتے تھے چہ جائیکہ اپنے اغراض ومقاصد کے لیے ہو۔ دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے میں پیش پیش رہتے تھے اپنی ضرورتیں دوسروں کے سامنے پیش فرمانے سے گریز فرماتے تھے۔ اور بڑے سے بڑے لوگوں کے سامنے نہ دباؤ میں آئے اور نہ ہی انہیں خاطر میں لائے۔

چنانچہ ایک مرتبہ میرے سامنے ایسا دیکھنے میں آیا کہ ایک غیر مسلم سیاسی لیڈر جس کا تعلق سماج وادی پارٹی سے تھا مدرسے میں آنے والا تھا۔ آپ نے سارا انتظام وانصرام مکمل کروادیا لیکن خود اپنے حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف نہ لے گئے بلکہ عالمانہ شان وشوکت کے ساتھ اپنی مسند تدریس پر جلوہ افروز رہے۔ لیڈر صاحب آئے اور جب ان کا بیان ختم ہو گیا تو وہ خود حضرت سے ملاقات کرنے آپ کے حجرہ میں گئے حضرت نے اس سیاسی لیڈر سے مصافحہ تو کیا لیکن آپ کے دست مبارک میں رومال حائل تھا۔ وہ سیاسی لیڈر مدرسے میں کچھ نذرانہ بھی دے کر گیا۔ اور حضرت سے کافی متأثر ہوا۔

حضرت کے اس طریقہ کار سے جہاں آپ کی خود داری کا پتہ چل رہا ہے وہیں آپ کی تقوی وطہارت کی بھی بو محسوس کی جارہی ہے۔ اسی طرح حضرت پر مزاح بھی تھے وقتاً فوقتاً طلبہ سے اور اساتذہ سے اور دیگر ملازمین سے ان کی دلجوئی کی خاطر مذاق بھی فرمالیا کرتے تھے لیکن حضرت کا مذاق شریعت کے دائرہ اور مذہب میں ہوا کرتا تھا ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تم فضول سے افضل ہو یا فضیلت سے تو میں نے بھی از راہ مذاق کہا کہ فضول سے تو بہت ہنسے۔

اور حضرت کا استقامت فی الدین میں بھی جواب نہیں تھا۔ احکام شرع کے اتنے پابند تھے کہ ہر فرض اور واجب کو اپنے وقت پر ادا کرتے تھے۔ سفر ہو یا حضر آپ کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی ۱۹۹۵ء میں حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر حضرت کی معیت میں مجھے مارہرہ شریف تک سفر کرنے کا موقع میسر آیا تھا۔ جہاں جہاں نماز کا وقت ہوتا حضرت فورا گاڑی رکوا کر نماز ادا فرماتے اور پھر آگے کا سفر جاری ہوتا۔ بلکہ ادھر کئی سالوں سے نمازوں ہی کی وجہ سے آپ نے دور دراز کا سفر کرنا ختم کردیا تھا۔ ابھی چند سال پہلے میں نے عرس کے موقع پر حضرت کو بریلی شریف آنے کی دعوت دی تو آپ نے ارشاد فرمایا: بابو! میرا مزاج تو تمہیں معلوم ہے الگ تھلگ ہے اعراس میں جانا مستحب ہے اور فرائض وواجبات کا بجالانا ضروری ہے۔ اگر مستحبات کی وجہ سے فرائض وواجبات میں کمی آرہی ہے تو مستحبات کو ترجیح نہیں دی جائیگی۔ پھر آپ نے بعد میں فرمایا کہ امام اہلسنّت، اعلی حضرت کی بارگاہ میں حاضری دیئے ہوئے بہت دن ہوگئے۔ طبیعت تو چاہ رہی ہے کہ حاضری دوں لیکن مصروفیت زیادہ ہونے کی وجہ سے حاضری نہیں دے پا رہا ہوں ٹھیک ہے انشاء اللہ العزیز عرس کے علاوہ کسی اور موقع پر وقت نکالکر حاضری کی سعادت حاصل کروں گا۔

اس سے جہاں حضرت کے اندر دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کی جھلک دکھ رہی ہے وہیں اپنے اسلاف سے محبت بھی ظاہر ہورہی ہے۔

(بقیہ ص ۳۷ پر ....)

تیسری قسط

بہتر(۷۲) فرقے ہمیشہ جہنم میں

از: مولانا ناررضوان احمد نوری شریفی، خادم الجامعۃ البرکاتیہ، گھوسی ضلع مئو۔ موبائل: 09839178545

مولانا اسید الحق صاحب محقق دوانی علیہ الرحمہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۴) ''ملا جلال الدین محقق دوانی نے بھی یہاں ''کلها فی النار'' سے دخول فی النار، مراد لینے کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں **كلها فی النار من حيث الإعتقاد فلا يرد أنه لواريد الخلود فيها، فهو خلاف الإجماع فإن المؤمنين لا يخلدون فی النار و ان اريد به مجرد الدخول فيها فهو مشترک بين الفرق اذ ما من فرقة الا و بعضهم عصاة۔** ''وہ سب دوزخی ہیں'' یعنی عقیدہ کے اعتبار سے پس یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر یہاں خلود فی النار مراد لیا جائے تو یہ خلاف اجماع ہے اس لیے کہ مومنین ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے اور اگر اس سے صرف دخول فی النار مراد لیا جائے تو یہ تمام فرقوں میں مشترک ہے اس لیے کہ ہر فرقہ میں کچھ نہ کچھ گنہگار ضرور ہوں گے''

محقق دوانی علیہ الرحمہ کی اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ یا قرینہ نہیں جس سے دخول فی النار مراد لینا راجح ہو بلکہ یہاں عبارت سے خلود فی النار مراد لینا ہی راجح معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ یہاں دو قرینہ ہے، پہلا قرینہ یہ ہے کہ مصنفین کا طریقہ عام طور سے یہی ہے کہ جو بات ان کے نزدیک راجح ہوتی ہے اس کو پہلے بیان کرتے ہیں، محقق دوانی علیہ الرحمہ نے پہلے جو بات کہی وہ خلود فی النار ہی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں ''**كلها فی النار من حيث الإعتقاد فلا يرد أنه لواريد الخلود فيها فهو خلاف الإجماع فإن المؤمنين لا يخلدون فی النار**'' اس عبارت کی تھوڑی تشریح ضروری معلوم ہوتی ہے تاکہ بات واضح ہوجائے امت کا اجماع اس بات پر ہے کہ مومنین ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، اب اگر کوئی یہ کہے کہ مومنین جہنم میں ہمیشہ رہیں گے تو یہ اجماع کے خلاف ہوگا اور قابل اعتراض بات ہوگی اور اگر کوئی مومن کافر و مرتد ہوجائے اور اس کے بارے میں کہا جائے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا تو اجماع کے خلاف نہیں ہوگا اور جب اجماع کے خلاف نہیں ہوگا تو اعتراض بھی نہیں ہوگا۔ اب حضرت محقق کی عبارت سمجھئے ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرقے، باطل اعتقاد کی وجہ سے کافر و مرتد ہوں گے اس لیے خلود فی النار مراد لیا جائے تو یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا کہ یہ اجماع کے خلاف ہے اس لیے کہ اجماع اس بات پر ہے کہ مؤمنین ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، اور جو ایمان و اسلام سے خارج ہوگئے ان کے لیے خلود فی النار مراد لیا جائے تو اجماع کے خلاف نہیں ہوگا اس لیے اعتراض بھی وارد نہیں ہوگا اس بات کی تائید حضرت ملا علی قاری اور حضرت شیخ محقق دہلوی علیہما الرحمۃ والرضوان کی تشریح سے بھی ہو رہی ہے اور دوسرا قرینہ یہ ہے کہ مذکورہ

عبارت کے دوسرے ٹکڑے وإن اريد به مجرد الدخول فهو مشترك بين الفرق اذ ما من فرقة الا و بعضهم عصاة" کا مطلب یہ ہے کہ اگر صرف دخول فی النار مراد لیا جائے تو یہ فرقۂ ناجیہ سمیت تمام فرقوں میں مشترک ہوگا اس لیے کہ ہر فرقہ میں بعض نافرمان اور گنہگار ہوتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ صرف دخول مراد لینے سے فرقۂ ناجیہ بھی ان میں شامل ہوجائے گا اور حدیث شریف میں اس کا استثناء کیا گیا ہے اس لیے لامحالہ یہاں خلود فی النار ہی مراد ہوگا تاکہ فرقۂ ناجیہ کا مستثنٰی ہونا باقی رہے، لہٰذا اس سے بھی یہی ثابت ہورہا ہے کہ ۷۲ فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

مولانا موصوف نے محقق دوانی علیہ الرحمہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد حضرت مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی علیہ الرحمہ نے جو اس پر حاشیہ آرائی فرمائی ہے اس کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کیا ہے وہ حاشیہ یہ ہے: وجہ عدم الورود انا نختار الشق الثاني أي مجرد الدخول في النار و لكن لا نسلم أنه مشترك بين الفرق فإن دخول الفرق الهالكة في النار من حيث الإعتقاد وافراد الفرقة الناجية و إن تدخل في النار لكنهم لا يدخلون من حيث الإعتقاد بل ان دخلوا فمن حيث العمل" (اعتراض وارد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم دوسری شق اختیار کرتے ہیں یعنی "دخول فی النار" کو لیکن یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ تمام فرقوں کے درمیان مشترک ہے اس لیے کہ ہلاک ہونے والے فرقوں کا دخول فی النار، ان کے عقائد کے اعتبار سے ہے۔

اور فرقہ ناجیہ کے افراد اگرچہ دوزخ میں داخل ہوں گے مگر وہ اپنے عقائد کی وجہ سے داخل نہیں ہوں گے بلکہ اگر داخل ہوں گے تو اپنے عمل کے اعتبار سے داخل ہوں گے)۔

حضرت فرنگی محلی علیہ الرحمہ نے اعتراض سے بچنے کے لیے دوسری شق اختیار کی مگر راقم الحروف کے نزدیک اعتراض سے بچنا مشکل ہے، اس لیے کہ ایسی صورت میں دخول تو سب کے لیے ہوگا خواہ بدعقیدگی کی وجہ سے ہو یا بدعملی کی وجہ سے جب دخول میں سب مشترک ہوں گے تو سبب کے مختلف ہونے کی وجہ سے فرقۂ ناجیہ کو خارج کرنا کیسے درست ہوگا؟ اس کی مثال یہ ہے کہ زید کے پاس قوم کے لوگ مختلف ضرورتوں کی وجہ سے مختلف ذرائع سے آئے یعنی کوئی سواری سے اور کوئی پیدل تو ان میں سے کسی کو بھی آنے کے حکم سے خارج کرنا درست نہیں ہوگا اگرچہ سب کی ضرورتیں مختلف ہیں اور آنے کے ذرائع بھی مختلف ہیں، اسی طرح جہنم میں داخل ہونے کے اسباب مختلف ہونے کی وجہ سے فرقۂ ناجیہ کو دخول فی النار سے خارج کرنا درست نہیں ہوگا حالانکہ حدیث شریف میں فرقۂ ناجیہ کا استثنا فرمایا گیا ہے۔

مولانا موصوف نے اپنے نظریہ کی تائید میں اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علمائے ذوی الاحترام کے اقوال کو بھی پیش کیا ہے مگر وہ سارے اقوال کفر لزومی کے مرتکبین کے بارے میں ہیں، کفر التزامی کے مرتکبین کے بارے میں نہیں، اس لیے کہ خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تحفۂ اثنا عشریہ میں بہت سارے فرقوں کو بالاتفاق کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ان فرقوں کا بھی ذکر آئندہ قسطوں میں کیا جائے گا۔

مولانا موصوف نے "دخول فی النار" مراد لینے کی ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان فرقوں کو افتراق کے باوجود امت ہی میں شمار کیا ہے

اور اس سلسلہ میں امام بیہقی کی عبارت نقل کی ہے اور ان کے علاوہ امام ابوسلیمان خطابی اور مولانا انوار اللہ فاروقی رحمہما اللہ تعالیٰ کے اقوال بھی پیش کیے ہیں جن سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ بہتر فرقے کافر نہیں ہوسکتے اس لیے وہ امت اجابت میں سے ہیں حالانکہ امام بیہقی علیہ الرحمہ کی اسی عبارت سے ان کے نظریہ کی تغلیط ہورہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں ''اما تخليد من عداهم من اهل البدع في النار فهو مبني على تكفيرهم فمن لم يكفرهم اجراهم بالخروج من النار باصل الايمان مجرى الفساق المسلمين و حمل الخبر على تعذيبهم بالنار مدة من الزمان دون الابد واحتج في ترك القول بتكفيرهم بقوله صلى الله عليه وسلم تفترق امتي فجعل الجميع مع افتراقهم من امته'' (اور رہی یہ بات کہ ان کے علاوہ باقی اہل بدعت ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے تو یہ ان کے کافر ہونے کی بنیاد پر ہے، جن لوگوں نے ان کی تکفیر نہیں کی ہے انھوں نے ان اہل بدعت کو ایمان کی بنیاد پر دوزخ سے نجات پانے میں گناہگار مسلمان کے درجے میں رکھا ہے اور حدیث (افتراق امت) کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ دوزخ میں ان کا عذاب ایک مدت تک ہوگا ابدی عذاب نہیں ہوگا اور انکی تکفیر نہ کرنے میں ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا ہے تفترق امتی یعنی افتراق کے باوجود ان سب کو امت ہی میں شمار کیا ہے)

اس عبارت میں دو نظریہ پیش فرمایا ہے (۱) اہل بدعت کا انکی تکفیر کی بنیاد پر جہنم میں ہمیشہ رہنا (۲) اہل بدعت کا ان کی عدم تکفیر کی بنیاد پر ایک مدت تک جہنم میں رہنا، پہلے نظریہ کی عبارت ''اما تخليد من عداهم من اهل البدع في النار فهو مبني على تكفيرهم'' ہے، ظاہر ہے کہ اہل بدعت امت اجابت ہی میں سے ہوتے ہیں اس لئے اس عبارت سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ وہ اہل بدعت جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے امت اجابت ہی میں سے ہوں گے، ہاں کافر ہوجانے کے بعد ان کا شمار امت اجابت میں نہیں ہوگا چنانچہ صاحب مرقاۃ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''قال صاحب التلويح لان المبتدع و ان كان من اهل القبلة فهو من امة الدعوة دون المتابعة كالكفار''

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص: ۶۵۴)

یعنی صاحب تلویح نے فرمایا کہ بدعتی (جس کی بدعت حد کفر تک پہنچ چکی ہے) اگرچہ اہل قبلہ میں سے ہوتا ہے وہ امت دعوت میں سے ہوگا نہ کہ امت متابعۃ میں سے جس طرح کفار (امت دعوت) ہیں۔

اور یہی حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ دوسری جگہ، حدیث ''ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على ضلالة'' کے تحت فرماتے ہیں ''و قال ابن مالك المراد امة الاجابة اي لا يجتمعون على ضلالة غير الكفر و لذا ذهب بعضهم الى ان اجتماع الامة على الكفر ممكن بل واقع الا انها لا تبقى بعد الكفر امة له والمنفى اجتماع امة محمد على الضلالة'' (یعنی حدیث ان اللہ الخ (بیشک اللہ میری امت کو یا فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائیگا) کے تحت فرماتے ہیں کہ ابن الملک نے فرمایا کہ امت سے مراد امت اجابت ہے یعنی امت اجابت کے لوگ کفر کے علاوہ گمراہی پر اکٹھا نہیں ہوں گے اسی لیے بعض اس طرف گئے ہیں کہ امت (اجابت) کفر پر اکٹھا ہوسکتی ہے

بلکہ واقع ہے مگر کفر کے بعد امت اجابت باقی نہیں رہے گی اور حدیث شریف میں جس بات کی نفی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت (اجابت) گمراہی پر اکٹھا ہو) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امت اجابت کفر کے علاوہ گمراہی پر اکٹھا نہیں ہوسکتی اور کفر پر اکٹھا ہوسکتی ہے مگر کفر کے ارتکاب کے بعد اس کو امت اجابت نہیں کہا جائے گا۔

امام موصوف کے دوسرے نظریہ کی عبارت ''فمن لم یکفرھم اجراھم بالخروج من النار باصل الایمان مجری الفساق المسلمین و حمل الخبر علی تعذیبھم الخ'' ہے اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں لفظ ''امتی'' کو عدم تکفیر کی وجہ بتانا اور یہ کہنا کہ یہ فرقے دین سے خارج نہیں ہوں گے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''امتی'' فرمایا ہے، یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لیے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرجیہ اور قدریہ فرقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ''عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب المرجیة والقدریة رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث غریب (مشکوٰۃ ص ۲۲) (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے دو صنف کے لیے اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے وہ دونوں صنفیں (فرقے) مرجیہ اور قدریہ ہیں۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے)

دیکھئے یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صنفان من امتی فرمانے کے باوجود ان کو دین سے خارج بتایا، اور پھر قدریہ کے بارے میں دوسرے مواقع پر مختلف انداز سے اس کو دین سے خارج بتایا۔ چنانچہ مسند امام اعظم میں ہے۔

(۱) ابو حنیفة عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجئ قوم یقولون لا قدر ثم یخرجون منه الی الزندقة فاذا لقیتموھم فلا تسلموا علیھم و ان مرضوا فلا تعودوھم و ان ماتوا فلا تشھدوا جنائزھم فانھم شیعة الدجال و مجوس ھذہ الامة و حقا علی اللہ تعالیٰ ان یلحقھم بھم فی النار (حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم آئے گی جو کہے گی کہ تقدیر (کوئی چیز) نہیں پھر وہ اس سے کفر والحاد کی طرف نکل جائے گی، تو جب تم ان سے ملو تو سلام نہ کرنا اور اگر وہ بیمار ہوں تو عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں حاضر نہ ہونا اس لیے کہ وہ دجال کے پیروکار ہیں اور اس امت کے مجوس ہیں اور اللہ ضرور ان کو جہنم میں ان کے ساتھ ملائے گا)

(۲) ابو حنیفة عن سالم عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ القدریة و قال ما من نبی بعثه اللہ تعالیٰ قبلی الا حذر امته منھم و لعنھم (حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت سالم سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت قدریہ پر اور فرمایا مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر انھوں نے اپنی امت کو ان سے ڈرایا اور ان پر لعنت کی)۔

(۳) ابو حنیفة عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القدریة مجوس

هذه الامة وهم شيعة الدجال.

(مسند امام اعظم مترجم اردو ص ۲۳)

(حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اور وہ دجال کے پیروکار ہیں)۔

اور ظاہر ہے کہ مجوس هذه الامة میں امت سے مراد امت اجابت ہی ہے۔

اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا'' من يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فاولٰئک حبطت اعمالهم فى الدنيا والاٰخرة و اولٰئک اصحٰب النار هم فيها خٰلدون''(پ ۲) (اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا)

اس آیت کریمہ میں منکم میں کم سے مراد مومنین (امت اجابت) ہی ہیں اور انھیں میں سے کفر و ارتداد پر مرنے والے کا حکم بیان فرمایا گیا ہے، بہر حال ان دلائل کی روشنی میں یہ کہنا کہ امت اجابت میں سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا سراسر غلط ہے۔

حیرت اس بات پر ہے کہ مولانا موصوف نے خود ہی اہل قبلہ کی تکفیر کے سلسلہ میں ملا علی قاری، علامہ تفتازانی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارتیں نقل کی ہیں اس کے باوجود یہ نظریہ قائم کرتے ہیں کہ امت اجابت میں سے کوئی فرقہ کافر و مرتد نہیں ہوسکتا ہے۔ قارئین کے اطمینان کے لیے مولانا کی تحریر ان کے پیش کردہ اقوال و ترجمہ کے ساتھ ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔ مولانا موصوف ''اہل قبلہ کی تکفیر اور ایک شبہہ کا ازالہ) کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

''بعض سادہ لوح لوگ اپنی سادگی کی وجہ سے یہ گمان کرتے ہیں کہ اہل قبلہ ہر وہ آدمی ہے جو قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتا ہو، لہٰذا اب اس کی تکفیر حرام ہے خواہ اس سے کیسا ہی کفر کیوں نہ صادر ہو جائے، یہ فکر درست نہیں ہے، ابھی ہم نے دیکھا کہ اہل قبلہ وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین کا اقرار کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ دیگر مسائل میں ان کا اختلاف ہو، لیکن جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی منکر ہوگا اس کا شمار اہل قبلہ میں ہے ہی نہیں، لہٰذا اس کی تکفیر کی جائے گی، خواہ وہ بظاہر کتنا نمازی و پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

من واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفى الحشر او نفى علمه سبحانه بالجزئيات لا يكون من اهل القبلة و ان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة ان لا يكفر ما لم يوجد شئ من امارات الكفر و علاماته و لم يصدر عنه شئ من موجبات (۱۰۲)

جو شخص پوری زندگی طاعت وعبادت میں گزارے مگر ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے، یا اجسام کے حشر نہ ہونے یا اللہ تعالیٰ کے جزئیات نہ جاننے کا اعتقاد رکھے وہ ہرگز اہل قبلہ میں سے نہیں ہوگا اور اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تکفیر اس وقت تک نہیں کی جائے گی جب تک کفر کی نشانیوں اور علامتوں میں سے کچھ نہ پایا جائے اور موجبات کفر میں سے کوئی بات ان سے صادر نہ ہو۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

ولا یخفی ان المراد بقول علمائنا لا یجوز تکفیر اھل القبلۃ بذنب لیس مجرد التوجہ الی القبلۃ فان الغلاۃ من الروافض الذین یدعون ان جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحی فان اللّٰہ تعالیٰ ارسلہ الیٰ علیّ و بعضھم قالوا انہ الہ و ان صلوا الی القبلۃ لیسوا بمؤمنین(۱۰۳)

مخفی نہ رہے کہ ہمارے علماء کا یہ قول کہ ''کسی گناہ کی بنیاد پر اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی'' اس سے یہ مراد نہیں کہ جو شخص محض قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا ہو، اس لیے کہ وہ غالی رافضی جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کر دی ان کو اللہ تعالیٰ نے وحی لے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی ''اللہ'' ہیں، تو ایسے لوگ اگر چہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ہی کیوں نہ پڑھتے ہوں یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

لا نزاع فی کفر اھل القبلۃ المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم و نفی الحشر و نفی العلم بالجزئیات و نحو ذلک و کذا بصدور شئ من موجبات الکفر عنہ (۱۰۴)

اس اہل قبلہ کی تکفیر میں کوئی اختلاف نہیں ہے جو پوری زندگی اطاعت میں گزارے اور ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے یا حشر اجساد نہ ہونے، یا اللہ کو علم جزئیات نہ ہونے کا اعتقاد رکھے، اور اسی طرح اس اہل قبلہ کی تکفیر میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے جس سے موجبات کفر میں سے کوئی امر صادر ہو۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

ان المراد باھل القبلۃ فی ھٰذہ القاعدۃ ھم الذین لا ینکرون ضروریات الدین لا من یوجہ وجھہ الی القبلۃ فی الصلوٰۃ قال اللّٰہ تعالیٰ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق و المغرب و لٰکن البر من آمن باللّٰہ والیوم الآخر فمن انکر ضروریات الدین لم یبق من اھل القبلۃ (۱۰۵)

اس قاعدے (یعنی اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں ہے) میں اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں، نہ کہ وہ لوگ جو نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرتے ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق و مغرب کی طرف رخ کرو بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، تو جس نے ضروریات دین کا انکار کیا وہ اہل قبلہ میں سے نہیں رہا۔

ان عبارتوں سے واضح ہوا کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی خلاف اسلام عقیدہ کیوں نہ رکھے مگر زبان سے کلمۂ طیبہ پڑھتا ہو اور کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، در اصل ایسا شخص اہل قبلہ میں شامل ہی نہیں ہے اور اس کی تکفیر کرنے میں ہمارے علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے''۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مذکورہ عبارتوں میں اہل قبلہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ تو اس کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ اہل قبلہ سے مراد امت اجابت ہی ہے اور مذکورہ تمام علمائے ربانیین نے ان کو ضروریات دین کے منکر ہونے پر کافر کہا ہے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو رہی

ہے کہ امت اجابت میں سے جو بھی کسی ضروری دین کا منکر ہوگا وہ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر ہوگا۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد میں لفظ امتی سے اگر چہ امت اجابت مراد ہے مگر جب کوئی ضروری دین یا ضروریات دین کا منکر ہوگا یا اصول عقائد سے انحراف کرے گا تو یقیناً قطعاً اجماعاً کافر و مرتد ہو جائے گا، ہاں کفر کے بعد اس کو امت اجابت میں شمار نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اسے اہل قبلہ کہا جائے گا۔

اسی لیے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ رقم طراز ہیں:

''خبثائے مبتدعین مثل وہابیہ و رافضیہ و غیر مقلدین امت اجابت سے نہیں کافروں کی طرح امت دعوت سے ہیں، لہٰذا اجماع میں ان کا خلاف معتبر نہیں'' اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں'' ابن علیہ مردے از محدثین است عدداو در مجتہدین ائمہ نیست واگر باشد متفرد ست و ظاہر یہ خود مبتدعانند و مبتدع را در اجماع اعتبارے نیست و وفاقش ملحوظ نہ شود و بخلافش خلل نہ پذیرند لانهم ليسوا من الامة على الاطلاق كما فى التوضيح و غيره ليسوا من امة الاجابة و انما هم من امة الدعوة كما فى المرقاة و غيرها'' (ابن علیہ محدثین میں سے ایک شخص ہے اس کا شمار ائمۂ مجتہدین میں نہیں ہے اور اگر ہے تو منفرد ہے اور ظاہریہ خود بدعتی ہیں اور بدعتی کا اجماع میں کوئی اعتبار نہیں اور ان کے اتفاق کا لحاظ نہیں ہوتا اور ان کے خلاف سے خلل نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ امت مطلقہ میں سے نہیں ہیں جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ہے کہ وہ امت اجابت میں سے نہیں بلکہ وہ امت دعوت میں سے ہیں جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے)

غلط فہمی کا ازالہ:

مولانا موصوف لکھتے ہیں'' بعض غیر محتاط اور متشدد لوگوں نے یہاں ''خلود فی النار'' مراد لے کر فرقوں کی تکفیر کے دائرہ کو وسعت دینے کی کوشش کی ہے''

''بعض غیر محتاط اور متشدد لوگوں'' سے مولانا کی مراد کیا ہے اس کو تو وہی بتا سکتے ہیں اور دل کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر عام قارئین کا ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ اس سے مراد سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ اور ان کے ہم خیال علما ہیں اگر مولانا کی مراد یہی ہے تو ان کی یہ فکر صحیح نہیں ہے اس لیے کہ ''اعلیٰ حضرت'' انتہائی محتاط شخصیت کا نام ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد اول میں جہاں فرض اعتقادی اور واجب اعتقادی کی تعریف کی ہے وہاں اپنے اور اپنے اساتذۂ کرام کے احتیاط کا ذکر فرماتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں مجتہد جس شی کی طلب جزمی، حتمی اذعان کرے اگر وہ اذعان بدرجۂ یقین معتبر فی اصول الدین ہو (اس تقدیر پر مسئلہ نہ ہوگا مگر مجمع علیہ جمیع ائمۂ دین) تو فرض اعتقادی ہے جس کا منکر عند الفقہاء مطلقاً کافر اور متکلمین کے نزدیک (منکر اس وقت کافر ہے ۱۲ ق) جبکہ مسئلہ ضروریات دین سے ہو، اور یہی عند المحققین احوط اور اسد (زیادہ احتیاط والا اور درست ۱۲ ق) اور ہمارے اساتذۂ کرام کا معول و معتمد (وثوق اور اعتماد والا ۱۲ ق) ہے ورنہ (یعنی اگر اس مسئلہ پر تمام ائمہ کا اتفاق نہیں ہے تو ۱۲ ق) واجب اعتقادی ہے۔

اسی لیے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جن پر حکم کفر لگایا ہے وہ ایسے ہی لوگ ہیں جنھوں نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے اور ان کے کفریہ اقوال میں قطعاً کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو فرقوں کے بیان میں بتایا جائے گا۔.......................(جاری)

اک آفتابِ چشت و شریعت نہیں رہا

بیاد حضرت علامہ سید شاہ غلام مصطفیٰ احمد منعمی ابوالعلائی علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ، گیا، بہار

نتیجۂ فکر: ساحل شہسرامی [علیگ]

اے کہ ترا وجود معارف نشیں رہا	ہر پل فلک نگاہ رہا، جلوہ بیں رہا
حسن ازل کی یاد میں ہر اشک آرزو	آنکھوں میں تیری رولتا مثلِ نگیں رہا
ہر لحہ ذاتِ مصطفوی سے تھا انسلاک	ان کا ہی ذکر لب پہ دم آخریں رہا
تو قائد رسا لۂ عشاقِ مصطفیٰ	حبِّ نبی ﷺ ہویدا بخطِ جبیں رہا
تیرا وجود رمزِ مشیت کا انتخاب	تیرا عدم بشارتِ خضراء مکیں رہا
طیبہ میں چشم سر سے زیارت ہوئی نصیب	کیسا کریم تجھ پہ شہِ مرسلیں ﷺ رہا
اے آبروئے آلِ عبا، شانِ مرتضیٰ	ہر دل کو کھینچتا ترا طرزِ حسیں رہا
ظاہر تھا باشرع، ترا باطن تھا باطریق	ہر پل ترا، مزاجِ نبی ﷺ سے قریں رہا
علم و ہنر، کمال وشجاعت کے باب میں	مولائے کائنات کا تو خوشہ چیں رہا
پرواز تیری ما و شما سے سوا رہی	شاہینِ مصطفیٰ! تو تو صد آفریں رہا
تجھ کو فرازِ روزِ ازل سے رہا نصیب	یوں ہی نہیں حریف ترا خشمگیں رہا
تو مرکزِ توجہِ عشاقِ آگہی	ساقی تمہارا جام تو دو آتشیں رہا
تو اعلیٰ ظرف، عالی طبیعت، صبا مزاج	وجہِ وقارِ علم وتمدن و دیں رہا
گلدستۂ محاسنِ عرفان و آگہی!	تو ہو کے آسماں بھی ہمیشہ زمیں رہا
طرزِ عمل سے حق کو بلندی رہی نصیب	باطل تمہاری فکر سے ہر دم مہیں رہا
دستِ سخا دراز، کرم گستری تمام	اک 'نا' تھا جو خزینۂ دل میں نہیں رہا
یاں سے تیری آج بھی ملتی ہے روشنی	تو فیضِ بخشِ عالمِ دنیا و دیں رہا
کتنے دلوں میں تیرے تصور کا آفتاب	ایماں کی برکتوں کا مقدس امیں رہا

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY

Regd. No. U.P./BR/28/11/12
Annual Subscription Rs. (180) Per Copy (15)

دنیائے سنیت کی عظیم درسگاہ

مرکز الدراسات الإسلامیۃ

جامعۃ الرضا

بریلی شریف
یوپی، ھند





لائف ٹائم مفت اسلامی SMS (Only for India)

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS شروع کیا گیا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں JOIN MARKAZNEWS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔ صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے، اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیلنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MARKAZNEWS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔

UNITED PRINTERS BAREILLY # 9319623803, 9548639384